

ہجرات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُعْتَمِدِ الدِّينِ پاشا
حضرت خواجہ



نظر ثانی

مترجمین

سیف ذوالقرنین

محمد حسن ، اعزاز احمد ادر

دیوان

مُعین الدین چشتی
مدرسہ خواجہ

مترجمین

محمد محسن، اعزاز احمد آذر

نظر ثانی،

سیف ذوالقرنین

ادارۃ پیغام الفت شکران

042 7323241



marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	دیوان خواجہ معین الدین چشتی
مرتب:	محمد محسن
دیوان مترجم:	اعزاز احمد آذر
تدوین ترجمہ:	محمد محسن
فارسی پروف ریڈنگ:	محمد اکرام اللہ صابری بی اے اوٹی
نظر ثانی:	آنرزا ان پرشین
تعداد:	سیف ذوالقرنین
اشاعت:	۶۰۰
کمپوزنگ:	۲۰۰۷ء
پرنٹرز:	منور فیروز 300/8076971
قیمت:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
	2۶ روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز ۴۰ اردو بازار لاہور
 نظامی کتب خانہ درگاہ بازار پاکپن شریف
 احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
 اشرف بک ایجنسی راولپنڈی
 اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات
۱۱	حضرت خواجہ معین الدین چشتی
۱۱	والدین
۱۲	شجرہ نسب
۱۲	ابتدائی تربیت
۱۳	والد ماجد کا وصال
۱۳	حضرت ابراہیم قدوسی سے ملاقات
۱۳	حصول علم
۱۵	طاش ہرشد
۱۵	بیعت ہونے کا واقعہ
۱۷	فرق خلافت
۱۷	سیر و سیاحت
۱۷	سورت قاتحہ کی برکت کا واقعہ
۱۸	قبر کی بیعت
۱۹	شیخ بہاء الدین سے ملاقات
۱۹	لکڑی سونامین گئی
۲۰	حضرت محمد عارف کا واقعہ
۲۰	ایک عابد بزرگ کا واقعہ
۲۱	محمد یادگار کے راہ راست پر آنے کا واقعہ
۲۲	حقیقت اور معرفت کی روشنی
۲۷	ہندوستان آنے کا حکم
۲۸	اجمیر میں قیام

۱۱۴	توئی کہ جز تو ترا خود حجاب دیگر نیست
۱۱۴	این چه نورست کہ بر کون و مکان تاخست است
۱۱۶	چشم بکشای کہ آفاق بر از نور خداست
۱۱۸	ستم امروز از ان بادہ کہ در جام دل است
۱۲۳	آتشے آمد پدید و جسم و جان یکسر بسوخت
۱۲۳	کسیکہ عاشق و معشوق خودہ شش ہمدوست
۱۱۶	چشم بکشاری کہ آفاق بر از نور خداست
۱۱۸	ستم امروز از ان بادہ کہ در جام دل است
۱۱۴	توئی کہ جز تو ترا خود حجاب دیگر نیست
۱۱۴	این چه نورست کہ بر کون و مکان تاخست است
۱۲۸	یارب این صورت کہ در معرآت جاں پیدا است کت
۱۲۹	نام بزد م اول تا چنان شد عاقبت
۱۳۰	در رہ عشق تو ام در رہ تو ہمسرا ہس است
	ردیف "ج"
۱۳۳	حزار عشق تو در دیت در دل مجروحہ
	ردیف "د"
۱۳۴	حمد یکہ ہج بحر کرم بگیراں بود
۱۴۵	ای از ظہور تو کون و مکان پدید
۱۴۸	ای سلطان دار ملک وجود
۱۵۲	اگر لباس حد و نم بدر کنی چہ شوب
۱۵۳	مگر فصل بہار آمد کہ عالم بزد خرم شد
۱۵۷	چشم بکشای کہ دیدار خدا جلوه نمود
۱۶۰	این چہ سوداست کہ اندر سرمایہ لبید
۱۶۴	گر آہ آتش بار من یک شعلہ بیرون زند

۱۶۳	میر اور دل بخیر دوست چری درنی گنج
۱۶۶	مگر جہاز سر کوئی دوست سے نایب
۱۶۷	فیض خدا کرید دل آگاہ میر سود
۱۷۰	وقت است کہ دل واقف اسرار شود
۱۷۳	وگر کہ غمزہ ساقی کر شرہ فرمود
۱۷۶	راہ بکشاری کہ دل مکمل بلا دارد
۱۷۸	شراب ساقی ماتی از مانی و گردارد
۱۸۱	صدف چوں بہر یک نظرہ بروی بحر لی ای
۱۸۳	گرید پای آب و گل از جان دل یکسو شو
۱۸۶	روز یکہ یار جام صفا پر زنی کند
۱۸۷	ہر گئی را در ازل ہر ذی عقد کردہ اند
۱۹۱	نغمہ عشق گراں سوئے جہاں می آید
۱۹۶	جہاں از وزن دل نورآں دلدار می تابد
۲۰۰	عاشقان گر چہ صد پردہ جہاں آمدہ اند
۲۰۲	عشق از لامکان نزول کند
	و دہیف "ز"
۲۰۳	راہ ہار یک ست شب و منزل دود دور
۲۰۸	ای تر ابر طویر دل ہر دم تجلی دگر
۲۰۹	وہ کہ بر پای صنوبری نہد شمشاد سر
	و دہیف "ز"
۲۱۰	ذرہ از اثر مہر نغمہ قاش ہنوز
۲۱۲	یار دور بروی اصحاب طلب بکشاں باز
	و دہیف "س"
۲۱۳	مرازد جہاں دولت دصال تو بس

	ردیف "ش"
۲۱۷	دل ز شوز عشق و داغ یار یابد پرورش
۲۱۹	اگر بے پردہ نتوانی کہ بنی بر تو ذائق
۲۲۱	نبہ سر بر خط فرماں و خطی در جہاں درکش
	ردیف "ف"
۲۲۳	تا دل نگشت غرقہ در یائے من عرف
	ردیف "ک"
۲۲۶	حمد یکہ بر مخالف اطباق نہ ملک
	ردیف "ل"
۲۳۰	من دری بودم نہاں در تو بحرلم یزل
	ردیف م
۲۳۵	منرازدیدہ دل ہرزماں در دو دو مادم
۲۳۵	اندر آئینہ جاں عکس جمالے دیدم
۲۳۷	سوی من آ کہ تر ایار و قادار منم
۲۳۹	بکشائے پردہ از رخ و پردار مستقیم
۲۴۱	من یار تر ادا رم و اغیار نمیخواہم
۲۴۳	ای نور عشقت تا فتہ اندر سو پدای دسم
۲۴۴	بشمو نور ذواللمن چوں آتش از نخل بدن
۲۴۶	صفات و ذات چوار ہم جدائی پیٹم
۲۴۸	تا من باو پیوستہ ام از غیر او بیریدہ ام
۲۵۱	بافکرش از بشت و خود و علماں فارغیم
۲۵۳	من بہنگ بحر عشقم تا بجے دم در کشم
۲۵۸	ایں صنم یارب کہ اندر نور حق فانی شدم
۲۶۰	چو من ز بادہ عشق تو مست و بتحرم

۲۶۳	من بلل غم کوں سوی گشتن بدم
۲۶۶	پردہ فی افتاد در غدا و بکشی غم
۲۶۸	ایر وصال از دل و جان سے گزیم
۲۷۰	چشم غیر ست در پی پردہ جانش غم
۲۷۲	براء عشق و پای حدوث ہے کرم
۲۷۳	چہ کہلاستی خود ہاشم
۲۷۵	جاہ و عار خدا کر دچیں غورم
۲۷۸	کہ چہ عار داشت سراج و مل
	"وہیف ن"
۲۸۲	اسے ذات تو برسا ہا کوئی
۲۸۵	گز چشم عاشقان نبی جمال خود شن
۲۸۶	چہ قصد ہار کہ پاکند دل من
۲۹۰	عشق دل و جان ہارنا کر دہ از من
۲۹۲	مراں چہ نزد کو ایہ تو کی دلیل من
۲۹۳	ولا چشم حقیقت جمال دست ہم
۲۹۵	سوفت از ہیر تو جان و سونگاں
۲۹۸	از پس پردہ عالی کی نما کیست آن
۳۰۰	میدہ بولی غم تا کلامی بست ای
۳۰۳	آتش عشق تو در جان من افتاد کوں
۳۰۵	من نہا بارندم کرازی سر گرہں خواہم شدن
۳۰۸	رسید یک نظر از شاہ دلخواہ من
۳۱۲	من شراب عشق راہ پیا نام اسے عاشقان
۳۱۵	تن چہ از خاک لورہ خاک می باہ شدن

ردیف "و"	
۳۱۹	ای صدائے بلبلاد در سخن بستان حمد تو
۳۲۲	نور بجلی میرسد ای طور دل صد باره شو
۳۲۳	آئینہ وجودم چوں کشت منظر تو
۳۲۶	نعلین ز پافلکس و بر عرش معمارو
۳۲۸	در آئینہ خانم نمود خیال تو
۳۳۳	ہستی طلیعہ ایست ز نو دو جو دو
ردیف "ہ"	
۳۳۵	پیش از اں کا شاط فطرت فرش و ایون ساختہ
۳۳۸	اے کوس دولت تو ملک بر ملک زدہ
۳۴۰	یک قطرہ بحر قدش بر ہر دو عالم ریختہ
۳۴۳	جانی کہ خدائش مرہ عشق مزیدہ
ردیف "ی"	
۳۴۵	اگر چشم حقیقت وجود خود بینی
۳۴۷	گو ہر عشق چو در چشمہ تن میطلعی
۳۵۰	چو از جمال نقاب بطوں بر اندازی
۳۵۲	رای کہ اندر عین پندائی نہائی کیسی
۳۵۵	تو مظہر لمعات جمال معبودی
۳۵۸	بخدا غیر خدا در دو جہاں نیست کے
۳۶۱	اگر زمستی خود چشم دل فراز کنی
۳۶۴	گئی کہ از رخ تاباں نقاب زلف کشای
۳۶۶	ولا چو محرم آں دلبر یگانہ توئی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ درحقیقت ہند کے روحانی تاجدار ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلند شان عطا فرمائی ہے آپ صاحب کرامات بے شمار اور خوارق لا تعداد ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی نہایت قوی الحال تھے۔ آپ کو خاص قرب الہی حاصل ہے۔ آپ مظهر الوار ہیں۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ فریضہ سونپا گیا کہ اے معین اہل ہند کو کفر و شرک کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی سے منور فرماؤ۔ اس لئے آپ نائب رسول اور سلطان ہند کے خطابات سے نوازے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نظر میں وہ تاثیر پیدا فرمادی تھی کہ آپ جس کے حال پر توجہ دیتے وہ فوراً وصاحت اور ہر سال مسقطی پر ایمان لے آتا۔ آپ کی غریب نوازی مشہور زمانہ ہے۔ آپ کے حالات حسب ذیل ہیں۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق خاندان سادات سے ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ کے نعت جگر سید العہد اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہے۔

والدین: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام خواجہ فیث الدین حسن ہے جو سیستان کے طلاق پلہ میں رہتے تھے اہل عرب سیستان کو سکھانہ کتے ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے اہل علم اور صاحب ثروت حضرات سے تھے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رجب ۵۴۷ھ میں ہوئی۔ دارالہکوم قادری

نے اپنی کتاب سفیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت سمستان میں ہوئی اور نشوونما خراسان میں پائی مخزنِ چشت میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ جز جو کہ سمستان میں ہے کہ جسے سیستان بھی کہتے ہیں میں ہوئی اور وہ جگہ خراسان کے ملک میں ہے جس میں آپ نے نشوونما پائی۔

شجرہ نسب: آپ کا شجرہ نسب یوں ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بن خواجہ سید غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسن بن سید نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

آپ کا مادری شجرہ مرآۃ الانساب میں یوں لکھا ہے والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

ام الورع الموسومہ بی بی ماہ نور بنت میثک داؤد بن سید عبداللہ حبلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید حضرت حسن ثنیٰ بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

ابتدائی تربیت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے زمانہ میں خراسان ایک سلطنت تھی اسی سلطنت میں صوبہ سیستان تھا جسے سیوستان اور سمستان بھی کہا جاتا ہے اس میں ایک قصبہ تھا جسے جز کہا جاتا تھا پیدائش کے وقت آپ کے والدین کی رہائی سحر میں تھی اس لئے آپ کو سحری کہا جاتا ہے لیکن بعد ازاں اس قصبے کا نام و نشان تاریخوں میں نہ رہا مگر یہ قصبہ نیشاپور کے قریب تھا۔

آپ کے والدین چونکہ مذہبی ذہن کے لوگ تھے اور آپ کے گھر کا ماحول انتہائی دینی تھا اس لئے آپ کا بچپن ہی سے دین کی طرف از حد لگاؤ پیدا ہو گیا۔ بچپن میں اچھی عادات اپنائیں اور والدین کی اطاعت کا درس گھر ہی سے سیکھ لیا۔

جب ذرا پڑھنے کے قابل ہوئے تو نماز پڑھ کر کے باگھنہ نماز پڑھنے لگے۔ آپ کو
بچپن ہی سے کتب پڑھنے کی عادت چڑھی۔

نیٹا پور اس زمانے میں سلطنت خراسانی کا صدر مقام تھا اور علم و ادب کا گہوارہ
تھا اس لئے آپ کو حصول تعلیم کے لئے نیٹا پور میں کچھ دیر ٹھہرنا پڑا اور آپ نے
ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کا آغاز وہیں سے کیا۔

آپ کے والد غیاث الدین حسن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کام کے
سلسلے میں گاہے بگاہے بغداد میں جاتے رہتے تھے ایک مرتبہ جب وہ بغداد گئے
ہوئے تھے تو وہیں ان کا وصال ہو گیا۔ اور انہیں وہیں دروازہ شام کے قریب دفن کیا
گیا آپ کے دو بھائی اور ایک بھیرہ بھی تھیں۔ والدہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر
چند سال تھی۔

والد ماجد کا وصال: جب آپ کے والد غیاث الدین حسن کا انتقال ہو گیا تو
آپ کی والدہ نے ترکہ کو ان کے درمیان میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خواجہ صاحب کا ترکہ
میں ایک انگوڑوں کا باغ اور بن بکلی حصے میں آئی۔ والد گرامی کے بعد آپ نے اسی
باغ میں باغبانی کا کام سنبھال لیا باغ کے درختوں کی حفاظت کرنے لگے اور باغ میں
جب پانی دینے کی ضرورت پڑتی تو پانی بھی دیتے غرضیکہ آپ نے باغبانی کو اپنا
ذریعہ معاش بنالیا۔ باغ سے جو آمدن ہوتی اس سے اپنے اخراجات پورے کرتے
اور جو رقم بچ جاتی اسے راہ خدا میں دے دیتے۔

حضرت ابراہیم قدوسی سے ملاقات: ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ غیاث
الدین چشتی حسب معمول اپنے باغ میں درختوں اور پھولوں و پانی دے رہے تھے کہ
کہ اس زمانے کے ایک بزرگ حضرت ابراہیم قدوسی گھر سے باہر آئے آپ نے باغ
میں آئے ان پر اکثر مشقِ حق تعالیٰ کا خوب ماری رہتا تھا جس وقت حضرت خواجہ سے انہیں
دیکھا تو سب کام چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوئے نہایت ہی محنت اور توجہ سے
ساتھ انہیں ایک ساچہ دار درخت کے نیچے بٹھوایا ان دنوں انگوڑوں کا موسم تھا کہ پتے

ہوئے تھے آپ نے انگوڑوں کا ایک خوشہ لا کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور خود با ادب ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔

حضرت ابراہیم قدوسی کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا حسن سلوک اور رویہ بہت پسند آیا انہیں نگاہ باطن سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ بچہ راہ حق کا متلاشی ہے اس لئے جیب سے کھلی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اسے دانتوں سے چبا کر حضرت خواجہ کو دیا اور کھانے کے لئے کہا۔ جونہی آپ نے کھلی کا ٹکڑا کھایا تو آپ کے دل میں عشق حقیقی کا جذبہ بیدار ہو گیا اور نوالہی سے منور ہو گیا آپ کے دل میں اللہ کی تلاش موجزن ہو گئی اور یہ سوچ پیدا ہو گئی کہ یہ دنیا اور اس کی دولت کچھ نہیں ہے اس لئے اسے چھوڑ کر اللہ کی معرفت تلاش کی جائے۔

جونہی آپ مجذوب کی توجہ سے اللہ کی محبت میں مغلوب ہوئے تو آپ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا آپ کی کیفیت بدل گئی آپ کی سوچ میں ایسی تبدیلی آئی کہ آپ باغ اور چکی کو فروخت کر کے تلاش علم کے لئے نکل پڑے۔

حصول علم: اس زمانے میں ترکستان کے علاقے میں سمرقند اور بخارا کے عظیم شہر آباد تھے جو علم و ادب کا گہوارہ تھے خانقاہوں اور مدرسوں میں صوفیاء اور علماء تعلیم دیتے تھے آخر آپ نے ظاہری تعلیم حاصل کرنے کے لئے سمرقند اور بخارا کا رخ کیا طویل سفر طے کرنے کے بعد آپ سمرقند پہنچے آپ نے ایک دینی مدرسے میں داخل ہو کر قرآن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اس مدرسے میں مولانا اشرف الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم دین کی خدمت میں رہے یہیں آپ نے قرآن حفظ کیا مولانا کی توجہ سے آپ نے چند ابتدائی کتب بھی پڑھنا شروع کیں مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ نے بخارا کا رخ کیا بخارا میں ان دنوں مولانا شیخ حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بڑی شہرت یافتہ تھی انتہائی قابل اور فاضل عالم تھے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے تلامذہ میں شریک ہو گئے اور چند سالوں میں قرآن تفسیر حدیث فقہ اور علوم معقول و منقول کی تکمیل کی۔ آخر تکمیل تعلیم پر حضرت مولانا شیخ حسام الدین

نے آپ کو دستار فضیلت بھی عطا فرمائی کہا جاتا ہے کہ تحصیل علم کے لئے آپ بخارا میں پانچ سال تک رہے۔

علاش مرشد: ظاہری علم حاصل کرنے کے بعد آپ کے دل میں اللہ کی محبت کا جذبہ بڑک اٹھا مگر اللہ تعالیٰ کی معرفت کو پانے کے لئے کسی مرشد کامل کی بیعت کرنا ضروری تھا اس سوچ کے تحت آپ بخارا سے جب تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو مرشد کی تلاش کے لئے چل پڑے ان دنوں نیشاپور کے قریب ایک قصبہ ہارون تھا جسے ہارون بھی کہا جاتا تھا۔ جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے اور ان کی بزرگی کا چہ چا دور و نزدیک تھا لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے تھے فریادیں اُس دور میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی ذات اقدس کی وجہ سے روحانی چشمہ فیض بنا ہوا تھا آپ کی ذات بابرکات کے انوار جگمگا رہے تھے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کے روحانی کمالات کی شہرت سنی تو ہارون یا ہرون پہنچ گئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دل نے گواہی دی کہ یہاں سے اللہ کے کرم کا دروازہ کھل جائے گا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی حیکما عظیم المرتبت بزرگ تھے ان کا تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا اور انہیں سلسلہ چشتیہ کے اکابرین میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے جب آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو نور باطن سے انہیں معلوم ہو گیا کہ اس نوجوان کی قسمت میں ولایت ہے اور یہ جوان ایک روز آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی بعض اوقات بغداد جایا کرتے تھے اور بغداد میں انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو مرید بنایا۔

بیعت ہونے کا واقعہ: لفظات انیس الارواح میں آپ نے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے دعاء گو فقیر فقیر

کترین زندگان معین حسن بخری کو شہر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی کی قدم پوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس وقت معزز مشائخ بھی خدمت میں حاضر تھے۔ جوں ہی بندہ نے سر زمین پر رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ دو گانہ ادا کر میں نے ادا کیا۔ پھر فرمایا قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ۔ میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ سورۃ البقرہ پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ پھر فرمایا اکیس مرتبہ کلمہ سبحان پڑھ۔ میں نے پڑھا۔ بعد میں خود کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھے اللہ عزوجل تک پہنچا دیا۔ جونہی یہ فرمایا تھیں اپنے دست مبارک میں لے کر میرے سر پر چلائی۔ اور چارتر کی کلاہ اس عقیدت مند کے سر پر رکھی۔ اور خاص گدڑی عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا۔ بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ ہمارے خانوادے میں آٹھ پہر کا مجاہدہ ہوتا ہے۔ آج کی رات اور آج کا دن مجاہدے میں مشغول رہو۔ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے ایک دن اور ایک رات گزارے۔ جب دوسرے دن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھا اور ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ فرمایا۔ اوپر کی طرف دیکھ جونہی میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ عرش عظیم تک سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ پھر فرمایا۔ زمین کی طرف دیکھ۔ جب میں نے زمین کی طرف دیکھا۔ فرمایا۔ کہاں تک تجھے دکھائی دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حجاب عظمت تک۔ فرمایا آنکھ بند کر۔ جب میں نے بند کی فرمایا کھول! میں نے کھولی۔ مجھے دو انگلیاں دکھا کر فرمایا۔ کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات۔ جب میں نے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جا! تیرا کام سنو گیا۔ ایک اینٹ پاس رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو الٹ! جب میں نے الٹی۔ تو اس کے نیچے ایک مٹھی سونے کے دینار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اسے لے جا کر فقیروں کو صدقہ کر جب میں نے صدقہ کر دیا۔ تو فرمایا کہ چند روز تک تم ہماری خدمت میں رہو۔ میں نے عرض کیا کہ بندہ

فرمانبردار ہے۔ (انفیس اللہ وارح)

خروج خلافت: جب ہارگاہ الہی اور دہار رسالت سے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو مقبولیت کا پروانہ ملا ہو چکا تو وہ وقت آگیا کہ مرشد کامل بھی انہیں اپنے خروج خلافت سے سرفراز فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خروج، میلے، بطن چوبی اور عصا مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا:

”یہ چیزیں ہمارے کردار و ان طریقت کی یادگار ہیں اپنے آپ کو ان کا

اہل ثابت کرنا اور اپنے بعد جس کو ان کا اہل سمجھنا اس کے سپرد کر دینا۔“

پھر خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر کلاہ چہار ترکی رکھی اور ان کے سامنے اپنے مرشد حضرت حاجی شریف زعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی فصاحت و ہرانی کہ: یعنی کلاہ چہار ترکی سے مراد چار ترک ہیں اول ترک دنیا۔ دوم ترک حق یعنی ہر وقت اپنی ذات کے لئے آخرت کی بھلائی نہ طلب کرتا رہے بلکہ سوائے ذات الہی کی رضا کے اور کوئی غرض نہ رکھے۔ سوم سونے اور کھانے کا ترک کرنا مگر صرف اسی قدر کہ جس سے زندگی قائم رہے (یعنی کم کھائے اور کم سوئے) چہارم خواہل نفس کا ترک کرنا یعنی جو نفس کہے اس کے خلاف عمل کرنا اور جو ان چار چیزوں کو ترک کرتا ہے وہی کلاہ چہارم ترکی پہننے کا حق دار (اہل) ہے۔

سیر و سیاحت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کا کچھ حصہ سیر و سیاحت میں گزرا۔ جن علاقوں میں آپ نے بیشتر سفر کئے ان میں خراسان، سمرقند، بخارا، بغداد، عراق، عرب، شام، بصرہ، دمشق، اصفہان، ہمدان، تبریز اور کرمان کے علاقے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے کچھ سفر اپنے مرشد کے ہمراہ بھی کئے۔ دوران سفر آپ کو مختلف مقامات پر کئی واقعات پیش آئے ان میں سے چند کا ذکر حسب ذیل ہے۔

سورت فاتحہ کی برکت کا واقعہ: معقول ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے مرشد دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے۔ اتفاق سے اس وقت وہاں کوئی کشتی نہ تھی حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے اپنی

آنکھیں بند کر لیں جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں تو میں نے خود کو اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو دریائے دجلہ کے دوسرے کنارے پر پایا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پانچ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی اور دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

قبر کی ہیبت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوفات میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا کہ ہم سیوستان پہنچے وہاں پر ایک خانقاہ میں حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ اقامت گزیر تھے۔ ہمہ وقت عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے کئی دن تک میں ان کی خدمت میں حاضر رہا ان کی کیفیت یہ تھی کہ کوئی بھی آدمی ان کے پاس سے خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ آپ اس کو اندر سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور لا کر دیتے تھے اور فرماتے کہ میرے حق میں دعا مانگو کہ میں اس دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جاؤں۔ اور جب قبر کی تنگی اور موت کی شدت کا احوال سنتے تو خوف سے بید کی مانند تھر تھر کاہنے لگ جاتے اور مسلسل سات سات دن تک روتے رہتے اور ان کا رونا اس قدر متاثر کن ہوتا کہ دیکھنے والوں کے بھی آنسو نکل آتے اور وہ بھی رونے لگ جاتے تھے۔

جس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ گریہ فرما رہے تھے جب طبیعت کچھ سنبھلی تو میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا، اے عزیز! جسے موت آنے والی ہو اور جس کا حریف ملک الموت ہو اسے ہنسنے اور سونے سے کیا غرض؟ اگر تمہیں ان لوگوں کی حالت کے بارے میں علم ہو جائے جو زمین کے اندر ایسی کوٹھڑی میں سوتے ہیں جو پتھروں سے بھری ہوئی ہے تو تم اس طرح سے پھسل جاؤ کہ جس طرح سے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سکوت فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا، آج میں تمہیں تیس برس کے بعد یہ واقعہ سناتا ہوں میں ایک دن بعصرہ کے ایک قبرستان میں ایک اللہ کے درویش کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہمارے نزدیک

عی ایک قبر میں مردے کو عذاب دیا جا رہا تھا جب اس مرد درویش کو کشف کے ذریعہ سے عذاب قبر کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ایک زبردست نعرہ مارا اور زمین پر گر گئے میں نے آگے بڑھ کر ان کو اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کا جسم پانی ہو کر بہہ گیا۔ اے عزیز! اس دن سے مجھ پر قبر کی ہیبت طاری ہے اس لئے بندہ کو دنیا میں اس قدر مشغول نہ ہونا چاہئے کہ وہ حق سے ہی غافل ہو جائے۔

شیخ بہاء الدین سے ملاقات: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہمارے ساتھ ایک اور اللہ کے فقیر بھی تھے۔ سفر کرتے ہوئے ہم اوش میں پہنچے اور حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جو بڑے صاحب علم و فضل اور واصلین حق میں سے تھے اور ان کے ہاں یہ رواج تھا کہ جو کوئی بھی ان کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوتا خالی ہاتھ واپس نہ لوٹتا تھا۔ اگر کسی کے پاس کپڑے نہ ہوتے تو حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ اس کو کپڑے عنایت فرماتے اور یہ سب کچھ پردہ غیب سے ظہور پذیر ہو جاتا تھا۔ چند دنوں تک ہم ان بزرگ کی خدمت میں حاضر رہے ایک دن انہوں نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اے درویش! جو کچھ بھی تمہیں ملے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دینا۔ دولت اکٹھی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کھانا کھلانا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو جاؤ۔ لکڑی سونا بن گئی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران ہم ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور بھی درویش وہاں پر موجود تھے۔ گفتگو کے دوران یہ بات طے ہوئی کہ سب افراد ایک ایک کرامت دکھائیں وہاں پر میرے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ علاء الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے سب لوگوں نے اپنی اپنی کرامات دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی

رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کرامت دکھائی اور اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر سونے کا ایک ٹکڑا نکالتے ہوئے ایک درویش کو دیا اور اس سے فرمایا کہ جاؤ درویشوں کے لئے شیرینی لے آؤ۔ حضرت شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی کو ہاتھ میں پکڑا تو وہ سونا بن گئی اس کے بعد میرے مرشد پاک نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ میں نے اپنے مرشد پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے کمرے سے چار روٹیاں نکالیں اور ایک بوڑھے فقیر کو دے دیں۔

حضرت محمد عارف کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ احمد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہم مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے جا رہے تھے کہ ہم دمشق میں پہنچے دمشق کی جامع مسجد کے سامنے انبیاء کرام سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور یہاں کے درویشوں سے بھی ملاقات کی۔ ایک روز ہم دمشق کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے پاس ہی کچھ اور بزرگ بھی تشریف فرما تھے کہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، روز قیامت دولت مندوں سے تو حساب کتاب ہوگا درویشوں سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ ان کی یہ بات سن کر ایک شخص بحث کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت اتفاق سے کتاب کا نام یاد نہیں آ رہا تھا انہوں نے تھوڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ ملائکہ کو حکم ہوا کہ یہ بات جس کتاب میں لکھی ہوئی ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھا دی جائے۔ چنانچہ کتاب حاضر ہو گئی حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے سامنے وہ کتاب رکھ دی اس نے جب کتاب دیکھی تو اس قدر شرمندہ ہوا کہ ان کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔

ایک عابد بزرگ کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت شیخ احمد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کرمان کا سفر کر رہا تھا کہ

میں نے ایک درویش کو دیکھا جو بڑے عبادت گزار اور ہمہ وقت یاد الہی میں مستغرق رہتے تھے ان جیسا کامل بزرگ اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں اس قدر مشغول رہنے والا میں نے کسی اور کو نہیں دیکھا جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے جسم میں صرف روح تھی جسم پر گوشت بالکل نہیں تھا (گویا ہڈیوں کا ڈھانچہ تھے) وہ بہت کم گفتگو کرتے تھے ہم نے آپس میں یہ بات طے کی کہ ان سے پوچھیں کہ آپ کی یہ حالت کیوں ہے؟ ابھی ہم آپس میں طے ہی کر رہے تھے کہ اس صاحب کرامت بزرگ نے کشف کے ذریعہ سے ہماری قلبی کیفیت کے بارے میں جان لیا اور خود ہی اپنی حالت کے بارے میں بیان کرنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے، اے درویش! میں ایک دن اپنے ایک دوست کے ہمراہ قبرستان میں گیا اور ہم دونوں ایک قبر کے پاس ٹھہر گئے۔ اتفاق سے میرے دوست نے کوئی ایسی بے ہودہ بات کی کہ جسے سن کر میری ہسی نکل گئی۔ پہلے چلتے ہی مجھے ایک آواز سنائی دی کہ جس کے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہو اور اس کا گھر زمین کے نیچے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان ہو اس کا ہسی سے کیا واسطہ؟ یہ آواز سننے ہی میں آہستہ سے اٹھا اور اپنے دوست کو جانے کی اجازت دی پھر اپنے گھر گیا اس کے بعد وہاں سے میں اس غار میں چلا آیا اور اس جگہ پر سکونت اختیار کی اس روز سے مجھ پر ہیبت طاری ہے اور اس قدر خوف مسلط ہے کہ میری جان منہ کو آرہی ہے آج اس بات کو چالیس برس گزر گئے ہیں نہ تو میں کبھی ہنسا ہوں اور نہ ہی میں نے شرمندگی کے باعث اپنا سراٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا ہے کہ کل قیامت کے دن کیا شکل دکھاؤں گا ہر وقت اپنے گناہوں کی طرف نگاہ کئے رہتا ہوں۔

محمد یادگار کے راہ راست پر آنے کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مختلف شہروں میں اللہ کے بندوں کو فیوض و برکات سے نوازتے ہوئے جب شہر بدخشاں میں پہنچے تو آپ نے بدخشاں کے ایک مشہور بزرگ سے ملاقات فرمائی جو بہت زیادہ ضعیف تھے ان کی عمر مبارک تقریباً ایک سو چالیس برس تھی یہ بزرگ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا ہے چنانچہ ان سے اس بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک عرصہ سے اس خانقاہ میں اعتکاف کی نیت کر کے عبادت الہی میں مشغول تھا اور نفسانی مجاہدہ کر رہا تھا ایک روز میرے دل میں کسی دنیاوی حاجت کی غرض سے باہر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ابھی میں نے اپنا ایک پاؤں باہر نکالا ہی تھا کہ غیب سے ندا آئی۔ اے دعویٰ کرنے والے! ہمارے ساتھ عہد کر کے بھلا دیا۔ اس آواز کا سننا تھا کہ میرا دل بے چین ہو گیا میں نے اسی وقت چھری اٹھائی اور اپنا پاؤں کاٹ کر پھینک دیا۔

فرمانے لگے کہ میرے دل میں اس دن سے یہ تصور جم کر رہ گیا ہے کہ کل قیامت کے روز اپنا یہ چہرہ لے کر کس طرح درویشوں کے سامنے جاؤں گا۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے۔ تھوڑی دیر تک ان کی صحبت میں رہے اور پھر ان سے اجازت لے کر چل دیئے۔ سفر کرتے کرتے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سبزوار میں پہنچے تو وہاں کا حکمران نہایت بے دین، بد کردار اور بد عقیدہ تھا اس کا نام محمد یادگار تھا یہ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا برائی کی دلدل میں پوری طرح پھنسا ہوا تھا۔ اس نے سیر و تفریح کرنے کی غرض سے شہر سے باہر رہنے کے لئے ایک خوبصورت اور عالی شان باغ تعمیر کرا رکھا تھا اس باغ میں نہایت خوبصورت حوض بھی تھا نورے بھی لگے ہوئے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اس باغ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے یہاں پر کچھ دیر رکنے اور قیام فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ چونکہ سفر کے باعث کافی تھکاوٹ ہو چکی تھی اس لئے غسل کرنے کی غرض سے حوض پر تشریف لائے اور حوض کے صاف ستھرے پانی سے غسل فرمایا اس کے بعد نماز پڑھی اور پھر قرآن پاک کی تلاوت کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اس دن اتفاق سے محمد یادگار بھی اپنے باغ کی

سیر کرنے کے لئے اپنی قیام گاہ سے چل پڑا اس کی آمد کا اعلان اس کے شاہی کارندوں نے شہر میں کرنا شروع کیا تو حضرت خواجہ مسیح الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے بھی یہ سنادی سن لی۔ چنانچہ وہ خادم بھاگتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اب باغ سے باہر نکل کر قیام پذیر ہو جائیں خادم کی عقل سے گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی آپ نے خادم کی طرف مسکرا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو تم چلے جاؤ اور اس درخت کے نیچے جا کر ٹھہر جاؤ میں تو یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ خادم آپ کے فرمان کے مطابق وہاں سے چلا گیا اور جس درخت کی جانب آپ نے اشارہ فرمایا تھا اس کے نیچے جا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی سی دیر میں شاہی کارندے قالمین لے کر حوض کے کنارے پہنچ گئے انہوں نے جب یہاں ایک اللہ کے فقیر کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے دل پر بیت سی طاری ہو گئی وہ چاہتے تھے کہ آپ کو آگاہ کریں کہ محمد یادگار باغ کی سیر کرنے کے لئے آ رہا ہے آپ یہاں سے تشریف لے جائیں مگر ان کو یہ بات کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ مسیح الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی سبزدار کے حکمران کے لئے قالمین بچھا دیا اسی اثناء میں محمد یادگار بھی آن موجود ہوا اس نے اپنے قالمین کے پاس حضرت خواجہ مسیح الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو آگ بگول ہو گیا شاہی کارندوں کو برا بھلا کہنے لگا اور کہا کہ تم لوگوں نے اس فقیر کو یہاں سے نکال کیوں نہیں دیا اس کی یہ بات سنتے ہی حضرت خواجہ مسیح الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا چہرہ انور اس کی طرف کیا آپ حالت جلال میں تھے۔ جلال کی ایسی نگاہ اس پر ڈالی کہ محمد یادگار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ قمر قر کاہے لگ گیا اور اسی حالت میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ شاہی کارندوں نے اس کی جب یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور حضرت خواجہ مسیح الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر گئے اور ہمزاد اکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ حضور!

ان کی گستاخی معاف فرمادیں ان کو علم نہیں تھا کہ آپ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ وہ لوگ رو رو کر محمد یادگار کے لئے آپ سے معافی مانگ رہے تھے یہ دیکھ کر آپ کو ان پر رحم آگیا۔ اب جلال کی شدت بھی کم ہو گئی تھی اور جو خادم درویش آپ کے حکم کے مطابق سامنے ایک درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا تھا قریب بلایا اور حکم فرمایا کہ اس حوض سے تھوڑا سا پانی لو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اس شخص کے چہرے پر چھینٹا مار دو۔

اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس درویش نے محمد یادگار کے چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارا تو اسے ہوش آگیا اب اس کے دل کی کیفیت بدل چکی تھی ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگا، حضور! میں نے آج سے تمام غیر شرعی کاموں کو چھوڑ دیا اور آپ کے دست حق پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرنا ہوں میری خطا معاف فرمادیجئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر شفقت فرمائی اور اسے اپنے قدموں سے اٹھا کر بٹھا دیا اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرنا اور ان کی پیروی نہ کرنا بڑی عجیب سی بات ہے پھر آپ نے ان کے سامنے ایسے مدلل اور پراثر انداز میں اہل بیت اور خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب بیان فرمائے کہ محمد یادگار اور وہاں پر موجود دیگر لوگوں کے قلوب پر رقت طاری ہو گئی اور وہ سب رونے لگے محمد یادگار بھی اٹھا اس نے حوض کے پانی سے وضو کیا اور اسی جگہ پر دو رکعت نفل نماز شکرانے کی ادا کرنے کے بعد آپ کے سامنے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا آپ نے اسے بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا اور پھر ایک ہی نگاہ کامل سے اس کی قلبی کیفیت کو بدل کر رکھ دیا وہ محمد یادگار جو لمحہ پہلے اولیاء اللہ کا گستاخ تھا ایک دم سچے اولیاء اللہ کا محب اور عقیدت مند بن گیا تھا آپ کے فیضان نظر سے وہ راہ راستہ پر آگیا۔

حقیقت اور معرفت کی روشنی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب

اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک عرصہ رہ کر سلوک کی منازل طے کر چکے تو مرشد نے آپ کو اپنے پاس سے رخصت کر دیا۔ آپ مختلف شہروں میں اولیاء اکرام کے حارات پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہوئے اور اللہ کے فقیروں اور ودیثوں کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے جب بلخ میں تشریف لائے تو حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ چند یوم تک یہاں پر قیام فرمایا آپ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ سفر کے دوران طباق، نمکدان اور تیر و کمان اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ جب بھوک کی شدت محسوس ہوتی تو جنگل میں سے پرندہ شکار کرتے اور اس سے اپنی بھوک مٹاتے۔ ایک دن آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی کہ آپ کو ایک کوچ دکھائی دیا فوری طور پر کمان پر تیر چڑھایا اور اسے شکار کر لیا ذبح کرنے کے بعد خادم کو دیا تا کہ وہ اسے صاف کر کے بھون لے اور خود نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ پر نماز پڑھ رہے تھے اس کے نزدیک ہی اس وقت کے ایک مشہور فلسفی اور حکیم مولانا ضیاء الدین کا گھر تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خادم کوچ کا گوشت بھون رہا تھا۔ مولانا ضیاء الدین کا ادھر سے گزر ہوا جو کہ اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے انہوں نے اپنے گھر کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا مدرسہ بھی قائم کیا ہوا تھا۔ جہاں پر دور دراز سے طالب علم تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین نے جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور خادم کو گوشت بھونتے ہوئے دیکھا تو خادم سے دریافت کیا کہ یہ کباب تم کس کے لئے تیار کر رہے ہو؟ اور یہ بزرگ کون ہیں جو نماز پڑھ رہے ہیں؟ خادم نے بتایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حکیم ضیاء الدین کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو اولیاء کرام کی مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے اور ولایت اور کرامات کو نہیں مانتے تھے جب بھی کبھی کسی اللہ کے بندے کا تذکرہ کرتے تو ہواق اڑانے کے اعزاز میں کرتے۔

اسی اثناء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھ لی آپ نے مولانا ضیاء الدین کی طرف ایک نگاہ کی۔ نگاہ کے پڑتے ہی مولانا کی حالت غیر ہو گئی زمین پر گر گئے اور تڑپنا شروع کر دیا۔۔۔ سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو مولانا کچھ حالت سنبھلی ہوش و حواس درست ہو گئے۔ ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا آپ نے ان کو تسلی و تشفی دی۔ اسی اثناء میں خادم بھی کوچ بھون کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور اس کی ایک ٹانگ مولانا ضیاء الدین کو دے دی پھر دوسری بھنی ہوئی ٹانگ پر گوشت اتار کر خود کھانے میں مشغول ہو گئے۔ باقی خادم کو دے دیا۔ مولانا ضیاء الدین نے ابھی ایک ہی لقمہ گوشت کا کھایا تھا کہ ان کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ قبی کیفیت میں ایک دم سے نکھار آ گیا عقل اور فلسفہ کے زعم کے باعث جو فاسد خیالات دل و دماغ میں سمائے ہوئے تھے ایک دم سے دور ہو گئے حقیقت و معرفت کی روشنی سے دماغ اور سینہ منور ہو گیا۔ اپنے سابقہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی اور آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے پھر آپ کے دست حق پر بیعت کی اور اپنے شاگردوں سمیت آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے بعد مولانا ضیاء الدین کی دل کی دنیا ہی کچھ اور ہو گئی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہی نگاہ کرامت سے حقیقت و معرفت کی منازل طے کر لیں آپ نے مولانا ضیاء الدین پر اپنی خصوصی شفقت فرمائی انہیں روحانی و باطنی فیوض پہنچا کر درجہ ولایت پر پہنچا دیا پھر ان کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ کی اس کرامت کی خبر جب اہل شہر کو ہوئی تو وہ بھی عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونا شروع ہو گئے اور شہر کی ایک بہت بڑی تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو

گئی۔

ہندوستان آنے کا حکم: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سلوک و عرفان کی منزل طے کر چکے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے مستفیض ہو چکے تو پھر اپنے وطن تشریف لے گئے وطن میں قیام کئے ابھی توڑی مدت ہی ہوئی تھی کہ قلب اطہر میں بیت اللہ اور ربیعہ النور کی زیارت کے لئے تڑپ پیدا ہوئی چنانچہ سفر پر نکل پڑے سفر کے بعد اپنے دل کی مراد پوری کی قلب کو تسکین ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ النور کے پاس کئی دنوں تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے ایک دن اسی طرح عبادت میں مستغرق تھے کہ روضہ النور سے آواز آئی، معین الدین! تو ہمارے دین کا معین اور مددگار ہے ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت پر فائز کیا جاؤ اجیر میں جا کر اپنا قیام کر اس لئے کہ وہاں پر کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے تیرے وہاں پر تمہارے سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہارگاہ رسالت سے یہ فرمان سن کر بہت خوش ہوئے ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ہندوستان میں اجیر کس جگہ ہے کہ اچانک اچانک آگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق تا مغرب دنیا کی سیر کرا دی اور اجیر کے پہاڑ کو بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ہندوستان کے سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کثیف شہروں سے ہوتے ہوئے اولیاء کرام کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے اور ضرورت کے مطابق کرامات کا اظہار کرتے ہوئے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت سید علی بن عثمان بھویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے حرار مبارک پر بھی حاضری کے لئے اپنے امداد مند ساتھیوں کے ہمراہ آئے اور حرار مبارک کے سامنے چلے کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ آج بھی حضور داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے حرار مبارک کے محل میں ایک چھوٹی سی جگہ پر ہے۔ حضور داتا گنج بخش

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چلہ کرنے سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ یہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ نے دہلی کی طرف سفر شروع کیا چند روز تک دہلی میں قیام فرمایا اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

اجمیر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اجمیر شریف پہنچے تو آپ نے آبادی سے دور ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اس جگہ پر اجمیر اور دہلی کے حکمران راجہ پتھورا کے اونٹ باندھے جاتے تھے راجہ کے ملازم جب رات کے وقت اونٹ لے کر آئے اور ایک درویش کو اس جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے لئے ہے اس لئے آپ یہاں سے اٹھ جائیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا، ہم یہاں سے اٹھ جاتے ہیں تم شوق سے اونٹوں کو یہاں بٹھا لو۔ چنانچہ آپ یہ فرمانے کے بعد وہاں سے اٹھے اور تالاب انا ساگر کے کنارے اس پہاڑی پر تشریف لے گئے جہاں پر آپ کا چلہ مبارک بنا ہوا ہے اس جگہ پر بہت سے مندر بھی تھے۔

راجہ کے ملازمین۔۔۔ اس جگہ پر اونٹوں کو بٹھا دیا صبح کے وقت جب ساربانوں نے ان اونٹوں کو وہاں سے اٹھانا چاہا تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اونٹ وہاں سے اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے انہوں نے کافی کوشش کی کہ اونٹ کسی بھی طرح وہاں سے اٹھ جائیں مگر ان کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہ ہوئی انہوں نے اونٹوں کو مارا پیٹا بھی لیکن پھر بھی اونٹ وہیں پر بیٹھے رہے۔ ادھر ادھر سے راہ گیر بھی وہاں پر اکٹھے ہو گئے تھے اور وہ بھی اونٹوں کو اٹھانے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور حیران ہوتے جاتے تھے ان ساربانوں میں سے کسی نے جا کر راجہ سے یہ بات کہہ دی سن کر راجہ بھی حیران ہوا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ تم لوگ اس درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے قدموں میں گر کر معافی مانگو ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرو۔ ساربان اس کے حکم کی تعمیل میں آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے آپ نے ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا، جاؤ تمہارے اونٹ کھڑے ہو گئے یہ بختے ہی ساربان واپس ہوئے میدان میں آ کر دیکھا کہ راجہ کے اونٹ کھڑے ہیں اس بات کی خبر پر تھوی راج کو پہنچائی گئی تو وہ حرید حیران ہو گیا اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔

چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اناساگر کے نزدیک ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چار رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ۔ وہ کہنے لگا کہ یہ راجہ کی گایوں کی پھڑیاں ہیں اور ان میں کوئی بھی دودھ دینے والی نہیں ہے آپ نے گوالے کی بات سن کر ایک پھڑی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس پھڑی کا دودھ دوہ کر لاؤ۔ گوالہ بڑا حیران ہوا مگر پھر بھی آپ کے فرمان کے مطابق پھڑی کے پاس گیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ پھیرتے ہی تھنوں میں دودھ بھر گیا۔ اس نے دودھ دوہا اور خوب دوہا آپ کی کرامت سے دودھ اس قدر تھا کہ آپ کے تقریباً چالیس ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا اس کرامت کو دیکھ کر اس گوالے سے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

اناساگر جھیل کا پانی خشک ہو گیا: اناساگر ایک ایسا مقام ہے جہاں پر ہندوؤں کے بے شمار مندر تھے ان مندروں میں تقریباً ایک ہزار بت رکھے ہوئے تھے اور تین سو پھاری مندروں میں رہتے تھے ان مندروں میں روشنی کرنے کی غرض سے راجہ ہر روز ساڑھے تین من تل بھیجا کرتا تھا ان مندروں میں ایک خاص مندر راجہ کا بھی تھا جسے راج مندر کہتے تھے اس کے اخراجات کے لئے راجہ نے کئی گاؤں وقف کر رکھے تھے اور اس مندر میں عام آدمیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ صرف راجہ، اس کے امراء، ہندوؤں کے معزز افراد اور شاہی خاندان کے لوگوں کو داخلے کی اجازت تھی ان مندروں کے نزدیک ہی پانی کا تالاب تھا جس کے کنارے بیٹھ کر حضرت خواجہ

معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی وضو کیا کرتے تھے وہاں کے رہنے والے برہمنوں کو یہ بات بہت ناگوار گزرتی تھی ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگانے سے تالاب کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے چنانچہ انہوں نے اس بات کی شکایت مہاراجہ سے کی کہ ایک مسلمان فقیر اور اس کے ساتھی انا ساگر کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں ان کی موجودگی سے ہمارا دھرم بھڑٹ ہوتا ہے۔ اس پر تھوی راج نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا جائے ان لوگوں نے آپ کے خادموں کے ساتھ سختی کا سلوک کیا آپ کے ساتھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں بتایا سن کر آپ جلال میں آگئے اور حکم دیا کہ انا ساگر سے ایک پیالہ پانی لے کر آؤ پیالہ ابھی بھرا ہی تھا کہ آپ کی کرامت سے تالاب بالکل خشک ہو گیا۔

اس بات سے برہمن خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے پھر راجہ سے شکایت کر دی اب پر تھوی راج نے پولیس کے آدمیوں کو برہمنوں کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ سختی سے کام لے کر آپ اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں سے اٹھا دیں۔ پولیس اور برہمن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور آپ کو فوری طور پر شہر سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر آپ خود نہیں جائیں گے تو ہم آپ کو زبردستی نکال دیں گے آپ نے ان کی بارہا سنی ان سنی کر دی یہ دیکھ کر پولیس اور برہمن آپ پر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھے آپ نے ایک مٹھی بھر خاک اٹھائی اور اس پر آئینہ الکری پڑھ کر پھونک ماری اور ان لوگوں کی طرف پھینک دی اس خاک کے ذرے جس جس پر پڑے وہ یا تو پاگل ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا یہ دیکھ کر تمام ہندو خوفزدہ ہو گئے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا چند لوگ راجہ کے دربار میں پہنچے اور اسے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

شادی دیو کے قبول اسلام کا واقعہ: پر تھوی راج سمجھ گیا تھا کہ ایک مسلمان درویش سے اس طرح مقابلہ کرنا اس کے حق میں ٹھیک نہ ہو گا اور وہ اس طرح سے

اس معاملہ میں کبھی بھی کامیاب نہ ہوگا بے بس ہو کر اس نے دوسرا طریقہ استعمال کرنے کا ارادہ کیا اس نے آپ کا مقابلہ کسی بڑے ہندو پجاری سے کرانا مناسب سمجھا اس کا خیال تھا کہ ہندو مہنت آپ کی کرامات کا مقابلہ آسانی سے کر کے آپ کو شکست دے سکتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے پرتھوی راج نے اس زمانے کے مشہور پجاری رام دیو سے رابطہ کیا اور اس سے اس کام کو کرنے کے لئے کہا۔ رام دیو جو کہ ہندوؤں کا بہت بڑا مہنت تھا اور جادوگری کے اسرار و رموز بھی جانتا تھا اس نے راجہ کو یہ جواب دیتے ہوئے اس کام کے کرنے سے معذوری کا اظہار کیا کہ جس درویش کی آپ بات کر رہے ہیں وہ بڑا صاحب کمال فقیر ہے اس کا مقابلہ میں نہیں کر سکتا۔ راجہ نے اس کے باوجود بغض ہوتے ہوئے رام دیو کو آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ رام دیو نے کہا، البتہ یہ بات ہو سکتی ہے کہ میں اس درویش سے جادوگری سے مقابلہ کروں۔ راجہ اس پر بھی راضی ہو گیا چنانچہ رام دیو نے اپنے ساتھی تمام پجاریوں کو جادو کے کچھ منتر بتائے اور ان کو کہا کہ جب ہم اس فقیر کے سامنے جائیں تو میرے ساتھ تم بھی ان منٹروں کو پڑھنا اس طرح اس فقیر کو ہمارے ساتھ مقابلے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اس کے بعد رام دیو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ انا ساگر کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچ کر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے اس بات کی اطلاع آپ کے ایک خادم نے آپ کو دی۔ آپ نے فرمایا، ان کا جادو اثر نہ کرے گا یہ دیو سیدھے راستے پر آ جائے گا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھوڑی ہی دیر کے بعد رام دیو اپنے پنڈت ساتھیوں کے ہمراہ بڑے متکبرانہ انداز میں منتر پڑھتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آ گیا آپ نے نماز مکمل کر لی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے جیسے ہی ان پر ایک نگاہ ڈالی وہ تمام اپنی اپنی جگہ ٹھہر گئے ان کی زبانیں بند ہو گئیں رام دیو پر پڑنے والی ایک ہی نگاہ سے اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیر میں

وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کی زبان سے رام رام کی بجائے رحیم رحیم نکل رہا تھا۔ وہ اپنی زبان سے رام رام کہنا چاہ رہا تھا مگر اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

اس کے ساتھی ہندوؤں نے جب اس کو رام رام کی بجائے رحیم رحیم کہتے ہوئے سنا تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے اسے نصیحت کرنے لگے مگر رام دیو کے دل میں انقلاب برپا ہو چکا تھا اس کی کیفیت دیوانوں جیسی ہو گئی اس نے پجاریوں پر حملہ کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی، ڈنڈا یا پتھر جو کچھ بھی لگا اس سے اس نے ان کے سر پھاڑ دیئے۔ پجاریوں نے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔ اس کی حالت دیکھ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو پانی سے بھرا ہوا پیالہ دیا کہ رام دیو کو دے۔ رام دیو نے وہ سارا پانی پی لیا پانی پیتے ہی اس کی حالت ٹھیک ہو گئی وہ اسی لمحے آپ کے قدموں میں گر گیا اور آپ کے حضور کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ آپ اس سے بہت خوش ہوئے اس کا نام رام دیو سے تبدیل کر کے آپ نے شادی دیو رکھ دیا۔

بے پال جوگی کے مسلمان ہونے کا واقعہ: پرتھوی راج کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ جسے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیج رہا ہے وہ وہاں جا کر ان کے ارادت مندوں میں شامل ہو جائے گا۔ رام دیو کے اسلام قبول کر لینے سے پرتھوی راج اور دیگر ہندوؤں کے دلوں پر آپ کی ہیبت چھا گئی۔ پرتھوی راج اب بھی نہیں سمجھ سکا تھا کہ اصل بات کیا ہے چونکہ ہندوستان میں جادو عام ہے اس لئے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک جادوگر ہی سمجھ رہا تھا اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ یہ کام جادو کے ذریعہ ہی ممکن ہے اس لئے آپ کے مقابلے کے لئے کسی بہت بڑے جادوگر کو لایا جائے۔ اس زمانہ میں ہندوستان میں بے پال جادوگر کا خوب شہرہ تھا۔ بے پال جادو کی تمام باریکیوں کو

جاتا تھا اس کے سینکڑوں چیلے اور شاگرد چارو کے کام میں ماہر تھے وہ ان تمام چیلوں کا استاد تھا اس کے علاوہ وہ پرتھوی راج کا خامنی گرو بھی تھا راجہ اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ راجہ نے فوری طور پر بے پال کو اجیر طلب کیا اور اسے تمام واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے کے لئے آمادہ کیا۔

بے پال کو اپنے چارو کے کمالات پر بہت بھروسہ تھا اس نے اس کام کے کرنے کی حامی بھری اور راجہ کو بھی تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرو یہ کام تو میں فوراً کر لوں گا اور اس فقیر کو اجیر سے نکال کر ہی چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے چیلوں کو جمع کر کے تیاری شروع کی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بے پال کی سرگرمیوں کی خبر ہو گئی۔ آپ نے دھوکا اور اپنے ساتھیوں کے گرد اپنے عصا مبارک سے ایک دائرہ کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن اس دائرے کے اندر داخل نہ ہو سکیں گے۔ بے پال نے وہاں پر پہنچتے ہی چارو کے زور سے یہ انتظام کیا کہ آپ کے ساتھی کسی بھی طرح تالاب سے پانی نہ لا سکیں۔ بے پال کی اس حرکت کا علم حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو آپ نے شادی دیو کو حکم دیا کہ جیسے بھی اس تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر کر لے آؤ۔ شادی دیو جو کہ آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو چکا تھا آپ کے حکم کے مطابق دیوانہ وار گیا اور تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر لیا۔ اس نے جیسے ہی تالاب سے پانی کا پیالہ بھرا تالاب بالکل خشک ہو گیا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے تالاب میں کبھی پانی تھا ہی نہیں شادی دیو نے پانی سے بھرا ہوا پیالہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر یا آپ نے وہ پیالہ اپنے پاس رکھ لیا آپ اور آپ کے ساتھیوں کو جب بھی پانی کی ضرورت ہوتی اس پیالے سے لے لیتے جس قدر بھی پانی استعمال کرتے اس پیالے میں سے کم نہ ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے پانی کا پیالہ تالاب

سے بھرنے سے تالاب تو خشک ہوا ہی تھا۔ اجیر شہر کے تمام کنوئیں خشک ہو گئے۔ لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس گئے۔ شہر میں انسان اور جانور پیاس کی شدت سے بے چین ہو گئے۔ راجہ کے محل میں بھی ایسی ہی صورت حال تھی۔ بے پال جادوگر کا جادو کسی کے کام نہ آ سکا۔ وہ خود بھی پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا۔ آخر کار آپ کے دائرہ حصار کے پاس کھڑا ہو کر آپ سے مخاطب ہوا، اللہ کی مخلوق پیاس کی شدت سے تڑپ رہی ہے اور آپ خاموشی سے دیکھ رہے ہیں آپ تو فقیر آدمی ہیں اور فقیر رحم کرتے ہیں ظلم نہیں کرتے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ مخلوق خدا کو پیاسا مرنے سے بچا لیجئے۔ بے پال کی آہ وزاری اور التجا سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آ گیا اور آپ نے شادی دیو سے فرمایا کہ جاؤ اور اس پیالہ کا پانی تالاب میں ڈال دو۔ چنانچہ تالاب میں پیالہ کا پانی ڈالتے ہی تالاب پانی سے بھر گیا اور شہر کے کنوؤں میں بھی پانی آ گیا۔

ہندو چونکہ بڑی عیار اور مکار قوم ہے وہ اس کرامت کو دیکھ کر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آئے انہوں نے جب دیکھا کہ تالاب پانی سے بھر گیا ہے تو انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی استعمال کیا اور جب تازہ دم ہو گئے تو پھر سازش شروع کر دی۔ بے پال کو چونکہ اپنے جادو پر بہت گھمنڈ تھا وہ اس بات میں اپنی سکی محسوس کرتا تھا کہ ناکام واپس جائے وہ جادو گروں کا سردار تھا۔ اپنے جادو کے بل بوتے پر وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شکست دینے کے لئے آیا تھا اس لئے اس نے ایک اور پیشتر ابدلتے ہوئے اپنے چیلوں کو حکم دیا کہ اب تم لوگ جادو کے منتر پڑھ کر اپنی اپنی کارکردگی دکھاؤ۔ چنانچہ ان کے جادو کی بدولت پہاڑ کی طرف سے ہزار ہا سانپ آپ کے کھینچے ہوئے حصار کی طرف دوڑے لیکن جو بھی سانپ دائرے کے نزدیک آتا آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ لا تعداد سانپ دائرے کے گرد آ کر رہ گئے تھے یہ دیکھ کر بے پال کو بڑی عداوت ہوئی اس کے دل پر ایک طرح کی ہیبت طاری ہو گئی وہ سوچ رہا تھا کہ شہر کے تمام ہندوؤں اور خود راجہ کی نظریں اس کی طرف

لگی ہوئی ہیں اور کوئی بھی عمل کارگر ثابت نہیں ہو رہا اب کس منہ سے لوگوں کا سامنا کروں لوگ تو مجھے بہت بڑا جادوگر سمجھتے ہیں مگر یہاں پر میرا کوئی بھی بس نہیں چل رہا۔ اس سوچ کے بعد بے پال نے ایک اور حربہ آزمانا چاہا اس نے اور اس کے چیلوں نے جادو کے زور پر آسمان سے آگ برسانی شروع کر دی۔ یہ آگ اس قدر بری کہ زمین پر آگ کے ڈھیر لگ گئے۔ بہت سے درخت آگ کی لپیٹ میں آ کر جل کر راکھ ہو گئے لیکن آگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دائرے کے اندر داخل نہ ہو سکی اور آپ کو کسی طرح بھی گزند نہ پہنچا سکی۔

یہ دیکھ کر بے پال نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے غضب ناک ہو کر کہا اے فقیر! اب میرا اور تمہارا مقابلہ ہو گا تمہارے لئے مناسب یہی ہے کہ تم ابھی اجیر چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ میں آسمان پر جا کر تم پر اس قدر بلاؤں نازل کروں گا کہ تم سے سنبھلا نہ جائے گا اس کے ساتھ ہی بے پال نے ہرن کی کھال بچھائی اور اس پر بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑنا شروع ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور پر اپنی کھڑاؤں اتاری اور ہوا میں اچھالتے ہوئے فرمایا کہ جا اس بد بخت کو زمین پر اتار کر لا۔ حکم سننے ہی کھڑاؤں ہوا میں بلند ہوئی اور بے پال کے سر کے اوپر جا کر اس نے ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ بے پال نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کھڑاؤں کی ضرب سے بچ جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تکلیف کی شدت سے اس کا ہر حال ہو رہا تھا کھڑاؤں نے اس کو مار مار کر زمین پر اترنے پر مجبور کر دیا۔ زمین پر آتے ہی آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ آپ نے اسے ایک پیالہ پانی پینے کے لئے دیا جو اس نے پی لیا۔ بے پال تو پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں عاجز ہے مگر دنیاوی رکھ رکھاؤ اور اس کی عقیم جادوگر ہونے کی شہرت اسے اعتراف شکست نہ کرنے پر مجبور کر رہی تھی لیکن اب وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اپنی شکست کا برملا اظہار کر رہا تھا۔ وہاں پر موجود لوگ بھی اس کی بے بسی اور شکست کا نظارہ کر

رہے تھے۔ بچے پالنے آپ سے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اس نے بچے دل سے آپ کے سامنے توبہ کی۔ آپ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ اسے کلمہ اسلام پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کرتے ہوئے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا۔ پھر عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اپنی تمام زندگی گزاری اور اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں بسر کرنا شروع کر دیا۔

اجمیر شہر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو اجمیر شریف سے نکالنے کی پرتھوی راج کی ہر کوشش ناکام ہو گئی تھی۔ ہر حربہ اس نے اختیار کر کے دیکھ لیا تھا اب اس نے چند دنوں تک خاموشی اختیار رکھی۔ اس دوران شادی دیو اور جناب عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ تجویز پیش کی کہ یا حضرت! اب یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قیام شہر کے اندر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو سکے۔ آپ نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ شہر میں جا کر کوئی مناسب سی جائے قیام تلاش کرے چنانچہ آپ کے خادم نے وہ جگہ پسند کی۔ جس جگہ پر آج آپ کا مزار مبارک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ آپ کے مرید شادی دیو کی تھی۔ بہر حال آپ اس کے بعد انا ساگر کے کنارے سے شہر میں تشریف لے آئے اور اس مقام پر قیام پذیر ہو گئے۔

پرتھوی راج کو دعوت اسلام: پھر آپ نے پرتھوی راج کو باقاعدہ تحریری طور پر اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ بھیجا جس میں تحریر تھا، اے پھر دل راجہ جن لوگوں پر تیرا یقین تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اگر تو اپنی بہتری چاہتا ہے تو تو بھی اسلام قبول کر لے ورنہ تو ذلیل ہوگا۔

آپ کی اس دعوت کا پرتھوی راج پر قطعاً کوئی اثر نہ ہوا قاصد ناکام واپس آ گیا پھر آپ نے مراقبہ کیا اور کافی دیر تک مراقبہ کی حالت میں رہے اس کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں اور ارشاد فرمایا، یہ بد بخت اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لایا تو اس کو میں

زعمہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیں گے۔ پرتھوی راج کو اب اس بات کا بھی غصہ تھا کہ آپ نے اجیر شہر میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ یہ بات اسے اور اس کے درباریوں کو بہت ناگوار گزری مگر وہ آپ کی عظمت اور کرامت دیکھ چکے تھے اور ان میں ہرگز یہ جرأت نہ تھی کہ وہ آپ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ان کا اور تو کوئی بس نہ چل سکا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ انہی دنوں پرتھوی راج کا ایک درباری بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ رائے چھوڑا کہ جب یہ علم ہوا کہ اس مسلمان کی عقیدت و تعلق حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تو اس نے اس مسلمان کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور اس کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچانا شروع کیں۔ اس مسلمان نے اس ظلم کی حکایت حضرت خواجہ سے کی آپ نے اس مسلمان کی سفارش رائے چھوڑا سے کی مگر رائے چھوڑا پر کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے آپ کی سفارش اور فرمان کی کوئی پروا نہ کی اپنے ظلم کو اس نے جاری رکھا بلکہ اپنے درباریوں سے کہنے لگا، یہ فقیر جو کہ اس جگہ پر آیا ہے اور غیب کی باتیں بتاتا ہے اب ہم پر بھی حکم چلاتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ کسی تدبیر سے یہاں سے چلا جائے۔

پرتھوی راج کی یہ بات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک تک پہنچ گئی۔ آپ کی زبان حق سے بے ساختہ یہ کلمات نکلے "ہم نے رائے چھوڑا کو زعمہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔" پرتھوی راج کی پے در پے ناکامی اور آپ کی کرامات کو دیکھتے ہوئے ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ان کی عقیدت و محبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت ہی زیادہ ہو گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر رہتا تھا دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا یہ دیکھ کر پرتھوی راج بڑا پریشان تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسا طریقہ کامیاب ہو کہ وہ جس پر عمل کر کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اجیر شریف سے نکالنے کی اپنی دلی خواہش پوری کر سکے

مگر اس کے تمام ارادے اور سوچیں بیکار ثابت ہو رہی تھیں وہ اپنے قلعہ کی برجی پر کھڑا ہو کر اسی سوچ میں لگن تھا کہ اس نے دیکھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں تشریف فرما ہیں۔ عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کے گرد اکٹھا ہے یہ دیکھ کر پرتھوی راج کو بہت غصہ آیا اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ غصے سے کانپ رہا تھا۔ اسی حالت میں اس نے ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ جائے اور ان تمام مسلمانوں کو گرفتار کر کے لے آئے اور اس فقیر کو سختی کے ساتھ اس بات کا حکم دے کہ وہ کل تک اجیر خالی کر دے ورنہ اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی رائے متھورا نے منادی کو بھی حکم دیا کہ وہ سارے شہر میں یہ منادی کر دے کہ کسی بھی شخص کا مسلمان فقیر کے پاس جانا منع ہے جو کوئی بھی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کو سخت سزا دی جائے گی اور اس کا گھربار لوٹ لیا جائے گا۔ رائے متھورا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے راجپوت سردار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھا۔ وہاں پر پہنچ کر اس نے وہاں پر موجود آپ کے تمام عقیدت مندوں کو گرفتار کر لیا اور آپ کو راجہ متھورا کا اجیر سے نکل جانے کا حکم بھی سنایا یہ سن کر آپ جلال میں آگئے اور زبان حق سے ارشاد فرمایا، ہم تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لئے آئے ہیں۔ پرتھوی راج کیوں ہمارے کام میں دخل اندازی کرتا ہے۔ اس سے جا کر کہہ دو کہ تمہیں تین دن کے اندر اندر پتہ چل جائے گا کہ اجیر سے تم نکلے ہو یا میں؟ اس وقت آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ رائے متھورا کی یہ حرکت آپ کو ناگوار گزری۔ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک مصلے پر ہی تشریف فرما رہے پھر روزہ افطار کیا اور نماز کی ادائیگی کے بعد مراقبہ میں چلے گئے۔

جب آپ نے مراقبہ سے اپنا سر اٹھایا تو حاضرین جو آپ کے پاس موجود تھے آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رائے متھورا کی حکومت

شہاب الدین کے حوالے کر دی۔ آپ کی زبان حق سے نکلے ہوئے الفاظ کی عملی صورت اس طرح سے ہوئی کہ رائے • چھوڑا آپ کو اجیر شریف سے نکل جانے کا حکم دینے کے اگلے روز اپنے قلعہ کی اسی برتی پر کھڑا ہو کر یہ دیکھنے میں مشغول تھا کہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے چلے گئے ہیں یا نہیں کہ اچانک اس کی نظر دور ایک گھاٹی کی طرف پڑی اس نے دیکھا کہ وہ ساٹھ فی سوار تہاات تیزی سے اس کے قلعہ کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس نے اندازہ قائم کیا کہ یہ ساٹھ فی سوار کھاٹے راؤ کے پیچھے ہوئے ہیں اور ضرور کوئی اہم اطلاع لے کر آ رہے ہیں۔ اب وہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنا بھول گیا اور غفلت میں قلعہ سے نیچے اتر آیا اور اپنے محل میں بیٹھ کر قاصدوں کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی اسے بیٹھے ہوئے تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ قاصد آن پہنچے اور انہوں نے رائے • چھوڑا کو کھاٹے راؤ کا ایک خط پیش کیا اس کے ساتھ ہی انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کی طرف سے بھیجا گیا اعلان جنگ بھی اسے پڑھایا۔

حضرت خواجہ کی دعا سے اجیر فتح ہو گیا: رائے • چھوڑا بری خصلت کا آدمی تھا اس نے فوری طور پر اس بارے میں حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے کھاٹے راؤ کے نام ایک خط لکھوایا جس میں تحریر تھا کہ شہاب الدین غوری کا مقابلہ کرنے کے لئے اگر وہ تمام راجاؤں کو اپنے ساتھ ملاؤ اور ان سے کہو وہ سب مل کر مقابلے کی تیاری کریں اور خود بھی جنگ کی فوری تیاری کرو۔ اس خط کو روانہ کرنے کے بعد رائے • چھوڑا نے اپنی جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ملاحظہ فرمائیں کہ جس دن آپ کی زبان حق سے یہ الفاظ نکلے کہ ”ہم نے رائے • چھوڑا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔“ اسی رات کو خواب میں سلطان شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ وہ ہندوستان میں ایک بزرگ کے سامنے مودب کھڑا ہے اور بزرگ اس سے فرما رہے ہیں کہ شہاب الدین! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہندوستان کی حکومت عطا فرمائی ہے فوراً ہندوستان کا رخ کرو اور اس بد بخت

راجو کو زندہ گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دو۔ سلطان شہاب الدین غوری جب خواب سے بیدار ہوا تو بہت حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہے ابھی کچھ دن پہلے ہی تو وہ ہندوستان سے شکست کھا کر خراسان واپس آیا تھا اس نے اپنے چند دانش مند اور صاحب علم ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا ان نیک افراد نے سلطان کا خواب سن کر خوشی کا اظہار کیا اور سلطان شہاب الدین غوری کو ہندوستان کی حکومت کی پیشگی مبارکباد دیتے ہوئے اسے فتح و نصرت کی نوید سنائی۔ سلطان بھی چونکہ ہندوستان سے شکست کھانے کے بعد بڑے بیچ و تاب کھا رہا تھا وہ اس شکست کو بھولا نہیں تھا بلکہ وہ ہندوستان پر ایک بھرپور حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ اس شکست کا بدلہ نہیں لے لیتا نہ تو وہ نئے کپڑے پہنے گا اور نہ حرم سرا میں بستر پر سوئے گا۔

اس خواب کی صورت میں اسے فتح و نصرت کی نوید مل گئی تھی۔ اب اس نے زیادہ جوش و خروش سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک ہی ہفتہ کے بعد اس نے اپنی فوج کو روانگی کا حکم دے دیا۔ سلطان اسلامی لشکر کے ہمراہ پشاور پہنچا اور وہاں کے پٹھان سرداروں سے ملاقاتیں کیں ان کو اعتماد میں لے کر اپنے ساتھ بلایا ان کو مناسب عہدوں پر تعینات کرنے کا وعدہ کیا پھر ملتان کا رخ کیا اور وہاں پر چند روز قیام کرنے کے بعد وہاں ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو شکست اٹھانی پڑی تھی اب وقت آگیا ہے کہ اس کا بدلہ لے کر حساب چکا دیا جائے۔ تمام سرداروں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد سلطان شہاب الدین غوری لاہور کی طرف تیزی سے روانہ ہوا۔

لاہور پہنچنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنا ایک سفیر رائے چھورا کے پاس بھیجا۔ سفیر نے اجیر کینج کر سلطان کا ایک خط پر تھوی راج کو دیا جس میں تحریر تھا، رائے چھورا کو جو راجگان ہند کا مہاراجہ ہے لکھا جاتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لے اور ملک کو انسانوں کی قتل گاہ نہ بنائے ورنہ یہ ملک اللہ تعالیٰ کا ہے اور اسی کا حکم

اور لکوار کا فیصلہ کرے گی۔ خط پڑھ کر رائے • چھوڑا بہت آگ بگولہ ہوا اسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اس نے سلطان کے خط کا جواب بہت سخت الفاظ میں دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کے نام ایک تحریری فرمان فوری طور پر جاری کر دیا کہ سلطان شہاب الدین خوری آن پہنچا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کر لو۔ چنانچہ چند دنوں میں ہی رائے • چھوڑا کے پاس تین لاکھ راجپوتوں کا لشکر جمع ہو گیا۔ پرتھوی راج نے مزید انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنی فوج کو لے کر سرسوتی ندی کے کنارے پر آن پہنچا۔ دوسری طرف سلطان شہاب الدین خوری بھی اپنے لشکر کے ساتھ ندی کے دوسرے کنارے پر آ موجود ہوا۔ دونوں فوجوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ سلطان شہاب الدین خوری کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار تھی جبکہ رائے • چھوڑا کے تین لاکھ لشکر کے علاوہ بھی بہت بڑی تعداد میں فوجی جتے اس کے ہنڈے سے چلے آ رہے تھے۔ اس سے اس کا گھمنڈ مزید بڑھ گیا تھا۔ مغروریت اور تکبرین کے عالم میں اس نے سلطان شہاب الدین خوری کے نام ایک خط بھیجا جس میں تحریر تھا کہ ”مسلمانوں کے سیناچی کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس بات کی اطلاع مل گئی ہوگی کہ اپنے دھرم کی رکھنا کے لئے ہمارے پاس آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ فوج موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے کونے کونے سے دھرم رکھشک چلے آ رہے ہیں ان میں ایک سے ایک بڑھ کر بہادر راجپوت ہے۔ ان بہادروں کی لکوار سے کامل اور قد حار نے بھی پناہ مانگی ہے۔ تم ان ترک بچوں اور افغان جوانوں کی جوانی پر ترس نہ آنا ان پر کرپا کرو اور یہاں سے واپسی کی راہ لو ورنہ یاد رکھو ہمارے پاس بے انتہا جنگی ساز و سامان موجود ہے۔ تمہارا ایک بھی سپاہی زندہ بچ کر واپس نہیں جائے گا۔“

رائے • چھوڑا کا خط پڑھ کر سلطان شہاب الدین خوری نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اپنی فتح و نصرت کا کامل یقین تھا۔ یہ صبح کا وقت تھا دونوں طرف کی فوجوں نے جنگ کے لئے صف بندی کرنی شروع کی۔ ہندو راجپوتوں نے

جنگ کا آغاز کرتے ہوئے اسلامی لشکر پر تیرہ سائے شروع کر دیئے۔ اس پر جنگ کا باقاعدہ طور پر شروع ہو گئی دو پہر تک دونوں فوجیں آپس میں لڑتی رہیں۔ پرتھوی راج کو یہ امید نہیں تھی کہ لڑائی اس قدر طول پکڑے گی وہ تو یہ سمجھتا تھا کہ ایک ہی حملے میں اس کی فوج مسلمانوں کو تہس نہس کر کے رکھ دے گی مگر یہ اس کی بھول تھی اس کی اپنی فوج لڑتے لڑتے تھک گئی۔ اسے نظر آ رہا تھا کہ اس کی فوج کے سپاہی میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر لیں گے اس نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے تمام سرداروں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہوں نے تلسی کے پتے چبا کر اس بات کی قسم کھائی کہ چاہے مر جائیں مگر میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اس کے ساتھ ہی لڑائی کا میدان مزید گرم ہو گیا۔ مسلمان بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری اپنے گھوڑے پر بیٹھا میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو لڑتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکا یک اسی عالم میں اس پر غنودگی سی طاری ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز ہو رہی ہے سلطان بھی نماز پڑھنے میں مشغول ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد کسی نے اس کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا، معز الدین! اٹھو، یہ وقت سونے کا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی سلطان شہاب الدین غوری کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے میدان جنگ کی طرف دیکھا تو جو اسے نظر آیا کہ جو بزرگ اسے فتح و نصرت کی نوید سنارہے تھے وہ بذات خود میدان جنگ میں موجود ہیں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ محرم کے دنوں میں ہو رہا تھا اس دن گرمی بھی بڑی شدت سے پڑ رہی تھی۔ میدان جنگ بھی خوب گرم تھا۔ شہاب الدین غوری نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے بارہ ہزار سواروں کو چھ صفوں میں ترتیب دے کر رائے و خوراک کے لشکر پر بھرپور حملہ کر دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ کھانڈے راؤ میدان جنگ میں جہنم واصل ہو گیا۔ دشمن کی فوج کے پاؤں اکٹڑ گئے ان کے بدست ہاتھی اپنی ہی فوج کو روندتے ہوئے پیچھے کی طرف بھاگے۔ شہاب الدین غوری نے ان بھگڑوں کا پیچھا

کرتے ہوئے ان کو قرار واقعی سبقت سکھایا۔ بہت سے ہتھکڑے مارے گئے۔ پرتھوی راج بھی دریائے سرسوتی کے کنارے گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری یہ معرکہ سر کرنے کے بعد آگے بڑھا اور اجیر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جب دیوولی پہنچا تو وہاں پر میدان جنگ میں مارے جانے والے راجاؤں کے بیٹے استقبال کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کا ایک قاتح کی حیثیت سے استقبال کیا اور سلطان کی خدمت میں بہت سے تحائف پیش کرتے ہوئے سر تسلیم اطاعت خم کیا۔ اجیر شریف کی حکومت سلطان نے پرتھوی راج کے بیٹے کو دے دی۔ سلطان شہاب الدین غوری جب اجیر شریف میں داخل ہوا تو نماز کا وقت تھا۔ سلطان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اس وقت نماز ہو رہی تھی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ سلطان نے بھی ان کے پیچھے نیت باندھ لی جب نماز کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کرنے کے لئے معتدلوں کی طرف چہرہ مبارک کیا تو سلطان کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی۔ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو خواب میں فتح کی بشارت دے رہے تھے اور یہی بزرگ میدان جنگ میں مسلمانوں کی فوج کے ہمراہ کفار کے مقابلے پر تھے۔

سلطان شہاب الدین غوری دعا کے فوراً بعد آپ کی قدم پوسی کی فرض سے آگے بڑھا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر سلطان کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ شہاب الدین غوری کافی دیر تک حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سید مبارک سے اپنے گال کو لگائے کھڑا رہا اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے تھے۔ وہ زار و قطار رو رہا تھا جذبات کی شدت سے اس کا دل مغلوب ہو رہا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اس کو دعائیں دیتے ہوئے بیٹھ جانے کے لئے کہا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے

لئے اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کی ڈھارس بندھائی سلطان کی حالت کچھ سنبھلی تو بڑے ادب سے عقیدت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گویا ہوا۔ عرض کیا، حضور! میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی غلامی کا شرف عطا فرمایا جائے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان شہاب الدین غوری کو اپنا مرید بنا لیا۔ اس طرح شہاب الدین غوری بھی آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

ارشادات عالیہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات علم و عرفان کے انمول موتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆ اہل سلوک اور اہل محبت اس اعتبار سے ایک ہیں کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں۔ اس خوف کے باعث کہ کہیں دور نہ کر دیئے جائیں۔

☆ قبرستان کی علامت یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا مطیع نہ ہو اور کسی سے ڈر کر اس کے حکم پر نہ چلے۔

☆ شقاوت کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ تو مقبولان خدا میں سے ہوگا۔

☆ مصیبت اور سختی کا آنا محبت اور ایمان کی علامت ہے۔

☆ حسد بہت بری شے ہے اسے ہرگز دل میں جگہ نہ دو۔

☆ اگر عشق خرد کا رہنما نہ ہو تو وہ کبھی منزل کو نہیں پاسکتی۔

☆ دانا دنیا کا دشمن اور اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

☆ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے۔

☆ وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم رہے۔

☆ کائنات میں صرف ایک چیز موجود ہے یعنی نور خدا اور تمام غیر موجود۔

☆ جس نے بھی نعمت پائی اس نے سخاوت کے عوض پائی۔

marfat.com

Marfat.com

☆ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن عارف دل کے ساتھ عرش کے گرد اور حجاب عظمت کے گرد طواف کرتے ہیں اور لٹائے الٹی چاہتے ہیں۔
 ☆ سورۃ فاتحہ تمام بندوں اور امراض کے لئے شفا ہے جو مرض کسی بھی علاج سے رفع نہ ہوتا ہو وہ صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ کائنات کی کثرت سے قریب نہ کھاؤ۔
 ☆ نماز اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو اس نے بندوں کے سپرد کر رکھی ہے۔
 ☆ ہنسی اور قہقہہ کبیرہ گناہ ہے اور قبرستان میں ہرگز نہیں ہنسا چاہئے کیونکہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے ہنسی کا خاتم نہیں۔

☆ مانا وہ ہے جو سوائے ذکر حق کے کسی کو دست نہ رکھتا ہو۔
 ☆ ہر مرید کے سنوارنے والا ہے، مرید کو جو فرمائے چاہئے کہ اس پر عمل کرے اس لئے کہ جو کچھ فرمائے گا وہ مرید کے کمال کے لئے ہی فرمائے گا۔
 ☆ حق تعالیٰ کے بچانے کی علامت ظلق سے بھاگنا اور معرفت میں خاموش رہنا ہے۔

☆ عاشق کا دل محبت کا آئینہ ہے جو بھی اس میں داخل ہوا اسے جلا کر خاکستر کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی آگ سے تیز کوئی آگ نہیں ہے۔
 ☆ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل اور بے عزت کرنا۔
 ☆ والدین کے چہروں پر محبت سے نظر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

☆ دشمن کو دل کی مہربانی اور احسان سے جیتو اور دست کو نیک سلوک سے۔
 ☆ حقیقت میں متوکل وہ ہے کہ جو اپنی تکلیف لوگوں سے ہٹالے۔
 ☆ اگر تم اپنی قوتوں کو فضول کاموں میں ضائع کرو گے تو بعد میں ہمیشہ افسوس کرو گے۔

☆ سچا دوست وہ ہے کہ جو دوست کی بھیجی ہوئی مصیبت کو خوشی سے قبول کرے اور دم نہ مارے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی دوستی اسی طرح حاصل ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن جانتا ہے ان چیزوں کو بندہ بھی دشمن سمجھے۔

☆ عارف ایک قدم اٹھا کر عرش پر پہنچ جاتا ہے اور دوسرا اٹھا کر واپس آ جاتا ہے۔
☆ جو مسلمان قرآن پاک کی طرف ادب و تعظیم کی خاطر دیکھتا ہے اس کی آنکھوں کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے اس کی آنکھیں کبھی دیکھنے نہیں آتیں اور نہ ان میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔

☆ علماء اور مشائخ کے چہرہ کی طرف محبت اور عقیدت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔
☆ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اور جو عجیب کام قدرت کا ظہور پذیر ہوتا ہے ان کی آنکھوں کے سامنے آئینہ ہوتا ہے وہ غیب کی باتیں ملاحظہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے بیان کرتے ہیں۔

☆ اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی شرط یہ ہے کہ کم کھائے تاکہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے کم سوئے تاکہ عبادت میں مشغول رہے۔
☆ عارفین کا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

☆ اہل عشق نماز فجر ادا کرنے کے بعد مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں اور جب آفتاب طلوع ہو جاتا ہے تو پھر مصلے سے اٹھتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی نگاہ میں مقبول ہو جائیں۔

☆ جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ اس حقیقت کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اول سخاوت دریا کی طرح دوم شفقت آفتاب کی طرح سوم تواضع زمین کی طرح۔

☆ مومن وہ شخص ہے کہ جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔ قاقہ، درویشی اور موت۔
☆ مرد وہ ہے کہ جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر بھی نظر نہ رکھے اور دنیا و آخرت میں جلا نہ ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین صرف ایک ہی حجاب حائل ہے جس کا نام نفس ہے۔

☆ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر نسبت پیدا کرنی چاہئے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس قدر نہ ہو تو بس کو درویشی نہیں کہنا چاہئے۔

☆ مومن کی معراج نماز ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔
☆ اصل حوکل وہ ہے کہ جو لوگوں سے مدد نہ مانگے اور تکلیف کے موقع پر شکایت نہ کرتا پھرے۔

☆ مرید فقیر کے نام کے پانے کا مستحق اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ عالم فانی میں باقی ہو جائے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے کہ جب گناہوں کا لکھنے والا فرشتہ میں برس تک اس کا گناہ نہ لکھے۔

☆ اس راہ میں سکون حاصل کرنے کے لئے دو چیزیں ہیں ایک عبودیت اور دوسرے حق تعالیٰ کی تعظیم۔

☆ بھوکے کو کھانا کھانا، ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا اور دشمن کے ساتھ ٹیک سلوک کرنا نفس کی زینت ہے۔

☆ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے۔

☆ جس نے بھی کچھ پایا خدمتِ حق سے پایا۔

☆ اللہ تعالیٰ خیر مجسم ہے اور اس کی تقدیرات ہم خیر۔

☆ جس نے مہوئی قسم کھائی اس کے گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور وہ اپنے خاندان کو دیران و برباد کرتا ہے۔

☆ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ موت کو عزیز رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا

اور کسی شے سے اسے چین نہیں آتا۔

☆ تمام مشائخ عظام، اولیاء کرام اور اہل طریقت کا مسلک یہی رہا ہے کہ وہ دنیا سے کنارہ کش رہتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان تمام مصیبتوں اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

☆ انسان جس قدر دنیا کے کاموں میں مصروف رہتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ سفر در پیش ہے ز اور راہ اور سفر کے سامان کی تیاری کر لو وہ دن بہت جلد آنے والا ہے اس دن ایمان کی سلامتی کی ضرورت ہوگی۔

☆ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی خاطر بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اس کے اور جہنم کے مابین سات پردے حائل ہو جاتے ہیں ہر ایک پردہ کی زیارت پانچ سوکوس کی مسافت ہے۔

☆ سلوک کی پہلی سیڑھی شریعت ہے شریعت کے احکامات پر مکمل طور پر عمل کرنا واجب ہے، ذرہ برابر بھی کسی حکم سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے شریعت پر عمل پیرا ہو کر دوسرے درجہ میں طریقت پر رسائی حاصل ہوتی ہے یہاں بھی استقلال شرط ہے طریقت کے راستوں کو پابندی کے ساتھ طے کرنے کے بعد انسان کو اس سے بھی بلند مرتبہ یعنی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لیتا ہے اور اس کے قلب پر تجلیات کا ظہور ہونے لگتا ہے تو اس کی رسائی مرتبہ حقیقت تک ہو جاتی ہے اور یہ مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے جب انسان اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر جو کچھ وہ چاہتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

☆ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کا نام سنے یا قرآن پاک پڑھے تو اس کا دل موم ہو جائے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہو جائے، ایمان اور یقین میں زیادتی آ جائے اور اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے یا قرآن پاک سننے سے اس کا دل موم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن پاک

میں ہے کہ سچے مسلمانوں کی علامت یہ ہے کہ ان کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آپت عظمت کی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر یقین رکھتے ہیں۔

☆ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں بیٹھا ہو تو دوست کی یاد میں اگر سویا ہوا ہو تو دوست کے تصور میں عالم بیداری میں عنایت الہی کے گرد طواف کرتا رہتا ہے وہ دم بھر کے لئے بھی دوست کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔

☆ آدمی کے جسم پر ہر بال کی جڑ میں ناپاکی ہوتی ہے آدمی کو چاہئے کہ وہ غسل جنابت کرتے ہوئے ہر بال کی جڑ میں پانی پہنچائے اور بالوں کو خوب اچھی طرح گیلا کرے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو قیامت کے روز جسم کا اس سے جھگڑا ہوگا۔

☆ عارف اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام جہان کو جانتا اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو اور بیان کر سکتا ہو اور محبت کے تمام حقائق کا جواب دے سکتا ہو اور ہر وقت بحر معانی میں تیرتا رہے تاکہ اسرار الہی اور نور الہی کے انمول موتی نکال دے اور دیدہ و زور ہر یوں کو پیش کرتا رہے اور وہ ان موتیوں کو دیکھیں اور پسند کریں تو بے شک آدمی عارف ہے۔

☆ محبت کے اثرات ضرور ہوتے ہیں اگر کوئی برا شخص نیکوں کی محبت میں بیٹھتا ہے۔ تو نیک ہو جاتا ہے اگر نیک شخص بدوں کی محبت میں بیٹھے تو برا ہو جاتا ہے اس لئے کہ نعت نیکوں سے ملتی ہے جو ملتا ہے محبت سے ملتا ہے اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ نیکوں کی محبت نیک کام سے بہتر ہے اور اور بدوں کی محبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

☆ جو لوگ اپنی منشاء اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکے ہیں ان کو بہشت کی راحت سے کیا سروکار ہے ان کو تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مطلوب ہے۔

☆ راہ طریقت پر چلنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ان شرائط کی پابندی کریں یعنی طلب حق، مرشد کامل کی طلب، ادب، رضا، محبت و ترک فضولیات، استقامت، تقویٰ، نماز، روزہ، دنیا سے علیحدگی، گوشہ نشینی، کم کھانا اور کم سونا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی چیز بعید نہیں انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہرگز کوتاہی نہ کرے اور کسی بھی حال میں اس کو نہ بھولے اسی سے قربت حاصل کرے اس کے بعد وہ جو چاہے گا ہو جائے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور قدرت سے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں اگر انسان ان میں غور کرے تو ایک دم دیوانہ ہو جائے اور دنیا کے کام کا نہ کرے۔

☆ مسلمان بھائی کو بلاوجہ ستانا کبیرہ گناہ ہے اہل سلوک کے نزدیک مسلمان کو ستانا گناہ کبیرہ ہے۔

☆ اے درویش! نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے جب ستون ہوگا تو گھر قائم ہوگا جب ستون نکل جائے گا تو چھت فوراً گر جائے گی چونکہ اسلام اور دین کے لئے نماز ستون کا کام دیتی ہے اس لئے جب نماز کے اہم فرض، سنت، رکوع و سجود میں خلل آئے گا تو حقیقت میں اسلام اور دین میں نقص واقع ہوگا۔

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو سانپ کے منہ سے نکالیں چنانچہ اس وقت دوزخ کی آگ مزید بھڑکایا جائے گا اور دوزخ اس وقت ایک سانس لے گی تو تمام عالم حشر دھوئیں سے بھر جائے گا جو چاہتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے محفوظ رہے تو اسے چاہئے کہ ایسی اطاعت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر اطاعت نہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی ایسی اطاعت ہے؟ ارشاد فرمایا، ضرورت مندوں کی حاجات پوری کرنا، بھوکوں

کو پیٹ بھر کر کھانا اور مظلوموں کی فریادیں کرتا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا اہل عرفان کی زبان پر اور کوئی لفظ نہیں آتا وہ دوست کی محبت میں دنیا کی ہر بات سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور یہ ان کے لئے معمولی بات ہے ایسے لوگوں کی مخصوص صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت خاموش اور غمزدہ رہتے ہیں۔

تصانیف: اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو باکمال ولایت سے نوازا اور اس کے ساتھ ہی ظاہری و باطنی علم و فضل سے مالا مال کیا۔ آپ فقیر کامل معین الحق زبدۃ العرفاء اور سلطان المشائخ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و عرفان بصیرت و حکمت میں یگانہ روزگار بنایا۔ آپ کی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو علم تصوف پر بھی کامل شناسائی تھی آپ کی تصانیف آپ کے طبعی ذوق کا منہ پھٹا ثبوت ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا اعلیٰ تعارف حسب ذیل ہے۔

(۱) انیس الارواح: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انیس الارواح آپ کے مرشد حضرت خواجہ معین ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخطوطات کا مجموعہ ہے اس کتاب کی اصل زبان فارسی ہے یہ کتاب 28 مجلس پہنچی ہے اس کے بارے میں حضرت خواجہ نے خود ادرشاد فرمایا ہے کہ جب ہم سفر کرتے ہوئے دوبارہ بغداد آئے تو خواجہ معین ہمدانی نے آپ سے فرمایا کہ میں کچھ یاد الہامی کے لئے خلوت یعنی محکف رہوں گا اس دور میں تم رمضان مجھ سے ملاقات ضرور کیا کرنا اور جو باتیں میں تجھے بتاؤں انہیں یاد رکھنے کے لئے لکھ لینا چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ اسے نصیب ہوا وہ اس کا ہم انیس الارواح رکھا۔ یہ کتاب سالکان طریقت کے لئے محفل رہا ہے کیوں کہ اس سے پڑھنے والے کو جہنم حاصل ہوتی ہے اور اس کے مطالعہ سے مسدہ جہنم نہ خیرت کی قوری کے سامنے عیاں ہو جاتی ہے۔

ذخیرۃ الانبیاء میں حضرت مخدوم جلال الدین نے لکھا ہے کہ انیس الارواح کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔
 سرالعارفین میں محمد ناگوری نے تحریر کیا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ عالم واکمل تھے آپ کی تصانیف بہت تھیں لیکن ان میں سے انیس الارواح اور دیوان شریعت باعث افتخار ہیں۔

شیخ عبدالواحد بلکرامی نے لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ علم میں کمال درجہ رکھتے تھے اور ان کی تصانیف خراسان میں بہت مشہور ہیں۔

(۲) دیوان معین: مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین کو شعر کہنے کا ملکہ حاصل تھا اور آپ کے کہے ہوئے اشعار دیوان معین کی صورت ہمارے سامنے موجود ہیں اس کے بارے میں کتاب سیر السالکین از شجاع الدین میں لکھا ہے کہ: حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ شعراء کے گردہ میں تابعدار روزگار تھے۔ اصناف شعر، قصیدہ، غزل اور رباعی میں کمال درجہ رکھتے ہیں آپ کے کلام کا مجموعہ عرفان جونی الواقع گراں بہا ہے اس میں سات آٹھ ہزار شعر مرقوم ہیں زمانہ کی دست برد سے آپ کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا۔ اس میں بہت ہی کم باقی رہ گیا ہے۔

اس دیوان میں ایک سو اکیس غزلیات اور تقریباً ساڑھے گیارہ سواہیات ہیں۔ اکثر غزلیات اور اہیات نہایت بلند پایہ اور عارفانہ ہیں۔ آپ کا کلام فارسی میں

(۳) گنج الاسرار: کہا جاتا ہے کہ کتاب گنج الاسرار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم اور تربیت کے لئے لکھی۔ یہ کتاب قیام دہلی کے دوران فارسی زبان میں تحریر کی گئی اس کتاب میں حصول معرفت کا طریقہ کار بیان ہوا ہے۔ اس کتاب میں قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے احوال اور اقوال درج ہیں یہ کتاب اصل میں تصوف کا بیش بہا خزانہ ہے اس لئے اسے گنج الاسرار کہا جاتا ہے۔

یہ کتاب بھی معرفتوں پر مبنی ہے۔ جس سے مراد بھی کئی عنوانات ہیں یعنی شریعت کا جاننا اور دریافت کرنا۔ ظاہری و باطنی طہارت، علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت، اصلاح باطنی اور راہ حقیقت میں استقامت، توحید اور رسالت، بیان قرآن، اطاعت رسول، انعام کفر و توبہ عرفان مذہب، خلی و دیار متن جمعہ علم توحید دانستن معرفت یقین مرشد کامل ذکر فی القلوب مرشد کی ضرورت قلبی اعمال عبادت جلی اور خفی فیض صاحب دل حضرت خواجہ عثمان ہمدانی کی دلی میں آمد مقام عالم تحیر و محویت بے سخن مستی سماع و ہمار رسالت خواجگان چشت کے چودہ مقامات چودہ علم اور بجا ہیں۔

اصل کتاب گنج الاسرار مایاب ہے لیکن اس کا امداد ترجمہ قرآن الانوار کے نام سے موجود ہے۔

(۴) حدیث العارف: حضرت خواجہ حسین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی مادہ الوجود ہے۔

(۵) رسالہ وجودیہ: حضرت خواجہ فریب لواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب مادہ الوجود ہے۔

(۶) رسالہ آفاق الفس: آپ کی یہ کتاب فارسی میں ہے۔ قلمی نسخہ ہے۔ اس میں تصوف کے بعض نکات پر بحث کی گئی ہے۔

(۷) رسالہ تصوف الہامات: حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف بھی فارسی میں ہے۔ قلمی کتاب دستاویز ہوئی ہے۔ یہ کتاب آپ کے بلند افکار اور طرز شاعری کی آئینہ دار ہے۔

(۸) کشف الاسرار: خواجہ فریب لواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی فارسی میں ہے۔ اس کو معراج الانوار بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب تصوف پر ہے۔ اس کتاب میں چار دہم، جس دم اور ذکر خفی پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب قلمی ہے۔

چار دہم کہاں سے آتے ہیں؟ ذکر خفی کی تعلیم و خداوند تعالیٰ نے اپنے نور سے

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا۔

اول منزل ناسوت ہے۔ دوسری منزل ملکوتی ہے۔

تیسری منزل جبروت ہے۔ چوتھی منزل لاہوت ہے۔

مقام محمودہ، انوار جلال، نور جمال، نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور احمد ایک ہیں۔ محمود،

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، احمد، واحد ایک ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے اربعہ عناصر کے چار وجود پیدا کئے اور چار نفس پیدا کئے۔

(۹) مکتوبات: آپ کے خطوط کا بھی ایک مجموعہ ہے جو آپ نے حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی کو لکھے ان مکتوبات میں شریعت اور علم و عرفان کی بہت اچھی

باتیں کہی گئیں۔ اگر کوئی ان باتوں پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائے تو اسے عجیب

کیف دستی حاصل ہوگی اور وہ بہت جلد راہ حق کا مسافر بن جائے گا۔

ازدواجی زندگی: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی کا زمانہ ریاضت و

عبادت اور زہد و تقویٰ کی بنا پر تجرید یعنی بلا شادی گزر گیا اس لئے جب عمر زیادہ ہو گئی

تو آپ نے سوچا کہ زندگی کا زیادہ حصہ تو گزر گیا ہے اس لئے شادی نہ کی جائے لیکن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ نے آخری عمر میں ازدواجی زندگی

اختیار کر لی اور اجیر کے قیام کے زمانہ میں دو شادیاں کیں۔

امتہ اللہ سے شادی: اخبار الاخبار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کی

شادی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کی عمر زیادہ ہو گئی کہ ابھی تک آپ کی

شادی نہ ہوئی تھی ایک رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے

مشرف ہوئے آنحضرت نے ارشاد فرمایا:

”معین الدین تم میرے دین کے معاون ہو مگر میری سنتوں میں سے ایک

سنت کو کیوں ترک کر دیا ہے؟ اتفاقاً لسی رات قلعہ ہنلی کے حاکم (ملک خطاب) نے

کافروں پر حملہ کیا (ان پر غالب آکر مہاراجوں اور ان کی اولاد کو مالی غنیمت کے طور

پر اپنے قبضے میں لے لیا) اس مال غنیمت سے راجہ کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی بھی

تھی جسے ملک خطاب نے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت خواجہ نے اسے قبول کر لیا۔

جس لڑکی کو آپ نے قبول کیا پہلے اسے مسلمان کیا اور اس کا نام امتہ اللہ رکھا پھر اس سے شادی کی اسی بیوی سے حضرت خواجہ کی اولاد بھی پیدا ہوئی۔

بی بی عصمت اللہ سے شادی: آپ کی ایک اور شادی سید وجیہ الدین مشہدی کی بیٹی سے ہوئی اور اس کا نام بی بی عصمت اللہ تھا۔ اس کے بارے میں سیرالاقطاب میں لکھا ہے کہ بی بی عصمت حضرت وجیہ الدین مشہدی کی صاحبزادی تھیں جو کمال عفت کے باعث آراستہ و پیراستہ تھی جب سن بلوغت کو پہنچی تو (حضرت مشہدی کو) ان کے نکاح کے لئے تجسس لاحق ہوا، ایک رات خواب میں حضرت سید نام امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ فرزندم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنی صاحبزادی کا خواجہ معین الدین حسن سجری سے نکاح کر دو۔

اور سید وجیہ الدین حضرت خواجہ سے پیوستہ (متعلق) تھا جب متذکرہ واقعہ خواب حضرت خواجہ صاحب سے بیان کیا تو خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بابا وجیہ الدین میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لہذا حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قبول کرتا ہوں۔

آپ کی بیوی عصمت اللہ سے آپ کے ہاں تین فرزند پیدا ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) خواجہ فخر الدین ابوالخیر (۲) خواجہ حسام الدین ابوصالح (۳) خواجہ ضیاء الدین ابوسعید

آپ کی دوسری بیوی امتہ اللہ سے آپ کی ایک صاحبزادی بی بی حافتہ جمال پیدا ہوئیں۔

آپ کے بیٹوں اور بیٹی کے حالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے

marfat.com

Marfat.com

صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵۹۱ھ مطابق ۱۶۲۱ء میں ہوئی۔ آپ موضع مانڈل میں زراعت کرتے تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ کمالات صوری و معنوی سے آراستہ ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ آپ بتاریخ ۵ شعبان ۶۶۱ھ مطابق ۱۶۲۳ء واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار پرانوار واقع سرواڑ شریف مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا عرس بڑے تزک و احتشام سے ہر سال ہوتا ہے۔

(۲) خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے جو حضرت خواجہ کی بیوی عصمت کے بطن سے پیدا ہوئے دینی اور روحانی تربیت اپنے والد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہی سے حاصل کی جوانی کے عالم میں یاد الہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ دنیا سے دور ہو کر ابدالوں کی صحبت میں رہنے لگے۔ اور والد گرامی کے کافی عرصہ بعد ان کا وصال ہوا۔

(۳) خواجہ ضیاء الدین ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان میں سے ہیں آپ کی والدہ عصمت اللہ تھیں آپ نے خواجہ صاحب کے بعد کافی عرصہ تک مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ انتہائی نیک زاہد اور عابد تھے آپ نے شادی کی اور آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خواجہ احمد تھا۔ آپ کی عمر پچاس سال تھی جبکہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے ان کا مزار درگاہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لب جمالہ سایہ گھاٹ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ۱۳ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔

(۴) بی بی حافظہ جمال: آپ حضرت خواجہ غریب نواز کی اکلوتی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ کا نام بی بی امت اللہ تھا جو راجہ کی بیٹی تھیں۔ بڑی زاہد و عابد تھیں قرآن کی حافظہ تھیں۔ اکثر قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں۔ آپ کی

وصال و تدفین: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ دین کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے سالہا سال کی تبلیغی جدوجہد سے آپ نے کفر زار ہند میں توحید کو روشن کیا بے شمار مخلوق خدا کو کلمہ توحید پڑھا کر حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ آخر اس فریضہ سے سبکدوش ہونے کا وقت آن پہنچا اور وقت آ گیا کہ آپ اس عالم غائبی سے تشریف لے جائیں۔

جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس رات
چند اولیاء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
فرما رہے ہیں کہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا دوست ہے اور ہم اس کے
استقبال کے لئے آئے ہیں۔

آپ کا دصال کا واقعہ یوں ہے کہ جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا دصال ہونے والا تھا اس رات عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرنے کے بعد آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے اور اندر سے حجرے کا دروازہ بند کر لیا حسب معمول حجرے کے باہر چند درویش بیٹھے ہوئے تھے حضرت خواجہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اب دنیا سے جانے کا وقت بالکل قریب ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس قدر مشغول ہوئے کہ آپ کے دل میں اللہ سے ملنے کی محبت ایسا تک پہنچ گئی تھی کہ آپ اللہ کی محبت اور جدائی میں تڑپنے لگے اللہ کی نورانی تجلیات آپ کی روح پر پوری طرح نازل ہو رہی تھیں آخر محبت اتنی شدید غالب آئی کہ آپ اللہ کی محبت میں

کھو گئے اور ملک الموت نے اپنا فریضہ ادا کر دیا یعنی آپ کا وصال ہو گیا۔
 بیان کیا جاتا ہے کہ حجرے کے باہر جو درویش بیٹھے ہوئے تھے رات کے وقت
 انہوں نے حضرت کے حجرے سے ایسی آوازیں سنیں جیسے کہ زور زور سے زمین پر ہیر
 مارنے کی آواز آرہی تھی مگر رات کے پچھلے پہر یعنی تہجد کے وقت ہیر مارنے کی
 آوازیں بند ہو گئیں فجر کی نماز کے وقت خادموں نے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن
 اندر سے کوئی جواب نہ آیا چنانچہ کسی طرح دروازہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت
 خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہو چکے ہیں۔ خادموں نے آگے بڑھ
 کر دیکھا تو آپ کی پیشانی پر یہ الفاظ نمایاں تھے۔ حبیب اللہ مات فی حب اللہ
 اللہ تعالیٰ کا حبیب اللہ کی محبت میں واصل ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال آپ کے مریدین خلفاء
 عقیدت مندوں اور اجمیر کے رہنے والوں کے لئے انتہائی دل سوز سانحہ تھا آپ کے
 وصال کی خبر بہت جلد اجمیر اور اس کے گرد و نواح میں پھیل گئی اشک بار ہو کر لوگ
 جوق در جوق آئے آخر کار آپ کے جسم مبارک کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا اور اس
 کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا آپ کی
 نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے نحر الدین نے پڑھائی اور آپ کو آپ ہی کے
 حجرے میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ کا مزار اقدس صدیوں سے
 اجمیر میں مرجع خاص و عام ہے اور بعد ازاں آپ کی قبر مبارک پر انتہائی خوبصورت
 روضہ مبارک تعمیر کر دیا گیا۔

آپ کا وصال ۶ رجب بروز جمعہ ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء میں ہوا اس وقت
 ہندوستان پر سلطان شمس الدین التمش کی حکومت تھی۔
 سیر العارفین میں لکھا ہے کہ وصال کے وقت آپ کی عمر ۹۷ سال تھی اور سر
 زمین اجمیر میں آپ کا قیام چالیس سال رہا۔

دیوان خواجہ پراعتراضات

اُردو ادب کے ممتاز ادیب حافظ محمود شیرانی نے اپنے مقالہ کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ دیوان خواجہ معین الدین چشتی صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ ملا معین ہردی کا ہے یہ ثابت کرنے کے لیے انہوں نے خوالہ ایک غیر مطبوعہ تذکرہ مخزن الغرائب کا دیا۔

حافظ محمود شیرانی نے درج ذیل دلائل پیش کیے۔

- ۱۔ تاریخ خواجہ معین کی شاعری اور ان کے دیوان میں ناواقف ہے۔
- ۲۔ اس دیوان میں پیش کی جانے والی زبان خواجہ صاحب کی نہیں ہے۔
- ۳۔ دیوان میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی رو سے اس کا تعلق خواجہ صاحب سے قائم کیا جائے۔

- ۴۔ دیوان سے اس قدر ظاہر ہے کہ اس لکسے والا کوئی واعظ ہے۔
- ۵۔ چونکہ داخلی شہادت سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی واعظ کا کلام ہے اس لیے واعظین کے سلسلہ میں اس کے مصنف کی تلاش کرنا چاہیے۔
- قارئین ان دلائل پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ اعتراف ضروری ہے کہ حافظ محمود شیرانی صاحب پہلے ادیب ہیں جنہوں نے کلام معین پر یہ لکھا کہ یہ کلام خواجہ صاحب کا نہیں ہے بلکہ ملا معین ہردی کا ہے اس کے بعد سوانح نگاروں نے بھی یہ لکھنا شروع کر دیا تو کلام خواجہ صاحب کا نہیں ہے انہوں نے اس سلسلے میں کوئی تحقیق نہیں کی انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ حافظ محمود شیرانی صاحب یہ فیصلہ کر گئے ہیں کہ یہ کلام خواجہ صاحب کا نہیں ہے اس لیے ہر ایک نے لکھنا شروع کر دیا۔

شیرانی صاحب کی پہلی دلیل یہ ہے کہ تاریخ خواجہ صاحب کی شاعری اور ان کے دیوان سے واقف نہیں ہے۔

پہلی، نیل کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ ادبیات فارسی خواجہ صاحب کی شاعری = واقف نہیں۔

اس لیے ہم سب سے پہلے ادبیات فارسی کو دیکھتے ہیں۔ برصغیر میں تاریخ ادبیات کا آغاز مولانا شبلی نعمانی کی شعراجم، سخن دان فارسی (آزاد) اور غیر ملکی مصنفین میں مشہور زمانہ مشرق ایڈورڈ براؤن کی تاریخ ادبیات ایران سے ہوتا ہے۔

برصغیر ہندوپاک میں فارسی شعرا کے جس قدر تذکرے لکھے گئے وہ سب کے سب بارہویں یا تیرہویں ہجری سے تعلق رکھتے ہیں دسویں یا گیارہویں ہجری میں کوئی مستند تذکرہ فارسی شعرا کا مرتب نہیں ہوا۔

ایسے تذکروں میں ”خزانہ عامرہ“ مرتبہ آزاد بلگرامی اور ”شمع سخن“ مرتبہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم ہیں ان کے بعد قابل ذکر تذکرہ ”روز روشن“ مرتبہ مظفر علی ہے اور آخر الذکر تذکرہ تو اتنا مسند مانا گیا ہے کہ ایران میں ”مکتبہ رازی طہران“ نے اس کو خاص اہتمام سے شائع کیا۔

برصغیر کے ان تین تذکروں میں سب سے مقدم ”خزانہ عامرہ“ ہے جسے آزاد بلگرامی نے لکھا اس تذکرے کے تمام ماخذ بھی انہوں نے تحریر کیے اس کے بعد انہوں نے ردیف وار شعراء کا دو چار سطروں میں ذکر کر دیا اور چند اشعار بطور نمونہ پیش کیے۔ ردیف ”م“ کے تحت انہوں نے صرف معزی، نیشاپوری، محتشم کاشی، مجدالدین ہنگر، میراج (اُسی) محی لاہوری، مانلی تبریزی، مروی، ملک فی، مسیح کاشی، ماہراکبر آبادی، میرزا مقیمائے، مخلص، متین اصغہانی، اور منیر اصغہالدین اصغہانی کا ذکر کیا ہے یعنی ذکر معین سے یہ تذکرہ خاموش ہے خواہ وہ ملا معین ہروی ہوں یا خواجہ معین الدین چشتی ہوں۔

”خزانہ عامرہ“ کے بعد تذکرہ ”شمع انجمن“ مرتبہ نواب صدیق حسن صاحب قابل ذکر ہے یہ تیرہویں صدی ہجری کی تالیف ہے۔ سال تالیف ۱۲۹۲ھ ہے۔ (یادگار

شاعران روزگار داستان شائستہ اُس کے تاریخی نام ہیں (شمع انجمن ۷۷۸ شعراء کے ذکر اور نمونہ کلام پر ہے۔ شمع انجمن میں ردیف ”میم“ کے تحت معین شاعر کا ذکر اس طرح ہے۔

معین الدین بخاری چشتی زبدۃ الاولیاء قد وہ الاصفیاء است از غایت شہرت محتاج ترجمہ نیست دیوانش بسلامت در آمد چہ بیت از آنجا است۔

ز پیش خویش بر آئین نقاب دعویٰ را عین بدیدہ صورت جمال معنی را

☆☆☆

اے ترا بہ طور دل ہر دم تھلاے در طالب دیدار تو ہر لمحہ موسائے در

☆☆☆

من چکیم کہ مرانا تھ مہوش آمہ ہر دم ضابطہ عشق فراموش آمہ
نکتہ ہادوش لم گفت و شنید از لب یار نہ ہرگز ہنہاں رفت و نہ در گوش آمہ

☆☆☆

یہ منتخب اشعار دی ہیں جو خواجہ معین الدین چشتی کے موجودہ دیوان مطبوعہ نول کشور اور مجیدی میں موجود ہیں۔ شمع انجمن کے بعد اس برصغیر کے تذکرہ میں قابل اعتبار تذکرہ ”روز روشن“ ہے۔

شمع انجمن مرتبہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے خواجہ صاحب کے صاحب دیوان ہونے کا جو اقرار کیا ہے اور نمونہ کلام پیش کیا ہے۔ تذکرہ روز روشن میں تفصیل کے ساتھ ”معین کے تحت سوانح بھی بیان کیے گئے ہیں۔

”حضرت خواجہ معین الدین حسن بخاری خلیفہ الصدوق خواجہ

غیاث الدین بلخی بخاری است۔ تولد آنحضرت در شہر بلخ و نشو و نما در خراساں

بودہ۔ بعد وفات والد ماجد خود خانہ و اماں را فروخت تحصیل علم و فضل سو۔

سمرقند بخارا رفت کشید۔

دور زمان دارائی رائے۔ تھوڑا بہ ہندو شرف و درود اور زانی فرمود از برکت
قدوم خواجہ تیغ کفر مستاصل گشت و اصول اسلام در زمین ہندو ریشہ دو انیدو
سادس رجب ست ٹکٹ و ٹٹین و ستمبر (۶۳۳) ہجری نو دو ہفت سال بخوار
رحمت ایزدی رسید۔

مزارقائیں الانوارش در شہر اجیر بجہت یز او سترک بہ۔ دیوانے
مختصر از ملفوظات آل قدوہ عرفاء اکرام واسوہ اولیاء عظام پیش نظر است
و ایں چند اشعار منتخب از ایں مختصر کہ دروئے جائے معین و جائے معینے تخلص می
فرماید۔

اس کے بعد مصنف نے تقریباً ۸۰ اشعار بطور نمونہ کلام پیش کئے ہیں۔
دور و عشق۔ نیک فصل بہار آید۔ دل بے غم۔ مژدگانے کہ مرا۔ راہ بکشاے۔ ایں چہ
نور است۔ تاز خود بیگانہ گشتم آخربائی یا فتم۔ آہ سوزاں کہ از جان غم آلود گذشت۔ اے
کہ اندر معین۔ یا معینے گفت ہر سو کے الفاظ سے غزل شروع ہوتی ہے۔
اشعار کے بعد مولف نے متعدد رباعیاں بھی نقل کی ہیں ان میں ایک رباعی یہ
ہے۔

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند معشوق کرشمہ ای کہ نیکو ست کند
ماجرم و گنہ کلیم و اد لطف و عطا ہر کس چیز یکہ لائق دوست کند

☆☆☆

ابراہیم علی آذر کا ”آتش کدہ“ جس کا سال تالیف ۱۳۷۴ھ گویا بارہویں صدی
عیسوی کا ایک بہت ہی جامع تذکرہ ہے، ہم اس کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔
آتش کدہ دورہ صفویہ اور قاچاریہ کی نثری تالیفات میں ایک بلند پایہ حیثیت رکھتا
ہے۔ اس کا مصنف ابراہیم علی المتخلص بہ آذر خود ایک لائق اور قابل احترام شاعر تھا۔ اس
نے یہ تذکرہ چالیس سال کی عمر میں تصنیف کیا یہ تذکرہ ہندو پاکستان اور ایران کے

شعراء نامی گرامی کے ذکر پر مشتمل ہے اور اس میں مصنف نے ۸۳۶ شعراء کا تذکرہ کیا ہے ہر شاعر کی مختصر سوانح حیات اور نمونہ کلام اس میں موجود ہے۔

”آتش کدہ“ یہ برصغیر ہندو پاک اور ایران کے شاعروں کے ذکر پر مشتمل ہے چنانچہ ہندوستان کے عظیم شاعروں میں وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا ذکر کرتا ہے۔

مختصر سوانح حیات کے بعد صاحب آتش کدہ نے آپ کی یہ دو رباعیاں نقل کی ہیں۔

عاشق ہر دم فکر رخ دوست کند معشوق کرشمہ کہ نکوست کند
با جرم و گنہ کلم او لطف و عطا ہر کس چیز یکہ لائق دوست کند

☆☆☆

صاحب آتش کدہ نے دوسری رباعی یہ پیش کی ہے۔

اے بعد نمی بمر تو تاج نمی اے دادہ شاہاں دتغ تو باج نمی
آئی تو کہ معراج تو بالا تر شد یک قامت احمدی ز معراج نمی
(منقبت حضرت علی)

تذکرہ آتش کدہ کی مکمل عبارت یہ ہے:-

اس صورت میں یہ کہنا کہ تاریخ (تذکرہ اشعراء اور تاریخ ادبیات) اس سلسلہ میں خاموش ہے حرف غلط کی طرح باطل ہو جاتا ہے آپ کے سامنے تاریخ کے حوالے پیش کر دیئے گئے تذکرہ شمع النجمن روز روشن یہ دونوں تذکرے بنیادی ہیں (ایرانی تذکروں میں آتش کدہ کی عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

آٹھ کدہ ۳۳۳ ص ۲۔ ہندوستان۔۔۔۔۔ دہلی

”خواجہ معین الدین چشتی“ از اکابر صوفیہ و از سلسلہ علیہ چشتیہ و مریدہ او سلطان شمس الدین

سلطان شہاب الدین مرقدہ فی دردیا را جمیر است از دست۔۔

اب ایک اور ایرانی تذکرہ کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ مشہور زمانہ تذکرہ مجمع الفصحا! مصنفہ رضا قلی ہدایت یہ تذکرہ اتنا وسیع اور قابل اعتماد ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے جو ہندوستان میں فارسی ادبیات کے واحد نقاد اور مبصر ہیں اور مستشرقین میں پروفیسر براؤن دونوں حضرات نے اس پر اعتماد کیا ہے اور اس کے بیان کو مستند گردانا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے سلسلہ میں صاحب مجمع الفصحا یوں رقمطراز ہے:-

معین الدین چشتی از خواجگان سلسلہ چشتیہ و از اصحابش سلطان شمس الدین و شہاب الدین الدین غوری از آنجناب است۔ رباعی۔

بیل را نعرہ ازاں است کہ از بحر جداست و آنکہ با بحر در آئینہ خاموش آمد
نکتہ ہادوش بہم گفت و شنید از لب یار کہ نہ ہرگز بزاں رفت و نہ در گوش آمد

☆☆☆

دلہ

عاشق ہمہ روز فکر رخ دوست کند معشوق کرشمہ ای کہ نیکوست کند
ماجرم و خطا کینم او لطف و عطا ہر کس چہ یکہ لائق اوست کند
در مدح شاہ اولیاء علی صلوات اللہ

اے بعد بنی بر سر تو تاج بنی اے دادہ شاہاں ز تج تو باج بنی
آنی تو کہ معراج تو بالا تر شد یک قامت احمد ز معراج بنی
(رضاقلی ہدایت ص ۱۲۴)

☆☆☆

میں نے جن تذکروں کا ابھی حوالہ پیش کیا اور جن پر ناقہ یغن شاعری یا مورخین ادبیات فارسی کا اتفاق ہے وہ خزانہ عامرہ شمع انجمن روز روشن فارسی مصنفین کے قابل قدر تذکرے جن سے علامہ حسین آزاد علامہ شبلی پروفیسر براؤن نے اپنی تحقیقاتی کتب

میں استفادہ کیا ہے اُن کو مستحق تسلیم کیا ہے وہ چار مقالہ دولت سناہ سرقدی کا تذکرہ اشعراء آذر کا آتش کدہ اور مجمع النقصاء ہے ان تذکروں میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی بخاری کے مکمل نامہ اور نظمیں اور مختصر سوانح کے ساتھ کلام درج ہے۔

حافظ محمود شعرانی نے اپنے مقالہ میں کتاب کو بنیاد بنایا وہ ہے ”مخزن العرائب“ اب اس کتاب کی طرف چلتے ہیں۔ ”مخزن العرائب“ کے نام سے جیسا پتہ چلتا ہے یہ ایک بیاض ہے جس میں مشاہیر شعرا کا پسندیدہ کلام موجود ہے حافظ صاحب نے اس کتاب کا کوئی مؤلف اور نہ ہی مولف کا نام لکھا ہے اور اُن کے بعد کے نقادوں نے بھی اس کتاب کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ دیوان خواجہ صاحب کا نہیں ہے انہوں نے اس سلسلے میں تحقیق سے کام نہیں لیا۔ تحقیق کے مطابق یہ تذکرہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ اس بات سے انکار نہیں ہے کہ یہ بیاض یا کھنکول حافظ صاحب کی نظر میں قابلِ مسند ہے۔ وہ صرف واحد ناقد ہیں جنہوں نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ کی کتب میں اس کتاب کا ذکر نہیں ملا۔ خزانہ عامرہ کی تالیف کے وقت آزاد بالگرامی نے تقریباً ایک سو تہ کرہ کو سامنے رکھ کر تذکرہ لکھا اور اپنی کتاب کے مقدمہ میں اُن کتابوں کا ذکر بھی کیا لیکن مخزن العرائب کا کہیں بھی تذکرہ نہیں ملا۔ ایک غیر معروف کتاب حوالہ بنا کر پیش کرنا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ ایک ٹھوس دلیل دیوان خواجہ معین الدین چشتی کو ثابت کرنے کے لیے کہیں زیادہ وزنی اور قابلِ اعتبار ہے۔

ڈاکٹر نسیم محمد اکرم جن کے مشہور کتاب ”آبِ کثر“ ہے وہ اپنی کتاب میں دیوان کا ذکر کرتے ہوئے میر السالکین کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

”حضرت ایٹاں در زمرہ شعرا سے نامدار از منقلمات روزگار اند و در

اصناف شعر قصیدہ و غزل مری دارند۔ محمد کلام مرقان آنحضرت کہ گنجینہ

معرفت اس پیش اتلفت بہست ہزار بیت بودہ از دس نامہ رانی از میاں

رفت اند کے ازاں نامہ (آبِ کثر ۳۰۹)

ترجمہ: آپ کے ذات گرامی مشاہیر شعراء کے زمرے میں شامل ہے اور آپ معتمات روزگار سے ہیں۔ اصنافِ سخن میں قصیدہ اور غزل میں آپ نے طبع آزمائی فرمائی ہے۔ آپ نے کلامِ معرفت نظام کا مجموعہ سات آٹھ ہزار اشعار پر مشتمل تھا لیکن دوست ہر کہ زمانہ تے باعث اب اس میں سے کچھ باقی ہے۔

”سیر السالکین“ کی اس واضح شہادت کو محبت کا حصہ نہیں بنایا۔ سیر السالکین ”مخزن العرائب“ سے کہیں زیادہ مشہور ہے یہ کتاب مطبعِ مجتہبی میں چھپی تھی لیکن آج ناپید ہے۔ لیکن عجب کی بات یہ ہے کہ حافظ محمود شیرانی صاحب نے اسی غیر معروف کتاب ”مخزن العرائب“ کو بحث کا حصہ بنایا۔

اب ایک ٹھوس ثبوت بیان کروں گا۔ جس سے یہ انکشاف بہت حد تک دور ہو جائے گا۔

برصغیر میں صوفیاء کرام کا تیسرا دور چراغِ نصیر محمود دہلوی سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کا اسم مبارک محمود اور نصیر الدین محمود گنجِ چراغ کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں آپ کا تعلق حسینی سادات کے ایک مقتدر خاندان سے تھا۔

باطنی علوم کی تکمیل کے لیے آپ حضرت محبوب الہی کے پاس تشریف لائے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کا عہد خلافت مبارک ۱۲۶۷ھ سے شروع ہو کر ۱۲۷۷ھ پر ختم ہوتا ہے۔ آپ کے بہت سے خلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بھی آپ کے خلیفہ ہیں آپ کی تصانیف عربی اور فارسی زبان میں موجود ہیں۔ آپ کی بعض تصانیف آج بھی ترجمہ کی صورت میں دستیاب ہیں۔

حضرت شاہ محبت اللہ قدس سرہ آپ کے محبوب خلفاء میں سے ہیں انہوں نے آپ کی چند مجالسِ مقدسہ کے افکار قدسیہ کو ”مفتاح العاشقین“ کے نام سے جمع کیا ہے اور یہ مجموعہ ملفوظات فارسی زبان ہی میں ہے۔ بعد ازاں اس کے کئی اردو تراجم بھی ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ محبت اللہ قدس سرہ اس برصغیر کے مشہور صوفیائے کرام میں سے ہیں۔
 آپ حضرت مخدوم شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کو بہت عزیز تھے آپ کی مجلس
 مبارک میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ انہی چند مجالس کو آپ نے ”مفتاح العاشقین“
 کے نام سے جمع کیا ہے جس کا سنہ تالیف ۱۰۵۵ھ بھری کے لگ بھگ ہے۔ مفتاح
 العاشقین کی ساتویں مجلس میں حضرت شاہ محبت اللہ قدس سرہ فرماتے ہیں:-
 پھر نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ کا حسب ذیل شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

نظامی ایں چہ سرمست کز خاطر عیاں کردی کسے داترس جہانڈ زباں و دکش زباں و دکش

☆☆☆

جب خواجہ صاحب نے شعر پڑھا تو میں نے آداب بجا کر لا کر التماس کی کہ مجھے شیخ
 الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ الحریز کا قول (غزل) یاد آیا ہے اگر حکم ہو تو
 پڑھوں فرمایا پڑھو۔

از مطلع دل زد علم یک لمحہ از رخسار او شد ذرہ ذرہ مستقیم در پردہ انوار او
 ہا انکہ ذرات تم ہر یک ہزاراں دیدہ شد یک ذرہ ہم دیدہ نسد از پر تو رخسار او
 حسش جو آید جلوہ گر طاقت مدار چشم سر از دیدہ دل کن نظر تا نگری دیدار او
 بگذار کوئے آب و گل در رو ہصر جان و دل با سر خود میں متصل سرے ہم از اسرار او
 اظہار حسن دلبری می بین ز ہر مہ بیکرے پیدا است ہر مظہرے آں حسن آں اظہار او
 خواجہ کند در خور نظر اندیشہ سازد از بشر بازش کند زیرو زہر حیرانم اندر کا راؤ
 نہ شد جہاں یکسر از شد نیک و بد مظہر ازو موبد ازو کافر ازو در قید نور مار او
 ترسا سولش جہانڈ یو از چلبیا یافت زلف تو بر ہم تافت آں حلقہ از زمار او
 مسکین معین نہ یک غزل بہ خواہد اسرار دل بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

☆☆☆

جب میں نے (مصنف کتاب) یہ غزل پڑھی تو خواجہ صاحب اشک بار ہو گئے اور

فرمایا کہ اے درویش مجھے اچھی طرح یاد ہے پھر بہت تعریف کی اور بارانی جبہ اور چادر کی کلاہ عنایت فرمائی الحمد للہ علی ذالک۔

حضرت شاہ محبت اللہ قدس سرہ العزیز نے یہ غزل ۱۷۶۷ء اور ۱۷۵۷ء کے عرصہ میں کسی روز خدمت والا میں پیش کی کہ یہ بیس سال کا زمانہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت چراغ دہلویؒ حضرت محبوب الہی قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ خلافت پر رونق افروز رہے ہیں چونکہ حضرت محبت اللہ صاحب نے اپنے ملفوظات میں حاضری کی تاریخ کا تعین نہیں کیا ہے اس لئے ہم نے یہ طویل مدت چوبیس سال یا کچھ کم و بیش ہے تسلیم کر لی ہے۔ کہ اسی مدت میں آپ نے حضرت چراغ دہلوی کی خدمت میں کسی روز یہ غزل پیش کی ہوگی۔

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر ہم حضرت چراغ دہلویؒ کی حیات مبارکہ کا آخری سال یعنی ۱۷۵۷ء بھی اس غزل کی سماعت کے لئے تسلیم کر لیں تو معارج النبوت کی تصنیف ۸۹۰ھ سے ایک سو تینتیس (۱۳۳) سال قبل ہے۔ اب اس سے اندازہ کر لیجئے کہ جو کلام ملا معین ہرودی سے ایک سو تینتیس سال قبل پیش کیا گیا اور سنا گیا وہ کس طرح ملا معین کے نام سے موسوم کیا جاسکتا۔

اب اس کے بعد کس شک و شبہ کی گنجائش اس سلسلہ میں باقی نہیں رہتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا کلام آٹھویں صدی ہجری میں زبان زد عام تھا اب دیکھیں کہ زیر بحث شاعر یا صاحب معارج النبوت نے اپنے شاعر ہونے کے بارے میں کیا کہا ہے۔ یہ ایک ٹھوس ثبوت ہے۔ یہ اس دلیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ کلام سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کی مجالس میں پڑھا جاتا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب خواجہ گیسو درازؒ نے غزل سنا دی تو اس کے بعد چراغ نصیر محمود دہلویؒ اٹھک بار ہو گئے اور انہوں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ اس بات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت چراغ نصیر محمود دہلویؒ نے کلام کی تصدیق کر دی ان الفاظ کے ساتھ ہاں مجھے یاد ہے۔ یہ

ہمارے پاس ٹھوس دلیل ہے۔ ایک اور جو کلام ملا معین کی پیدائش سے کافی سال پہلے پڑھا جا رہا ہو وہ کیسے ملا معین ہرودی کا ہو سکتا ہے۔ ملا معین ہرودی کی تصانیف میں بعض مصنفین نے معارج الملوٰۃ کا بار بار ذکر کیا ہے ان کی بھی ایک کتاب جو طبع اور شائع ہوئی ہے جس کا ترجمہ بھی ہوا ہے۔

اگر ملا معین ہرودی شاعر یا صاحب دیوان ہوتے تو جہاں ”معارج الملوٰۃ“ کے دیباچے میں انہوں نے اپنے تمام تصانیف کا ذکر کیا ہے اور اپنی آنے والی کتابوں کے مسودات کے بیان سے بھی گریز نہیں کیا۔ یقیناً وہ اپنے دیوان یا اپنی شاعری کا ذکر کرتے کہ اس کا اظہار کے لئے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں تھا۔ ہم ذیل میں معارج الملوٰۃ کے مقدمہ کے وہ مقامات پیش کرتے ہیں جہاں انہوں نے اپنی تصانیف کا ذکر کیا ہے ملاحظہ کیجئے!!

فقیر بے بضاعت و حقیر بے استطاعت المحکم بحمل اللہ التین العبد الضعیف
المسکین معین المسکین بلغ اللہ شاہ جمل جماد خیر امن اللہ بعد ازاں کہ بمطالعہ کتب
احادیث و سیر و تتبع روایات و اسانید مستحیر پر داخہ و بساط انجساز از برائے موصفت امام
قہر الاسلام ہرات (حیث اللہ عن الآفات)

المخات ہر جمع بعد از دایے معلوٰۃ در منصورۃ جامع ہرات در مسند آباد اجداد با وجود
عدم استعداد بکمل باقا و ارشاد سلوک می داشت و در صفحات شمارہ ہر باب بصائر یہ بیان تقریر
نقوش و تفسیر قرآن و توفیق حقائق کشف میاں می داشت۔

(مقدمہ معارج الملوٰۃ ص ۶ مطبوعہ بمبئی)

ترجمہ:

”یہ بے مایہ اور بے استطاعت فقیر جو اللہ کی مہربانی کو بکھرے ہوئے ہے
یعنی بھروسہ کرنے والا کمزور بندہ جو مسکین معین کے نام سے موسوم ہے (اللہ تعالیٰ اس کو

آرزوں سے ہمکنار کرے اور اس کا انجام بہتر کرے اور اس کو جزائے خیر دے) جب کتب احادیث و سیر و روایات اور اسانید محتر کے مطالعہ سے فارغ ہوا اور اس نے خوشی کی بساط عوام کی موعظت و نصیحت کے لئے شہر ہرات میں (اللہ تعالیٰ اس کو تمام آفتوں سے محفوظ رکھے) پچھائی تو ہر نماز جمعہ کے بعد ہرات کی جامع مسجد میں عدم استطاعت کے باوجود اپنے آباؤ اجداد کی مسند پر بیٹھ کر افادہ وارشاد کا طریقہ جاری رکھا اور ہوشمند لوگوں کے دلوں پر تفسیر قرآن اور حقائق کی رقوم کو عیاں کرنا شروع کیا۔

اس کے بعد وہ اپنی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں:-

”وچوں از مجلس عام خلوت خاص می پرداختہ حقہ الایام را بارقام نفائس الکلام و عرائس الاقدام مصروف می ساخت تا چند نسخہ از درنظایف عبارات و غرر شرائف اشارات درسلک انتظام فتعلم گردید از جملہ یکے تفسیر لڈ در مشتمل بہ چند دفتر دیگر بعضی مسی بہ روضۃ الواعظین فی احادیث سید المرسلین چہار مجلد ست و دیگر بعضی بعضی و بعضی ازاں ہنوز مسودہ با چند رسالہ دیگر از شرائف الاوقات و قصص الشریل و مجالس مرتبہ در تذکرہ وغیرہ آں مرقوم گشت۔“ (مقدمہ معارج المنوت مطبوعہ بمبئی)

اس سلسلہ میں وہ معارج المنوت کی تصنیف و تالیف اور اس کا سن تصنیف بھی بیان کرتے ہیں۔

”بنام اشارات شریفہ اس فقیر حقیر ہواں امر خطیر اقدام نمودہ در غرہ شہر بیج الاول ۸۹۱ھ (احدی و تسعین و ثمانیۃ) بنیاد اس بنیاں عالی ارکان بر اساس تقریر و بیان مبہنی گردانید۔“

ترجمہ: جب مجلس عام سے فارغ ہو کر میں خلوت خاص میں پہنچا تو اپنے باقی دنوں کو (وقت مراد ہے) نفیس کلام اور قلم کی عردوں کو سنوارنے میں مصروف رکھا۔ آخر کار چند نسخے عمدہ عبارتوں کے موتیوں کے اور اعلیٰ روشن اشارات کے انتظام کی لڑی میں پروئے گئے۔ منجملہ ان تصانیف کے ایک ’تفسیر لڈ رز‘ ہے جو چند دفتروں پر مشتمل ہے

دوسرے ”اربعین“ نامی کتاب ہے جو روضہ الواعظین فی احادیث سید المرسلین کے نام سے چار جلدوں میں ہے اور بعض تصانیف محض (صاف کیا ہوا مسودہ) ہو چکی ہیں اور بعض ابھی تک مسودوں کی صورت میں ہیں ان مذکورہ کتب کے علاوہ چند رسالہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات شریف قصص قرآن اور مجالس پاک کے سلسلہ میں مرتب کیے۔

ان حضرات کے ارشادات کے بموجب اس حقیر فقیر نے اس امر خطیر پر قدم بڑھایا اور عزہ ماہ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ (احدی و تسعین و ثمانیۃ) میں اس بلند ارکان والی عمارت کی بنیاد رکھی۔ (مقدمہ معارج النبوة)

علامہ ابن ہرودی نے ایک بار پھر مقدمہ کے آخر میں یہ تقریب عنوان و احتساب اپنی تصانیف کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں:-

”از جملہ تالیفات مجددہ و تصنیفات حمیدہ فقیر کہ در نسخہ مرقوم ملک بنان و منکوم سلک بیان گشتہ بنامتہ و بکر یکہ در تذکیر دیگرے در میر.....“

یکے اربعین مکی بہ روضہ الواعظین در شرح احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دیگرے معارج النبوة۔ (مقدمہ معارج النبوة)

ترجمہ: میری عظیم اور اعلیٰ مرتبت تصانیف میں یہ دو کتابیں جو بیان کی سلک میں پروئی گئی ہیں اور قلم نے جن کو تحریر کیا ہے ہیں یہ دونوں کتابیں بہت ہی بخشنہ و بکر ہیں ایک اربعین مکی بہ روضہ الواعظین جو احادیث سید المرسلین کی شرح میں ہے اور دوسری معارج النبوة۔ (مقدمہ معارج النبوة)

خود مصنف اپنی تصانیف کی فہرست پیش کر رہا ہے اور جس قدر تصانیف اس کے قلم سے نکل چکی تھیں ان کا ذکر کر رہا ہے تو اپنے دیوان (مجموعہ کلام) کے ذکر سے جس کے صدر اشعار معارج النبوة کے مقدمہ میں موقع بہ موقع پیش کئے ہیں۔

غور فرمائیے اس موقع پر ایسا کون سا مصنف یا مولف ہے جو ازراہ انکسار اپنی متاع

گراں بہائے شاعری کا ذکر نہ کرے اور یونہی اس منزل سے گزر جائے۔ قارئین کرام پر اصل حقیقت منکشف ہوگئی ہوگی کہ صاحب معارج الملبوت شاعر ہی نہیں ورنہ وہ اپنے دیوان کا ضرور ذکر کرتا۔ بلکہ اس کے برعکس حضرت خواجہ غریب نواز شاعر اور صاحب دیوان ہیں۔

یہاں اس بات پر غور فرمائیے کہ انہوں نے تو اپنے مسودات تک کا ذکر کر دیا ہے۔ اس صورت میں وہ ہزاروں اشعار پر مشتمل دیوان کا کس طرح ذکر نہ کرتے جب کہ ان سے بلند ترین مقام رکھنے والی ہستیوں نے اپنی تصانیف کے سلسلہ میں کبھی عجز و انکسار سے کام نہیں کیا۔ حضرت علی بن عثمان ہجوریؒ المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے جو چوتھی صدی ہجری کے اکابرین صوفیاء میں سے ہیں اور ہنرمند بیرون ہمدان کی زندگی ہی میں ان کی شہرت ہو چکی تھی اپنی مایہ ناز تصنیف ”کشف المحجوب“ میں جہاں کمال شعری کے اظہار کا موقع نہیں تھا اس کا اظہار فرما ہی دیا اور اپنے دیوان کے چوری ہو جانے پر افسوس فرمایا اور کشف المحجوب میں اسم گرامی کو بار بار لانے کی وجہ اس طرح فرمائی کہ اس صورت میں دیوان کی طرح ”کشف المحجوب“ کا کوئی سرقہ نہیں کر سکے گا تو ملا معین صاحب کو کونسا امر مانع تھا کہ انہوں نے اپنی ان شعری کاوشوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

ان حقائق کی روشنی میں ملا معین الدین ہروی صاحب معارج الملبوت کو کس طرح شاعر اور صاحب دیوان کہا جاسکتا ہے اُن کے نام اور خواجہ صاحب کے نام اور تحفہ کا ایک ہونے سے تاریخ نگاری کو یہ موقع فراہم کر دیا کہ یہ دیوان خواجہ صاحب کا نہیں ہے بلکہ ملا معین ہروی کا دیوان ہے حالانکہ اسی سلسلہ میں ایک عجیب امر اور بھی ہے اور جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مولف مقدمہ نے مشاہیر صوفیائے کرام مثلاً حضرت ابوسعید ابو الخیر حکیم سنائیؒ خواجہ عطارؒ حضرت سعدیؒ حافظ شیرازیؒ کے اشعار بھی جا بجا مقدمے میں ملتے ہیں۔

اس بات پر غور فرمائیے کہ علامین خود شاعر ہیں۔ سیکڑوں اشعار اٹھائے کلام میں پیش کرتے جاتے ہیں پھر ان کو اسی کی ضرورت بھی کہ کہہ دیا شعراء کا کلام انہوں نے اسی مقدمہ میں اپنے کلام کیساتھ پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولف مقدمہ نے قلف مشاہیر شعراء کا کلام حسن کلام کے لیے مقدمہ میں پیش کیا اسی کے ساتھ خواجہ ابوسعیری کا کلام بھی پیش کر دیا ہے۔ ٹھس کی یکسانیت کے باعث کلام حضرت معین ابوسعیری کو علامین ہردی کا کلام سمجھ لیا۔

اصل حقیقت یہی ہے کہ ”سوانح النبوة“ کا مقدمہ الحاقی ہے اور جو اشعار معین یا مسکین معین کے ٹھس کیساتھ ”سوانح النبوة“ میں پیش کئے گئے ہیں وہ حضرت فریب نواز کے دیوان سے سرزد کئے گئے ہیں اور نہ۔

۱۔ ایک عظیم شاعر اپنی تصنیف میں اپنی تصانیف کے ساتھ دیوان ہونے کا ذکر کیوں نہیں کرتا؟

۲۔ اگر شاعرانہ حیثیت مسلم ہے تو ذکرے اور تاریخ ادبیات ذکرے کیوں خاموش ہیں؟

۳۔ بحیثیت نثر نگار تاریخ ادب میں ان کا ذکر کیوں نہیں؟

۴۔ معاصرین نے اپنی تصانیف میں ان کا ذکر بحیثیت نثر نگار یا شاعر کیوں نہیں کرتے؟

یہ ہیں ہمارے سوالات جن کا جواب ہم ان حضرات سے چاہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کلام معین یا دیوان معین خواجہ معین الدین ابوسعیری کا نہیں بلکہ علامین ہردی کا ہے۔

۱۔ دیوان معین خواجہ معین الدین ابوسعیری کا ہے اور تذکرے شمع انجمن روز روشن آتش کدہ اور مجمع النسخا ماس کے شاہد ہیں۔

۲۔ آٹھویں صدی ہجری میں جو کلام خواجہ فریب نواز پڑھا جاتا ہے وہ

موجودہ مطبوعہ دیوان میں موجود ہے۔

۳۔ گفتہ چشم زمر آقا کہ پیدا شد معین۔ من چہ گویم کز کہ شد چوں

تو ہی دانی زما“ ہے کیا اس امر کی دلیل نہیں کی یہ حضرت ہیرچشت کا کلام ہے۔

۴۔ تاریخ (تاریخ ادبیات) خواجہ غریب نواز کی شاعری اور ان کے دیوان

سے واقف ہے۔ ہاں معین ہروی سے اور ان کی شاعری سے واقف نہیں۔

☆☆☆

حضرت خواجہ معین الدینؒ

اور

مولانا معین ہروی کا موضوع شاعری

یہ صفحات ہم نے اس بحث پر مخصوص کیے ہیں کہ دیوان معین کا اندازہ رنگ شاعری سے لگایا جائے کہ یہ ایک واعظ کا کلام ہے اور ایک صاحب حال اور ہر طریقت کا ہے تصوف کی مصطلحات میں مرتبہ وصول شوق محبت مقام شوق انس ذات خدا قرب محویت اتصال مراتب اتصال مراتب وصول تجلی صفات تجلی ذات حق الیقین فنا و بقا استغراق علم الدہنی تجرید و تغرید مسرود و محو محو راہبات محاضرو مکلفہ نکوین و نکوین ہمہ دوست اور اعیان ثابت وغیرہ کثیر الاستعمال ہیں۔

اگر دیوان معین الدینؒ میں موضوعات موجود ہیں تو رنگ شاعری کے اعتبار سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا یہ کلام خواجہ خواجگان خواجہ معین الدینؒ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اگر اخلاقی مباحث موجود ہیں تو ہم کو یہ تسلیم کرنا ہوگا یہ کلام خواجہ معین الدینؒ کا نہیں بلکہ ملا معین ہروی کا ہے اب ہم پر موضوع کے تحت خواجہ صاحب کے کلام سے نمونے پیش کرتے ہیں۔

مرتبہ وصول:

مرتبہ وصول غیبی امور سے تزکیہ نفس کا نام ہے اس مرتبہ پر پہنچ کر نفس پاکیزہ شفاف ہو جاتا ہے یہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے انسان خدا کی جانب رجوع کر لیتا ہے اس مرتبہ پر اللہ تعالیٰ روح کو صفات اور اخلاق کا خلعت عطا فرماتا ہے۔ طالب کی روح

اس مقام پر روشن ہو جاتی ہے

کلام معین میں ان کیفیات کا مشاہدہ کیجئے!!

جرعہ وا و ازاں یادہ وحدت کہ مرا نہ کتوں موئی دل ماند بجان طورم

☆☆☆

مسند سلطنت بر سر افلاک زود تاکہ سلطان ازل زد رقم مشورم

اس سے زیادہ واضح انداز میں فرماتے ہیں۔

از فلک بگذشتم از انس و ملک از دئی سوئے تدلی میرم

☆☆☆

قاب قوسین است و ادا ادنی حجاب بے جب تا حق تعالیٰ می روم

رفت آن قت کہ بروئے نگران می بودم وقت آنست کہ برخو دگر انش ہنم

در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال از خدا بنود جدا پہو شعاع از آفتاب

وصال حق طلبی ہمنشیں نامش باش ہمیں وصال خدا در وصال نام خدا

☆☆☆

ظلمت کثرت بحب نور وحدت گشت محو سایہ امکان بردفت از پر تو اللہ نور

☆☆☆

ایں منم یارب کہ اندر نور حق فانی شدم مطلع انوار فیض ذات سبحانی شدم

من چناں بیرون شدم از ظلمت ہستی خویش تاز نور ہستی او آنکہ میدانی شدم

☆☆☆

از تفرقہ عاشق و معشوق رسیدیم فی الجملہ آنیم و زاب نیز ملا کر

در منزل مقصود کہ خلوت بکہ قدس است از حادثہ کون و مکان نیز گزشتیم

تجلی ذات:

جو طالب اللہ مقامِ فنا کی طرف ترقی کرتے ہیں اور ان کے باطن پر انوار و تجلیات کا انکھار ہوتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اس کے مشاہد میں محو ہو کر اپنی ہستی سے بے خود ہو جاتے ہیں یہ موصول الی اللہ کا آخری درجہ ہے۔

کلامِ خواجہ میں اس عنوان کے تحت چہرہ اشعار ملاحظہ کیجئے:-

غائب ہستی خود را تو از میاں بردار دگر ہمیں کہ جمال کہ میشود پیدا

☆☆☆

دیش خویش بر آئین غائب دعویٰ را بہ میں بکسوت صورت جمال معنی را

☆☆☆

شہود حق طلبی از وجود خود بگذر کہ جز وجود تو اور احباب دیگر نیست

☆☆☆

جامِ جانت در وہ میلِ عشق از برائے ظہور نور شہود

☆☆☆

آمدے کز ظلمات بشری یافت غلوسِ عکسِ انوار خدا بود در ہرچہ نمود

☆☆☆

نقی ذات خود بودن ز اثبات صفات اولیٰ ترا اگرچہ کار آید چو انجا سر نمی گنجد

☆☆☆

اور در آئینہ من چہرہ خودی بیند خود بدیں واسطہ مطلوب و طلبکار شود

☆☆☆

پردہ آب و گل از روی دل و جاں بردار تاہم ظلمتِ ہستی انوار شود

☆☆☆

آں جمالیکہ نظر نیز در اں محرم نیست بچو خورشید دریں آئینہ با پیدا است

☆☆☆

چونکہ در مرآت جاں دیدار جان شد عیاں قلمت تن در ظہور نور جان من بسوخت

☆☆☆

حق الیقین:

یعنی ہر شے کو اپنی آنکھ سے دیکھ لینا پہچان لینا جس طرح ایک شخص نے ہوائی جہاز نہ دیکھا ہو تو اُس کے تصور میں وہ نہ آسکے گا اور اگر کسی نے سمجھا بھی دیا تو ایک آدھ دن یا ہفتہ کے بعد وہ بھول جائے گا لیکن جس نے دیکھا ہو اور اُس پر سیر کی ہو اُس کا یقین پختہ اور مکمل ہو جائے گا یہی حق الیقین کہلاتا ہے۔ اس مقام پر طالب خدا کے سراپا میں نور مشاہدہ سرایت کر جاتا ہے اور پھر اُس کی روح قلب نفس بلکہ جسم بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور یہ ولایت کی اعلیٰ ترین منزل ہے۔

آئیے اس اصطلاح کا مطالعہ اس دیوان کے اشعار سے کرتے ہیں جس سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ یہ اشعار خواجہ معین الدینؒ کے بھی ایک دماغ کے نہیں ہو سکتے۔

یقین بدایں کہ تو با حق نشسته شب و روز چو بمنشیں تو باشد خیال نام خدا

☆☆☆

اگر بدیدہ تحقیق بگری دانی کہ تا غر دل و منظور جان و تن ہمہ دوست

☆☆☆

پر تو نور شہود افتاد در قعر وجود کز شعاعش حجرہ دل را منور کردہ اند

☆☆☆

عکس نور ذات بر مرآت جان شد منعکس زیں مرا یا نیکہ با حسنش برادر کردہ اند

☆☆☆

جائیکہ نور مطلع حق الیقین صاف و آئینہ دلش کہ دو آید غبار شک

☆☆☆

ماکہ از عین الیقین حق الیقین را دیدہ ایم از دلیل قنی و تکلیک و برہاں فارغیم

☆☆☆

مصطلحات فناء بقاء

فنا فی اللہ:

جب انسان کا نفس اور قلب کثرت عبادات اور مجاہدات کی وجہ سے آلائشوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے اور اپنے اندر خدائی صفات پیدا کر لیتا ہے۔ قلب کسی رسمی ذکر کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور کوئی خارجی موانع اس کو اس سے نہیں روک سکتے۔ اس کیفیت کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں کہ جب بندہ مخلوق خواہشات نفس ارادوں اور دنیا و آخرت کی تمام آرزوؤں سے پاک ہو جاتا ہے اور اللہ جبارک تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں چاہتا اور دیگر سب چیزیں اُس کے دل سے باہر ہو جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ جبارک تعالیٰ اُس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اس کو مقبول بنا دیتا ہے اُس کے دل سے مخلوق کی محبت نکال کر اُسے فنا کا مقام عطا فرماتا ہے اور پھر وہ بندہ اپنے خیر و خاتمہ کو نہیں دیکھتا۔

بقا باللہ:

بعض اولیاء کرام فنا میں عمر گزار دیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو محسوس ہو تو فنا فی اللہ کے بعد بقاء باللہ کا آغاز ہوتا ہے۔ فنا کی حالت میں تو سالک کی تمام تر توجہات حق کی طرف ہوتی ہے مخلوق اس کی نظر سے بالکل غائب ہوتی ہے مگر بقاء میں مخلوق سے ملنے ملتے ہیں۔

حقوق العباد ادا کرتے ہے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے ہیں۔

اب ہم کلام معین سے ایسے اشعار پیش کرتے ہیں جن میں فتاوہ بقا کے ان خالص صوفیانہ مسائل کو پیش کیا گیا ہے۔ فتاوہ بقا کے مضمون کے حامل اشعار جن میں خالص صوفیانہ رنگ کی کامل اثر آفرینی ہے ملاحظہ ہوں۔

ہر کہ در یزم بقا جام نوش کند دست در جیل انا الحق زود بردار شود

☆☆☆

سیل رانعرہ ازانت کہ از بحر جداست وانکہ با بحر در آئینہ خاموش آمد

☆☆☆

در وحدت تاز قعر بحر عشق آید بکف اول از دریائے ہستی بایست کردن عبور

☆☆☆

نقاب ہستی خود را تو از میاں بردار دگر نہیں کہ جمال کہ میشود پیدا

☆☆☆

شد معین با تو بخلونکہ وحدت محرم تاکہ از ہستی و از نیستی خویش جدا است

☆☆☆

لغی ذات خود بودن ز اثبات صفات اولی ترا افسر چہ کارا کہ چو انجا سر نمی گنجد

☆☆☆

پردہ آب و گل از روی دل و جان بردار تاہم خلقت ہستی تو انوار شود

☆☆☆

رواں بجز عہدہ کردم بپاد لعل و خوم فتاوہ بقا بستر دم بقائے یاقتم زان مئے

☆☆☆

نہ عصیاں باندہ نے طاعت سندم بخواہم طاعت چہاں گشتم طاعت کدے من گشت من آں کدے

☆☆☆

یک جام تاداد کہ تن دل شد و دل جاں یک جام دگر داد ز جاں نیز گدہیم

☆☆☆

چون از ہستی خود رود ہاشم بخود ہم ناظر و منظور ہاشم

☆☆☆

ز قید تن بچہ مانم بسان خرنیلاب براق عشق جو بربستہ در طویلہ من
ایں قید حدث از پادار میں تکیک زان رو کہ رسیدنی ہم در پے خود دارد

☆☆☆

عاقل چہ پے برد کہ خامیہ جاست و اندر زیاں محل نہادہ سود او

☆☆☆

من بخاتم نہ دلم نہ بدختم چہ مرا کہ ز جاں گاہ ز دل کہ ز بدن مطلق

☆☆☆

چو از بحال قلاب بلون بر اعمازی دہاں ظهور وجود مرا عدم سازی

☆☆☆

دخت سعت از نامہ عشق پاک بسوز کہ تا تمام نسوزی مقید دودی

☆☆☆

چو سفر دان مجرد ز پردہ باجد آلی چہ بیجاں چہ گرفتار تاری و پودی

☆☆☆

وہ ازل کائنات معکم ماد مشورہ لا حرم آمد معین دگر دھولی دگر

☆☆☆

باشد ز قید جسم و جاں مطلق معینے برکراں دگر بیک بار ہا زلس و درلوہ آساں فی روم

☆☆☆

وہ بحر فراق رضاے تو چہ غم کز جوئے مراد و جہاں نذر گدہیم

marfat.com

Marfat.com

مسئلہ وحدت الوجود:

وحدت الوجود کے بارے میں مولانا جامی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”لوائح جامی“ میں اسلامی نظریہ وحدت الوجود کو اسی طرح بیان فرمایا ہے۔

”آپ لکھتے ہیں کہ ذات حق کا خلق کے ساتھ تعلق نہ جزو اور کل کا سا ہے (یعنی حق تعالیٰ اجزاء اور اعضا سے پاک ہے) اور نہ ہی یہ تعلق ظرف و مطروف کا سا ہے۔ جس طرح برتن میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے بلکہ ذات جس کا کائنات سے تعلق صفت و موصوف اور لازم و ملزوم کا ہے یعنی کائنات حق تعالیٰ کی صفت تخلیق کا ظہور ہے اس سے لازماً حق تعالیٰ سے علیحدہ اُس کا وجود قرار نہیں دیا جاسکتا۔ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی امام غزالی شیخ محمود بشری مولانا روئی وغیرہ ہم نے ذات حق اور اشیائے کائنات کی مثال یوں دی ہے کہ ذات حق ایک بحر لیکراں کی مانند ہے اور اشیائے کائنات امواج برف حباب اور جھاگ کی طرح ہیں جو نہ سمندر کہلائی جاسکتی ہے نہ سمندر کے وجود سے جدا ہیں۔“

امید ہے قارئین کرام کو اسلامی نظریہ وحدت الوجود کی ایک جھلک نظر آگئی ہوگی جھلک اس لیے کہا ہے کہ تزکیہ نفس اور مقام فنا فی اللہ اور بتایا اللہ کے بغیر وحدت الوجود کی پوری حقیقت انسان پر منکشف نہیں ہو سکتی۔

ہمہ دوست وحدت الوجود کا مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ اسی ایک ہی اصطلاح سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کلام ایک عارف باللہ اور صوفی عظیم مرتبت کا ہے نہ کہ ایک مولوی با ملا کا ہے درج ذیل غزل کا مطالعہ فرمائیں۔

کسیکے عاشق و معشوق خوشن ہمہ دوست حریف خلوت و ساقی انجمن ہمہ دوست
اگر بدیدہ تحقیق بگری دانی کہ ناظر دل و منظور جان و تن ہمہ دوست
چو اندر آئینہ دل فاد عکس رخس چناں نمود کہ در جسم و جاں من ہمہ دوست
ز جام عشق نہ منصور بخود آمد و بس کہ در انیز ہی گفت بار کن ہمہ دوست

کہ دیوے بقریں ساخت بالولیں قرن سو مدینہ کہ آورد از قرن ہمہ اوست
 رموز عشق کند آشکارا و تیندیشد چو دل بدید کہ در سر دور عین ہمہ اوست
 گو کہ کثرت اشیاء نقیض وحدت گشت تو در حقیقت اشیا نظر فکن ہمہ اوست
 تعین است گراز اعتبار با دمن ست ز اعتبار گزر کن کہ ما دمن ہمہ اوست
 چو نایئے کہ نہد بر دبان نے لب خویش نہادہ بر دمن عاشقان دمن ہمہ اوست
 چہ جائے بادۂ و جام و کدام ساقی مست خوش باش معینے دم مزن ہمہ اوست
 ایک دوسری منزل کے چہ اشعار اور ملاحظہ کیجئے:-

یار بے صورت کہ در آت جاں پیدا است کیست آنچنان حسنے میں پہنچاں پیدا است کیست
 ذرہ ذرہ نیست خالی در ہمہ کون و مکان دانک ہر دوں ست از کون و مکان پیدا است کیست
 گر بظاہر در لباس مالتوی پیدا و یک آنکہ نہایت لعل مغز جاں پیدا است کیست
 آنکہ اندر بزم جاں ہر دم باواز و گر می نواز در پردہ صاحب دلاں پیدا است کیست
 آنکہ خود بر خود تجلی می کند پس خود بخود عشق می باز دہام عاشقان پیدا است کیست
 چند ہر ساعت من دوز در میاں آری معین آنکہ تصور دامن دست دلاں پیدا است کیست
 ☆☆☆

اول و آخر و ظاہر و باطن ہمہ اوست کہ ہو بود ہو ہست ہو خواہد بود
 نادہتا کے مسائل ہوں یا ہمدوست کے ہمارے قدیم مشاہیر صوفیا کرام میں سے
 بہت سے لوگ اس پر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ حضرت شیخ ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں
 نثر اولیٰ دلوں میں اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ حضرت خواجہ
 غلامؒ حضرت سنائیؒ حضرت عراقیؒ حضرت شمس تبریزؒ اور مولانا رومؒ کی شاعری میں یہ
 موضوع رچا پایا ہوتا ہے۔

اسی مفہوم کی آخری منزل یا آخری مرتبہ وہ ہے جس کا اظہار منصور خلاجؒ نے کیا۔
 آپؒ نے اپنی ذات کو ذات حق میں اس طرح فنا کر دیا تھا کہ اپنے معبود کو بالکل بھلا چکے

تھے۔

حضرت منصور حلاجؒ نے فنا کی جس منزل پر قدم رکھا تھا اُس کے باعث شریعت نے اُن کو سولی کا حکم دیا اور انہوں نے اُس حکم کے آگے سر جھکا دیا۔ ہماری عربی قاری شاعری میں منصور حلاج کا یہ جذبہ ایک مستقل موضوع بن گیا۔ ایک مشہور فارسی شاعر کہتا ہے۔

منصور حلاج آں نہنگ دریا کز پنبہ تن دانہ جاں کرد جدا
روزے کہ انا الحق گفتہ منصور منصور کجا بود خدا بود خدا
اب کلام معینؒ میں منصور کے بارے میں دیکھتے ہیں جس سے خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کلام ایک واعظ کا ہے یا مرد فقیر کا!

ز جام عشق نہ منصور بخود آمد و بس کہ دار نیز ہی گفت بارسن ہمہ دوست
ز بحر عشق یک قطرہ ظہور سر منصور رست بطرف امت عاشق ازیں کتر نمی گنجہ
معینی گر ہی خواہی کہ سرش بر زباں رانی مقام آں سردار دست بر منبر نمی گنجہ
☆☆☆

وانکہ در دار وجودش غیر حق دیار نیست بچو منصور آرز ماں بردار باید پرورش
☆☆☆
چو دادی جام منصور قلندی در شر و شورم چو میدانی کہ معذورم چہ میگوئی زباں در کس
☆☆☆

آں نہ منصورست کا اندر دار انا الحق ی زند نیست غیر حق کسے در دار او بکشائے چشم
☆☆☆
ہر کہ در بزم فنا جام بقا نوش کند دست در جمل انا الحق زدہ بردار شود
☆☆☆

نعرۂ منصور بری نیز داز ذرات من اینچہ بادہ است اینکہ انداز دم در شر و شور

☆☆☆

من نمی گویم انا الحق یاری گوید گو چوں گویم چوں مرا دلداری گوید، گو
ہر منسوری نہاں کردن نہ صد چوں ملت چوں کنم چوں ریسماں ہم درای گوید گو

☆☆☆

منصور کے پوداں زماں کو انا الحق بزبان زنہار غیر حق ہاں دیتار اندر داراد

☆☆☆

گیر و دار جاحل انا الحق و دست چہ ویر خدادار درن می طلی

☆☆☆

ز ڈڑہ ڈڑہ شتو نعرہ ہائے منسوری کوں کہ از رخ تاباں جاب بکشاکی

☆☆☆

بہ نیم جرمہ زدل بر زعم ہزار انا الحق خوش باش معینی مگر بخود تو کجائی

☆☆☆

کلام معین سے اس مخصوص موضوع پر اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہے
لیکن صفحات کی حدود کو مد نظر رکھا گیا ہے کارنمین انہی اشعار کے مطالعہ سے یہ فیصلہ کر لیں
کہ یہ کلام دہک جامع ہرات کا ہے یا سید الولین سراج اسالکین حضرت خواجہ معین الدین
کا ہے۔

آیا پیش نظر کلام میں آپ کو خوش مقامی اور موعظت طرازی نظر آئی دیوان معین
آپ کے سامنے ہے ملاحظہ فرمائیے اور کسی موضوعات نگار شاعر سے اس کا مقابلہ کر لیجئے
یہ ہر مناسبت ہے پورا اثرے گا۔ قاری شعراء میں موعظت نگاری میں حضرت شیخ سعدیؒ
امین یحییٰ اور صائب مشہور ہیں ان حضرات کے کلام کا کلام معین کا قائل کیجئے صاف اور
واضح فرق نظر آ جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ کلام معین اسرار و موزعیت کا آئینہ دار حقیقی محبت کا ترجمان اور

مقامات طریقت کا رہنما ہے اس سے کلام میں بجائے الفاظ کے معنی پر زیادہ توجہ صرف کی گئی ہے جذبات محبت کی ترجمانی سیدھے سیدھے الفاظ میں کی گئی ہے اس لیے کلام میں تاثیر زیادہ ہے اس کلام کو پڑھ کر اس خوبی کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کلام کوئی عام شخص نہیں لکھ سکتا۔

ہم نے کلام معین کو تمام پہلو سے آپ کے سامنے پیش کر دیا اور اس سلسلہ میں جس قدر ہو تنقید و تبصرے نکل سکتے تھے ان سب پر بحث کی جا چکی ہے ناقدین کلام کے تمام دلائل کی تردید کی جا چکی ہے۔ تذکروں اور تاریخ ادبیات کے حوالوں سے بتایا جا چکا ہے اب یہ امر ثابت ہو چکا کہ یہ کلام کسی ملا معین ہرودی کا نہیں بلکہ حضرت معین الدین چشتی کا ہے۔

حوالہ جات

معین الدین احمد چشتی قادری و شمس الحسن

حاجی لطف علی بیک آذرلاہ ایرانی

آزاد بلگرامی

مولوی صدیق علی خاں

رضا علی خاں ہدایت

ملا معین ہرودی

قول لکھنویہیں لکھنو

مولانا واحد بخش سیال

لمحات خواجہ

آشفکہ (آذر)

خزانہ عامرہ

شمع الجمن (تذکرہ)

مجمع المعنی

معارج النبوی لانی مدارج النبوت

دیوان معین الدین چشتی

روحانیت اسلام

درِ غارِ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

غزل (۱)

(۱)

دیو جان و دم را جمال نام خدا

نواخت تکتہ لبان را لال نام خدا

ترجمہ: اسم الہی کے جمال نے میرے جان و دل کو چھین لیا ہے اور نام خدا کی شرنی نے پیاسے لبوں کو سیراب کیا ہے۔

(۲)

وصال حق طلبی ہم نشین نامش باش

بہ بین وصال خدا در وصال نام خدا

ترجمہ: اگر تو رب تعالیٰ کے وصال کا طالب ہے تو اُس کے نام کا ہم نشین بن کر باری تعالیٰ کا وصال تجھ کو نام خدا ہی میں پیر آئے گا۔

(۳)

میاں اسم و مستی چہ فرق نیست بہ میں

تو در تجلی اسما کمال نام خدا

ترجمہ: اسم اور مستی دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کی تمام صفات کے اندر اس کے نور کی روشنائی دیکھ سکتا ہے۔

(۴)

یقین ہاں کہ تو باحق نشست شب و روز

چہ ہم نشین تو باشد خیال نام خدا

ترجمہ: اگر تو اللہ پاک کے اسم اعظم کو ہر وقت و ہر جاں بتائے تو یہ یقینی بات ہے کہ تو شب روز خود کو اس کے ہم نشین پائے گا۔

(۵)

ترا مزد طیراں در قضاے عالم قدس
بشرط آنکہ پیوی بیال نام خدا
ترجمہ: تجھے عالم قدس کی فضا میں پرواز اُسی وقت حاصل ہوگی۔ جب تو اسمائے الہی کے
پروبال سے پرواز کرے گا۔

(۶)

چو نام اوشتوم گر بود مرا صد جاں
فدائے اوست بحر و جلال نام خدا
ترجمہ: اگر مجھے سو جانیں بھی ملیں اور میں اُس کا (اللہ تبارک تعالیٰ) کا نام سنوں تو اس کے
نام کی عزت و جلال پر اُن کو قربان کر دوں۔

(۷)

معین زگشتن نامش ملول کی گردو
کہ از خداست ملالت ملال نام خدا
ترجمہ: شاہ معین اُس کے نام کا درد کرتے ہوئے کبھی تھکا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عمل ایسا ہے کہ
(نعوذ باللہ) ایسا کرنے والا یعنی خدا کے نام کے درد سے اُکتا جانے والا تو دراصل اس کا
منکر ہے۔ یہ درد منکروں کا وظیرہ نہیں ہے اس کے ماننے والے تو اسے دردِ جاں کر لیتے
ہیں۔

غزل (۲)

(۱)

ماطلبگار تو ایم و تو گریزانی زما
ما بسویت مقبل و تو روی گردانی زما
ترجمہ: میرے محبوب (اے خدا) میں تیرا طلب گار ہوں مگر تُو مجھ سے گریزاں (دور دور)
ہے۔ میں تو تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں لیکن تو ہم سے روگرداں ہے۔

(۲)

مہمیں از شش جہت و صد جہت جویان تو
چہ خود را ہر طرف مشغول گردانی زما
ترجمہ: میں تجھے شش جہات میں (کوئے کوئے میں ہر ایک سمت) ڈھونڈتا پھرتا ہوں مگر تو
اس طرح ہم کو اپنی تلاش میں کب تک سرگرداں رکھے گا۔

(۳)

ہر کجا خواہی شدن باما تو ہم اے بے خبر
مانی مانم از تو گر توئی مانی زما
ترجمہ: (اے میرے محبوب!) تو جہاں مرضی چلا جا۔ میں تیری تلاش میں اور تجھے پانے کے
لیے ہر جگہ پہنچوں گا۔

(۴)

ماچہ بحر و تو چہ اہل بار ماکش غم تور
باغ را خداں کنی گرچہ گریانی زما
ترجمہ: ہم سمندر کی مانند ہیں تو اہل کی طرح ہے ہمارا بار اٹھا اور غم نہ کر کے باغ شاداب
ہو جائیں گے اگر تو ہم کو اسی طرح لائے گا۔

(۵)

گفتش تا چہ در پردہ نہاں خواہی شدن
وقت آن آمد کہ دیگر رو پوشانی زما
ترجمہ: میں نے اُس سے (اپنے محبوب اللہ تعالیٰ) سے کہا کہ تو کب تک ہم سے
پردے میں چھپے گا۔ اُس نے (میرے محبوب نے) جواب دیا کہ میں تو بے پردہ
ہوں۔ اب وقت آگیا ہے ہم تجھ سے منہ چھپائے۔ (یعنی تجھے اب اپنا جلوہ دکھانا
ہی ہوگا۔)

(۶)

گفت من لے پردہ ام گر پردہ بنی آں توئی

تا تو ہستی در ہزاراں پردہ پنہائی زما

ترجمہ: اُس نے (میرے محبوب نے) کہا کہ تو جب تک مجھے پردوں میں تلاش کرتا پھر لے گا میں پردوں میں ہی رہوں گا۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ میں تو ہر جگہ موجود ہوں (یعنی میں تو حاضر ناظر ہوں تم لوگ مجھے عبادت گا ہوں میں تلاش کرتے ہو)۔

(۷)

چوں توئی پشت حقیقی چند نام این واں

این وجود عارضی باشد کہ بستانی زما

ترجمہ: جب حقیقت میں تو ہی حقیقی ہے تو این واں کا نام کب تک یہ وجود تو بے عارضی ہے جو تو اسم سے واپس لے لے گا۔

(۸)

گفتہ چشم زمر آئیکہ ظاہر شد معین

من چکویم کز کہ شد بچوں خود ہمیدانی زما

ترجمہ: چشت کے اقوال اے معین کس کے آئینہ دل سے نمایاں ہیں۔ میں تجھے کیا بتاؤں کہ منظر کون ہے جبکہ تو جانتا ہے۔

غزل (۳)

(۱)

دلا مخلقہ رنداں بزم عشق ورا

کہ جرمہ ز شراب بقا دہند ترا

ترجمہ: اے دل! رندوں کی محفل عشق و مستی میں داخل ہو جا۔ تاکہ یہاں تجھ کو شراب بقا کا ایک گھونٹ پلایا جائے۔ (یعنی اے ابدی حقیقتوں کے مستلاشی دنیا و مافیہا سے بے نیاز اللہ والوں کی ہم نشینی اختیار کر لو۔ طلب کی منزل مل جائے گی)

(۲)

پیاد ہر دو جہاں را بششدر اند نہ
 دریں قمار بیک داؤ ہرچہ ہست در آ
 ترجمہ: آ اور دونوں جہاں کو ششدر پر لگا دے اس قمار میں ایک ہی داؤں پر جو کچھ ہے لا کر
 رکھ دے۔ (یعنی یہ دو جہاں داؤ پر لگا دے اور اُس ایک ذات سے لو لگا لے۔ سب کچھ اسی
 میں سٹ آئے گا۔)

(۳)

اگر بتا طلی اولت فنا باید
 کہ تا فنا نشوی رہ نمی بہ بتا
 ترجمہ: اگر تو بتا کا طالب ہے تو اس کے لیے ”فنا“ شرط اول ہے۔ اگر تو فنا نہیں ہوگا تو تجھے بتا
 حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۴)

تو بادشاہی واز دست شاہ پریدے
 بغیر شاہ کمن میل دسوی شہ باز آ
 ترجمہ: اگر تو شاہی باز تھا نادانی سے دست شاہ سے اڑ گیا تو سوائے شاہ کہ اور کہیں نہ جا اُس
 شاہ کی جانب لوٹنے آ جا۔ یعنی اگر تو خدا سے لو لگائے گا تو تجھے دنیا پر برتری حاصل ہو سکے
 گی۔

(۵)

ز غفلت بشریت چو بگذری برسی
 ازیں خفیف دناست بدواج او اولے
 ترجمہ: اگر تو دنیاوی حرص و ہوس اور لالچ و ناپا کیزگی کو ترک کر دے اور بشری (کنزوری اور
 مصلحت کے حوالے سے) اندھیروں سے گزر جائے تو پھر تو (روحانی طور پر) اودانی کی
 بلندی پر پہنچ جائے گا۔

(۶)

براق عشق برائے تو صد قدم ملی کرد

تو ہم مضائقہ بگذارو یک قدم پیش آ

ترجمہ: عشق سو قدم آگے بڑھ کر تیری پیشوائی کرتا ہے اس حرص و ہوس کو ترک کر کے ایک قدم تو بھی تو آگے بڑھ۔ (یعنی اگر تو دنیاوی لالچ اور مفاد پرستی کو ترک کر کے اپنی لگن کو بے لوث بنالے تو تیری طلب کی منزلیں آسان ہو سکتی ہیں)۔

(۷)

تو چند در طلب یار در بدر گردی

بخود نگر کہ توئی مظہر ہمہ اسماء

ترجمہ: اپنے محبوب کی طلب میں کب تک در بدر کی خاک چھانتا پھرتا رہے گا۔ (اے طالب!) تو اپنے اندر نگاہ ڈال۔ تو ہی تمام اسماء کا مظہر ہے (یعنی اپنے آپ کو پہچان تا کہ تو اُسے پہچان لے۔)

”جس نے اپنے نفس کا پہچانا اُس نے خدا کو پہچان لیا۔“ (قرآن)

(۸)

بہ ایں میں کہ تو خاکی و خاک تیرہ بود

بہ ایں نگر کہ تو آئینہ جمال نما

ترجمہ: یہ نہ دیکھ کہ تو خاک کا پتلا اور کمزور و ناتواں ہے بلکہ یہ دیکھ کہ تو اپنے محبوب (اُس ذات) کے جمال کا آئینہ ہے۔ وہ تجھ میں خود جلوہ گر ہے۔

(۹)

سحاب عشق چو باران شوق ی بارو

عجب مدار گر از خاک بخلقد گلبا

ترجمہ: جب عشق کے بادل سے شوق کی بارش برساتے ہیں اگر اُس خاک سے پھول کھلیں تو تعجب مت کر۔ (یعنی جب اللہ تعالیٰ کرم کی ایک نگاہ کرتا ہے تو مردہ دلوں میں بھی زندگی کی

ایک نئی لہر دوڑ جاتی ہے۔

(۱۰)

قناب ہستی خود را تو از میاں بردار
 در بھیں کہ خیال کہ میشود پیدا
 ترجمہ: اے انسان! اپنے اوپر جو تو نے (خود پرستی) کا پردہ ڈال رکھا ہے اس کو ہٹا دے۔
 بھردیکہ کہ نور کا جلوہ کس کس انداز اور کس کس رنگ میں تجھے کہاں کہاں نظر آتا ہے۔

(۱۱)

بگیر مصقلہ عشق و رنگ تن یزد زوے
 بہ میں در آئینہ جاں جمال جاں را
 ترجمہ: (اے محبوب کے طالب) عشق کی کسوٹی کو گل میں لا اور اپنے وجود کا رنگ اس کے
 ذریعے اتار دے۔ پھر اپنے وجود میں جمال محبوب کا مشاہدہ کرے گا۔

(۱۲)

بکوش تا کہ ز چہمت غبار بر خیزد
 کہ تا معائنہ بینی ظہور نور خدا
 ترجمہ: تو کوشش جاری رکھ کہ تیری آنکھوں کے سامنے سے یہ غبار چھٹ جائے تاکہ تجھے
 واضح طور پر اللہ کے نور کا جلوہ دکھائی دے سکے۔ (آنکھوں کے سامنے غبار سے مراد ہے غیر
 اللہ سے غرض و مفاد دنیاوی حرص و طمع اور مکر و فریب وغیرہ۔ بالفاظ دیگر حقیقت حق تک
 رسائی کے لیے دنیا داری کو ترک کرنا ضروری ہے۔)

(۱۳)

اگر تھیلی نور قدم ہی خواہی
 معین قناب حدوث از جمال خود بکشا
 ترجمہ: اے معین! اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے حقیقی نور تجلی نصیب ہو تو پھر اپنے عارضی وجود کی
 خواہشات اور ضروریات سے بے نیاز ہو جا۔ (یعنی حقیقت حق تک رسائی کے لیے مادی

جوفانی ہے دنیا کے معاملات کو ترک کرنا لازم ہے۔

غزل (۴)

(۱)

ہر کہ روزی یکقدم برداشت اندر راہ ما

عاقبت رہ بزد سوئے بزم عشرت گاہ ما

ترجمہ: جس کسی نے ہماری راہ میں ایک قدم بھی اٹھایا (یوں جان لو کہ) ہماری لطف و مسرت کی محفل میں پہنچ ہی گیا۔

(۲)

آفتاب ازواج عزت زرخ نہد بر خاک پاش

ہر کہ بر رویش نشیند گرد از درگاہ ما

ترجمہ: (یعنی جو ہم سے لو لگا لیتا ہے) تو سورج بھی اپنی بلندیوں اور عظمتوں کا مقام چھوڑ کر اس کے قدموں کی خاک بر سر جھکاتا ہے۔ جس کسی کے چہرے پر ہماری درگاہ کی گرد پڑ جاتی ہے۔

(۳)

بر درند اسب ہمت بر فراز نہ سپہر

ہر گدای کو نہد زرخ بر بساط شاہ ما

ترجمہ: وہ اپنی عزت کے گھوڑے کو نو آسمانوں پر دوڑاتا ہے جو فقیر بھی ہمارے بادشاہ کی بساط پر اپنا رخسار رکھتا ہے۔

(۴)

یک نشان با من بگویی ر ہر دان راو عشق

تا مگر باشد براہ آید دل گمراہ ما

ترجمہ: راہ عشق کے مسافروں کا ایک نشان ہی مجھے بتا دو کہ اسی بہانے میرا گمراہ دل بھی راہ راست پر آجائے۔

(۵)

پردہ ہستی اگر سوزی بتا لالہ
 آن زمان بے پردہ جی نور الا اللہ ما
 ترجمہ: اگر تو اپنے پردہ ہستی کو لالہ کی آگ سے جلا دے۔ تو تجھے اسی لمحے اِلا اللہ کے نور کو
 بے پردہ دیکھنے کا نظارہ ملے گا۔ (یعنی خدائے وحدہ لا شریک کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے
 اگر تو وہم و گمان کے سب پردے ہٹا دے تو نور توحید تک رسائی تیرے لیے آسان
 ہو جائے گی)

(۶)

جاں برا نشانِ یادش از خدا منخواست دل
 خدا بھرا اللہ میر عاقبت دلخواو ما
 ترجمہ: میرے دل کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں اپنے محبوب (محبوبِ حقیقی خدا
 تعالیٰ) کی یاد میں اپنی جان قربان کر دوں۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر کار حسبِ دلخواہ یہ مقصد پورا
 ہو ہی گیا۔

(۷)

بدل غافل کجا تابد فروغِ مہرِ دوست
 مہبطِ آن نور نبود جز دل آگاہ ما
 ترجمہ: جو دل ذکر و فکرِ محبوب سے غافل رہتا ہے اس پر محبوب کی نظرِ کرم نہیں ہوتی ہے اس نور
 کا نزول تو صرف دل آگاہ پر ہوتا ہے۔

(۸)

من ازاں ترسم کہ سوزد بالہائے قدسیاں
 شعلہ گریرِ فلک تابد ز سوزِ آو ما
 ترجمہ: میرا دل اس بات سے لرزتا ہے کہ کہیں فرشتوں کے پر جل نہ جائیں اگر میری آہوں
 کا شعلہ آسمان پر پہنچ گیا۔ مراد یہ میری عقیدت و محبت میں اس قدر شدت ہے کہ اسکے

سامنے فرشتے (جو پیدای عبادت اور تعمیل کے لیے ہوئے ہیں) بھی نہ ٹھہر سکیں گے۔ میں ان سے اس ”کھیل“ میں بازی لے جاؤں گا۔

(۹)

در شبستان بدن نور رخس مطلب معین
عالم جاں میں منور از فروغ ماہِ ما
ترجمہ: معین تو شبستان بدن میں اُس کے نور کا جلوہ تلاش مت کر بلکہ (جان لے کہ) یہ میرے ”ماہتاب“ کے فروغ سے عالم جان کو منور دیکھ لے۔

غزل (۵)

(۱)

ز پیش خویش بر افکن نقاب دعویٰ را
بہ بین بکسوت صورت جمال معنی را
ترجمہ: پہلے اپنی ذات سے دعویٰ کی نقاب کو اُتار پھینک اُس وقت صورت کے لباس میں تو جمال معنی کو دیکھ سکتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اپنے سامنے سے اپنے تکبر و غرور کا پردہ ہٹا دے۔ پھر دیکھ کہ ظاہر باطن میں ہر جگہ تجھے جمال حقیقی کیسے نظر آتا ہے۔

(۲)

بزن بنگ ملالت ز جلابہ ناموس
بکوائے عشق بریز آبدوئے تقویٰ را
ترجمہ: اپنے ننگ و ناموس کے شیشے کو سنگِ ملالت کے پتھر سے پاش پاش کر دے اور عشق کی گلی میں تقویٰ کی آبد کو بہا دے۔ (مطلب یہ کہ انسان جو اپنے طور پر خود کو بہت تقویٰ اور پرہیزگار سمجھ لیتا ہے اور ظاہری طور پر دنیاوی سطح پر اپنا نام بنا لیتا ہے۔ یہ سب عشق حقیقی کے سامنے بے معنی ہے۔ اس ذاتِ اکمل کے آگے انتہائی عاجزی سے جھک جانا ہی بہتر ہے)

(۳)

جو بہشت باغ جنان خوش زخمن ماست
بہ نیم جو نخرم کشت زار دنیا را

ترجمہ: یہ باغ جہاں تو ہمارے خرمن محبت کا ایک خوشہ ہے میں اس کشت زار دنیا کو ایک کے عوض بھی قبول نہیں کروں گا۔ یعنی دنیاوی پیش و آرام بے معنی چیزیں ہیں۔ اس کے بدلے میں جنت کی نعمتوں کا ایک ذرہ بھی دینا مجھے گوارا نہیں ہے۔

(۴)

بہن اوکے بکونین چشم کشایم
کہ تاخت نہ بینم جمال مولیٰ را
ترجمہ: اس کے حقوق محبت کی قسم میں دنیا کو نہیں دیکھوں گا جب تک پہلے میں جمال محبوب کو
نہیں دیکھوں گا۔

(۵)

دیرگ برگ و درخت وجود خوشنودم
رموز عشق کہ گنت آں درخت موسیٰ را
ترجمہ: میں اس وجود کے ایک ایک پتے سے خوش ہوں کہ جس درخت نے موسیٰ علیہ السلام
سے رموز عشق بیان کیے۔

(۶)

اگر ز آتش عشقت بسو ختم چہ عجب
کہ کوہ تاب نیا ورد یک تجلی را
ترجمہ: اگر مجھے تیرے عشق کی آگ نے جلا کے خاک کر ڈالا ہے تو اس میں تعجب کیسا؟ کہ
پہاڑ اس تجلی کی بھی تاب نہیں لاسکتا تھا وہ بھی سرمہ ہو گیا تھا۔

(۷)

معین چشم خرد حسن دوست مہمایہ
یہ میں بدیدہ بختوں جمال لیلیٰ را
ترجمہ: اے معین عقل کی نگاہوں سے دوست کے حسن مشاہدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جمال لیلیٰ
کے لیے بختوں کی آنکھ درکار ہے۔

غزل (۶)

(۱)

ای ز شرم روی ماہیت در عرق غرق آفتاب

وز فروغ ماہ ز خسار تو ماہ اندر نقاب

ترجمہ: اے دوست تیرے حسن کے سامنے آفتاب بھی شرمسار ہے اور تیرے رخساروں کے فروغ سے سورج منہ چھپائے ہے۔ (اے میرے محبوب تیرے حسن کے سامنے یہ چاند سورج بھی ماند ہیں)۔

(۲)

آفتاب از خاکی راہت یافت حشمت لاجرم

در فضائے آسماں زد خیمہ زرین طناب

ترجمہ: آفتاب نے تیرے قدموں کی خاک سے خود کو سرفراز کیا اور وہ عظمت پائی کہ آسمان کی فضا میں سنہری رسیوں کا خیمہ لگائے ہے۔ (اے محبوب تیرے قدموں کی مٹی میں وہ عظمت ہے کہ سورج آسمانوں پر جاگزیں ہو گیا ہے)

(۳)

گرز انوار رخت یک شعلہ تابد بر فلک

از حیا مستور گردد آفتاب اندر نقاب

ترجمہ: اگر تیرے چہرے کے نور کا ایک شعلہ آسمان پر چمک جائے تو سورج شرم کے مارے نقاب میں منہ چھپالے۔

(۴)

نور حق است آں مجسم گشتہ در ذات نبیؐ

ہچو نور ماہ کز خورشید کردہ است اکتاب

ترجمہ: وہ نور خدا تھا جو ذات نبیؐ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مجسم ہو کر ظاہر ہوا جس طرح ماہتاب اپنی روشنی سورج سے اکتساب کرتا ہے۔ مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر

دہاٹن (کھل شخصیت) ذات الہی سے اس طرح مربوط اور منسوب ہے اور ذات حق کا نور یوں ان کے ظاہر و باطن سے ہو رہا ہے جیسے سورج کی روشنی سے چاند منور ہوتا ہے۔

(۵)

نقرہ ننگ چرخ را از مد کھد زورین لگام

در شب اسرا چو آرد پای ہمت در رکاب

ترجمہ: آسمان کا یہ سبزہ جو زورین لگام لگائے ہے اس لئے کہ اس نے شب معراج میں ہمت کا پاؤں رکاب میں رکھا تھا۔ یعنی معراج کی رات جب (نبی کریم ﷺ نے) رکاب میں پاؤں ڈالا تو چاند کی سنہری لگام مقام کے آسمانوں کی سیر کی۔

(۶)

از فلک بگمذ کہ فوق العرش منزل گاہ اوست

چوں کند عزم سراسر اے خواجہ عالی جناب

ترجمہ: اُس کی (نبی کریم ﷺ کی) منزل اطلاق کا کیا ذکر کہ اُس کی منزل عرش سے بھی پڑھے ہے۔ جب اُس عالی جناب سردار نے سفر کا ارادہ فرمایا۔

(۷)

سر ما ادھی گنجیدہ در خمیر جبرائیل

کعب اسرار لدنی کے کند اُم الکتاب

ترجمہ: ما ادھی کا راز جبرائیل کی محفل سے بالا تر ہے۔ اُم الکتاب سے اسرار لدنی کا انکشاف نہیں ہو سکتا۔

(۸)

در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال

از خدا نمود جدا ہمیں شعاع از آفتاب

ترجمہ: لی مع اللہ کے مقام پر پہنچ کر کہاں قرب کا یہ عالم تھا۔ جس طرح شعاع سورج کے ساتھ مربوط ہوتی ہے اس طرح آپ اللہ سے جدا نہ تھے۔ (یعنی اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات

کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اس طرح ہے جیسے سورج شہار کے ساتھ
مربوط ہوتی ہے۔

(۹)

از محمد دیدہ باید فرض کردن در بہشت
چوں کہ بیروں آید انوار تجلی از حساب
ترجمہ: اُس کے مشاہدے کے لئے محمد ﷺ کی نگاہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ باغِ جنت میں
انوارِ الہی بے حساب ہونگے۔

(۱۰)

یا رسول اللہ شفاعت از تو میدارم امید
باد جود صد ہزاراں جرم در روز حساب
ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اپنے گناہوں کا علم و اعتراف ہے کہ یہ بے حساب ہیں مگر مجھے
امید ہے کہ آپ میری شفاعت ضرور فرمائیں گے۔

(۱۱)

اندر اں روزی کہ بہر انتقام عاصیاں
آتش دوزخ بر افرازد علم از التہاب
ترجمہ: اُس روز جبکہ گناہ گاروں سے بدلہ لینے کے لیے جہنم میں انتہائی جلادینے والے
آگ کے شعلے بلند کیے جائیں گے۔

(۱۲)

در خیال من نمیکنید تمنای بہشت
دارم از فعلت امید رستگاری از عذاب
ترجمہ: مجھے اپنے بہشت میں جانے کی تمنا کا خیال نہیں ہے۔ مجھے تو عذابِ جہنم سے
نجات کی امید آپ کے لطف و کرم سے ہے۔

(۱۳)

ہرچہ خواہی با معنی میں از میر و لطف
لیکن از درگہ مرا اللہ اعلم بالصواب
ترجمہ: الٰہی ثواب لطف و کرم سے معنی کے ساتھ جو بھی چاہے سلوک کر۔ مگر ایک مہربانی
کرنا کس کو اپنی بارگاہ سے محروم نہ کھاتا تو ہی سب کے ازاں گاہ ہے۔

غزل (۷)

(۱)

بگوش جان من آمد ندائے عالم غیب
زخوان وصل شنیدم ملائے عالم غیب
ترجمہ: میری جان سے کانوں میں عالم غیب سے ندا آئی یعنی میں نے وصل کے خوان سے
عام دعوت کی آواز سنی۔ (مجھے مراد مل گئی یہ خبر مجھے عالم غیب سے آنے والی اطلاع نے
دی۔)

(۲)

بارغ قدس تماشا خوش است اگر خواہی
برآں منظرہ دل کشائے عالم غیب
ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے بارغ قدس میں دلکش منظرے ملیں اور تو آ اور دل کے جھروکے
پر عالم غیب کو کھول دے (تجھے عالم غیب کے منظر نظر آنے لگیں گے۔)

(۳)

بحر قلم وحدت کند شادری
دل کہ گشت بجاں آشنائے عالم غیب
ترجمہ: دریائے وحدت میں شادری صرف اسی کا مقدر ہے وہ دل جو عالم غیب سے واقف
ہو جاتا ہے۔ (خدا کے واسطے کی قدرتوں سے وہی فیض یاب ہو سکتا ہے جو اس اسرار و رموز
سے گامی حاصل کر لیتا ہے)

(۴)

دلا ز مطلع فیض یافت نور ظہور
گرفت کون و مکاں را خیائے عالم غیب
ترجمہ: اے دل غیب کے مطلع سے نور ظہور چمک رہا ہے اور عالم غیب کی روشنی نے کون و
مکان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

(۵)

جمال شاہد جاں میں ورائے پردہ خاک
چنانکہ نور خدا از ورائے عالم غیب
ترجمہ: شاہد جان کا جمال تو پردہ خاک کی اوٹ سے ہٹ کر دیکھ سکتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی جیسے
نور خدا کو عالم غیب کے ورہ مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

(۶)

مشام روح مروح گن از روائج قدس
ز فحہ نفس عطر سائی عالم غیب
ترجمہ: روح القدس سے وصل یاب ہو کر تو اپنی روح و جاں کو زندہ کر لے۔ اور عالم غیب کی
عطر بیز سانسوں سے ایک سانس حاصل کرے۔

(۷)

ندائے عالم غیب از حق نمی شنوی
بشنو زلفظ پیبر صدائے عالم غیب
ترجمہ: اگر تجھے عالم غیب سے آنے والی حق کی آواز سنائی نہیں دیتی تو تو سرکارِ دو عالم ﷺ
کے ارشادات پر لبیک کہہ کر عالم غیب کی صدا تک رسائی حاصل کر۔

(۸)

ترا محضرت عزت ہی نمایاں راہ
محمدؐ عربی رہنمائے عالم غیب
ترجمہ: اللہ کے دربار تک رسائی محمد عربیؐ ہی کر سکتے ہیں۔ جو عالم غیب کے رہنما ہیں

(یعنی ان کا واسن تمام لے کر مل خصوصاً کچھ بچے جائے گا۔)

(۹)

برادری طارم قدس آواز نشین خاک

نہاد بزم طرب وہ فرائے عالم غیب

ترجمہ: کہ وہ ذات پاک ہے جس نے خاک کے نشین سے عالم قدس (روحانی عظمتوں کا مقام) کی بلندی پر بزم طرب کی بنیاد عالم غیب کی بنیادوں میں رکھی۔

(۱۰)

نشت بر پر جبرئیل بال اسرائیل

کہ تارسیہ خلوت سرائے عالم غیب

ترجمہ: یہ ذات گرامی جبرائیل کے پدوں اور اسرائیل کے بازوؤں پر سوار ہو کر عالم غیب کی خلوت گاہوں تک تشریف لے گئی۔ (یہ حوالہ ہے معراج النبی ﷺ کے حوالے کا جس میں رسول اکرم ﷺ جبرائیل کے ہمراہ ملک کی سیر کو گئے اور عالم غیب کی خلوت گاہوں سے سر فراز ہوئے۔ مطلب یہ کہ احکام الہی کی مکمل بروی قرب الہی کا وسیلہ ہے)

(۱۱)

چہ شد عزم سرا پردہ گفت جبرئیل

کہ بین گہوی محو ثنائے عالم غیب

ترجمہ: جب آپ سر پر پردہ جلال کی قربت میں پہنچے تو جبرائیل نے کہا اے محمد ﷺ عالم غیب کی تعریف کیجئے۔

(۱۲)

چہ ہو نمود بجز اعتراف لا اھل

ثنائے گفت قرآن خدائے عالم غیب

ترجمہ: حضور ﷺ نے لا اھل فی ثناء علیک (ان گنت ثناء و وصف تیرے لئے) فرما کر اپنے عزم کا اعتراف فرمایا۔ اس صلہ میں عالم غیب کے مالک نے قرآن عظیم میں انی

اگر محبت کی تو صیف و ثناء کی۔

(۱۳)

زدود جام دل از صیقل محبت پاک
بدید نور خدا در صفائے عالم غیب

ترجمہ: اُس منزل پر پہنچ کر جام دل کو محبت کی صیقل سے جلا دی اور پھر اُس عالم غیب میں نور خدا کا مشاہدہ کیا (مراد جب دل کے جام کو محبت کی پاکیزگی عطا کر دی تو اس میں سے عالم غیب سے ظہور پذیر ہونے والے نور خدا کا جلوہ دیکھ لیا۔

(۱۴)

عروج نیست میر بر اوج او آؤ لڑے
مگر بہ پیروی مقتدائے عالم غیب

ترجمہ: کوئی بھی آؤ آؤ کی بلندی پر نہیں پہنچ سکتا ہاں اُس وقت (وہ اُس مقام تک رسائی حاصل کرے گا) جب تک کہ عالم غیب کے راہنما حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرے۔ یعنی جب تک ہادی کامل (رسول اللہ ﷺ) کی کھل پیروی نہ کی جائے۔ اس وقت تک معمولی سے معمولی ترقی درجات بھی میسر نہیں ہو سکتی۔ یعنی اسوہ حسنہ کو کھل راہنما (عملی طور پر) بنائے بغیر کسی بھی قسم کی ترقی بہتری اور بلندی درجات کی طلب رکھنا عبث ہے۔

(۱۵)

ز شاخ سدرہ بر آرد صغیر نغمہ عشق
جو بلبلے کہ بود خوشنوائے عالم غیب

ترجمہ: وہ شاخ سدرہ سے نغمہ عشق کی آواز بلند کر سکتا ہے اُس بلبل کی طرح جو عالم غیب میں چھپانے والی ہے۔

یعنی جب تک روح کی شاخ پر بیٹھ کر محبت کا پنجھی عشق کا گیت نہیں چھیڑتا عالم غیب سے بلبل خوش نوا کی نغمہ ریزی سنائی نہیں دیتی۔ مراد یہ ہے کہ روح کی پاکیزگی اور لگن کی سچائی کو ہی تائید ایزدی حاصل ہوتی ہے۔

(۱۶)

معین چو طائرِ قدس از قفسِ رودِ پیروں
 گہے کہ در سرش افتد ہوائے عالمِ غیب
 ترجمہ: معین بھی طائرِ قدس (جبرئیلؑ) کی طرح قفس سے پرواز کر جائے جب اُس کے سر
 میں عالمِ غیب کی پرواز کی خواہش پیدا ہوگی۔
 یعنی اے معین جب (روح کے) پنچھی کے سر میں جہانِ ابدی (عالمِ غیب) کا سودا
 سما جاتا ہے تو وہ (جسم کا) بنجرہ توڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ عشقِ حقیقی سے سرشار ہونے
 والوں کے لیے یہ حیاتِ عارضی بے معنی شے ہے لذاتِ دنیا کو ٹھوکر مارتے ہیں اور حقیقت
 ازلی سے وصل کے طالب ہوتے ہیں۔

غزل (۸)

(۱)

خزنیہ ہا است مرا نہ ز نقد علم و ادب
 کجا ست آہِ سحر گاہ و نالہٴ دلِ شب
 ترجمہ: (۱) میرے پاس علم و ادب کی نقدی سے بھرا ہوا خزانہ تو ہے لیکن آہِ سحر گاہی اور آدمی
 رات کے نالے کہاں ہیں۔

میرے پاس (دنیاوی) علوم کا ایک خزانہ ہے۔ بے انتہا ہے مگر یہ سب ایک آہِ سحر
 گاہی (علی الصبح کی آہِ جو رب دو جہاں کو یاد کر کے دل سے نکلتی ہے) اور (آدمی) رات کے
 وقت کئے جانے والے نالہٴ فریاد کے سامنے بے معنی ہے۔

(۲)

مباش تھنہ لب اندر یوادی عصیان
 کہ بحرِ رحمت موجِ میزند بلب
 ترجمہ: وہابی عصیاں میں تو تشنہ لب مت رہ کہ ہمارے بحرِ رحمت کی موجیں اس کے کنارے
 تک آ رہی ہیں۔

یعنی تو گناہوں میں الجھ کر تشنہ لب نہ رہ مایوس نہ ہو۔ (وہ دیکھ دوسری طرف)
رحمتوں کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے جو تجھے تشنہ لب نہیں رہنے دے گا کھل سیراب کر دے گا۔

(۳)

ظہور نور ربوبیت از برائے تو شد
ازاں زماں کہ ترا گفتہ ام ائت رب
ترجمہ: ربوبیت کے نور کا ظہور تو اُس وقت ہو گیا تھا جب میں نے تجھے ائت رب بگم کا سوال
پوچھا۔

(۴)

تو بندہ من و من رب تو بشر بس است
ز مادر و پدرت چون کنیم قطع نسب
ترجمہ: انسان تو میرا بندہ ہے اور میں بشر میں تیرا رب ہوں بس یہی کافی ہے جبکہ میں نے
مہتاب سے تیرا نسب قطع کر دیا۔

(۵)

ہزار دام کشادم کہ کردہ ام صیدت
گزت من بر ماتم ز دام خود چہ عجب
ترجمہ: ہزاروں دام پھیلا کر میں نے تجھے شکار کیا اب اگر میں تجھے اپنے دام سے نکال دوں
تو کیا عجب ہے انسان بظاہر دنیاوی بندھنوں رشتوں مجبوریوں اور ضرورتوں کے جال میں
گرفتار ہے۔ خود نکلتا بھی چاہے تو یہ سب اسے کسی نہ کسی حوالے سے جکڑے رکھتے ہیں اور
وہ ان کو چھوڑ نہیں سکتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اس کے ہلکے سے اشارے سے سب
یہیں کا یہیں دھرا رہ جاتا ہے اور انسان پلک جھپک میں ان بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(۶)

ہزار بار جواب تو گفتہ ام لبک
بداں اُمید کہ یکبار گویم یا رب

ترجمہ: اے انسان تیری پکار کا ہزار بار لیک کہنے کو تیار ہوں اس امید پر کہ تو مجھے ایک بار یا رب کہہ کر مخاطب کرے۔

(۷)

نظر رحمت ماکن محور فریب عمل
چو شد پدید مسبب معطل است سبب
ترجمہ: (اے بندے) میری رحمت کو دیکھ کر (خواہ مخواہ) اپنے عملوں پر گمان نہ کر۔ میں ہی
سارے اعمال کے حوالے سے مسبب اسباب ہوں جب چاہوں یہ سبب معطل کر دوں۔

(۸)

جمال ذات بحسن صفت بیار ایم
حجاب برکلم بس بگویمت فارغ
ترجمہ: یہ میری قدرت ہے کہ میں اپنے جمال ذات کو اپنی صفتوں میں ظاہر کرتا ہوں چنانچہ
میں جب چاہوں تیرے میرے درمیان جو حجاب کا پردہ ہے اُسے ہٹا دوں اور تجھے (اے
بندے) اپنی طرف راغب کر لوں۔

(۹)

مرا محو کہ نیابی باغ عالم قدس
درون سینہ سوزان عاصیاں بطلب
ترجمہ: مجھ سے بندے تو عالم قدس میں تلاش نہ کر بلکہ تو عاصیوں کے سینہ سوزاں میں طلب کر۔

(۱۰)

بوقت درو و طلب لطفائے من دے
قیاس کن کہ چہ بنی بوقت پیش و طرب
ترجمہ: جب تو نے درو و طلب کے وقت میرے لطف دیکھے ہیں تو ذرا غور کر کہ پیش و
طرب کے وقت تجھے کیا کچھ ملے گا۔

یعنی (اے بندے) کیا تو نے دکھوں اور تکلیفوں میں ہمارے لطف و نرم ہو دیں
ہے (کہ کیا ہے؟ یعنی میں ہی دکھ دور کرنے والا ہوں)۔ اب اندازہ کر اگر دکھوں

دردوں میں میرا لطف و کرم ایسا ہے تو خوشی و شادمانی (جب تو مجھ سے واصل ہوگا) کے وقت
یہ لطف و کرم کا نظارہ کیا ہوگا۔

(۱۱)

معین ز نام و نشان درگزر کہ درہ عشق
غلای سگ کوش ترا بس است لقب
ترجمہ: اے معین! اپنے نام و نشان کو بھول جا۔ کہ عشق کی راہ میں اُس (اپنے محبوب) کے
کتوں کی غلامی کو ہی اپنا لقب بنالے۔

ردیف ”ت“

غزل (۹)

(۱)

عالم نمی از رشح بحر کرم اوست
آدم کف خاکی ز غبار قدم اوست
ترجمہ: (۱) یہ دنیا اُس (خدائے بزرگ و برتر) کے بحر کرم سے ٹپکا ہوا ایک قطرہ ہے اور یہ
انسان اسکے قدم سے اُٹھے ہوئے غبار کی ایک مٹی خاک ہے۔ یعنی یہ کائنات رب تعالیٰ کے
لا انتہا اور بیکراں کرم کے سامنے یہ حیثیت رکھتی ہے گویا اس کے سمندر کے ایک قطرے سے
پیدا ہوئی ہے اب اس۔ بحر کرم اور اس قطرے کا موازنہ اس کی عظمتوں و رفعتوں اور قدرت
کا اندازہ کرنے میں کافی مدد دیتا ہے دوسری طرف انسان کی تخلیق گویا پاؤں کی مٹی کے
ذرے سے ہوئی ہے تو اب اس کی حقیقت و حیثیت کا بھی اندازہ بآسانی ہو جاتا ہے۔

(۲)

آدم شدہ بیدار ہنوز او بشکر خواب
شاباش وجودیکہ طفیل عدم اوست

ترجمہ: آدم بیدار ہو گیا ہے اور وہ اب تک مٹھی تیند میں ہے براہ وعدہ اُس کے وجود کا کیا کہنا جو اُس کے عدم کے طفیل حاصل ہوا۔

آدم (انسان) وجود میں آیا اور اس آمد کی سرستی میں اُس "وجود" (حقیقت مطلق) کا شکر گزار ہے کہ جس کے طفیل اسے عدم آباد سے اس دنیا میں آنا نصیب ہوا۔ (مخلیق آدم کامل..... سبحان اللہ)

(۲)

یعنی کہ چو نورشید زند خیمہ بر افلاک
در آرزوئے سایہ عالی علم اوست

ترجمہ: (۲) عیسیٰ علیہ السلام جنہوں نے افلاک پر اپنا خیمہ لگایا ہے وہ اس کے علم کے بلند و عالی سایہ کی آرزو میں لگایا ہے

یعنی عیسیٰ علیہ السلام (کی خواہش ہے) کہ تیرے آسمانوں میں اپنا خیمہ بنا لے اور تجھ سے اپنی آرزوؤں اور مشکوں کی تکمیل کر لے۔

(۳)

دُر در شکم بحر نہانت و دل او
دُریت کہ صد بحر نہاں در شکم اوست

ترجمہ: موتی بحر کے شکم میں پوشیدہ ہے اور اُس کا دل ایسا موتی ہے کہ جس کے اندر سینکڑوں سمندر چھو پے ہیں۔

یعنی سمندر کی تہہ میں ہزاروں لاکھوں موتی موجود ہوتے ہیں مگر تیری ذات ایسی ہے کہ ایسے لاکھوں ہزاروں سمندر تیرے اندر سمائے ہوئے ہیں۔

(۵)

ہر بندہ کہ دارد خط آزادی دوزخ
آں بندہ غلام دی و آں خط رقم اوست

ترجمہ: (۵) ہر وہ شخص جس کو دوزخ سے آزادی کا پروانہ حاصل ہے وہ دراصل تیرا غلام ہے

اور یہ پروانہ (چشمی) اُسے تو نے (تحریر کر کے) عطا کی ہے۔

(۶)

شادی جہاں کرد فدائے غم اُمت
دانت کہ شادی جہانے بہ غم اوست

ترجمہ: (۶) اُس محبوب نے غم اُمت پر دنیاوی خوشیوں کو قربان کر ڈالا۔ اُس محبوب کو علم تھا کہ اُمت کا غم زمانہ کی خوشی سے بڑھ کر ہے۔

(۷)

چوں دید کہ ننگی تو کم بود بدی بیش
زیں واسطہ دانم کہ غم بیش و کم اوست

ترجمہ: چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ اُمت کی ننگی کم ہیں اور بدی زیادہ ہیں اس وجہ سے اُن کو کم و بیش غم ہمیشہ لاحق رہا ہے۔

(۸)

جانم کہ تبد ہر نفس از بہر وصال
موقوف بروں آمدن دمدم اوست

ترجمہ: میری جان تو ہر لحظہ اُن کے وصال کے لئے تڑپ رہی ہے۔ ان کا وصال اُس کے (مراد جان) جسم سے باہر نکلنے کے وقت پر موقوف ہے۔

(۹)

داریم امیدے کہ نہ پرسند بہ محشر
تقصیر معینی کی بنا بر کرم اوست

ترجمہ: مجھے اُمید ہے کہ محشر میں نہیں پوچھا جائے گا معین کے اُن گناہوں کو جو اس کے کرم کی بنا پر ہوئے ہیں۔

غزل (۱۰)

(۱)

توئی کہ جز تو ترا خود حجاب دیگر نیست
بغیر نور رخت رانقاب دیگر نیست

ترجمہ: (اے ادب دو جہاں) تو ایسا ہے کہ اپنی ذات کا حجاب تو خود ہی ہے اور تیرا حجاب نہیں ہے۔ تیرے چہرے کے آگے تیرا اپنا نور ہی نقاب کئے ہوئے ہے اس کے علاوہ کوئی نقاب نہیں ہے۔

(۲)

توئی معرف خود لا جرم بد بھی گشت
کہ در تصور تو اکتساب دیگر نیست
ترجمہ: (اے خدا) تو اپنا عارف خود ہے۔ (اپنی پہچان بھی خود ہی رکھتا ہے) یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ تیرے تصور میں کسی دوسرے کا اکتساب نہیں ہے۔

(۳)

رموز عشق زلوح لم مطالعہ کن
کہ حل کچھ عشق از کتاب دیگر نیست
ترجمہ: میرے لوح دل سے رموز عشق کی تحریر پڑھ۔ کیونکہ عشق کے نکات کسی اور کتاب سے حل نہیں ہو سکتے۔

(۴)

شہود حق طلبی از وجود خود بگور
کہ جز وجود تو اورا حجاب دیگر نیست
ترجمہ: اگر تو یہ چاہتا ہے کہ حق کا جلوہ دیکھے تو اپنے وجود کو درمیان سے ہٹا دے۔ (اپنے وجود سے گزر جا)۔ کیونکہ تیرے اور اس کے مابین اس وجود کے علاوہ کوئی پردہ کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

(۵)

زقشرتن بگذر در لباب جان مگر
در آں لباب عجب گر کتاب دیگر نیست
ترجمہ: اپنے تن کا چھلکا اتار پھینک اپنی روح کے اندر جھاتی مار۔ تیری خواہشوں تیری طلب

کا حاصل وہیں پر ملے گا کسی دیگر کتاب میں تجھے یہ محبوب نہیں مل سکتا۔
'اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی'

(۶)

بمرد زاہد ماور خمار خمر نبہشت
گماں برد کہ جزاں سے شراب دیگر نیست
ترجمہ: ہمارا پار ساز اہد جنت کی شراب کے نشے ہی میں مر گیا اسے یہی گمان تھا کہ اس شراب
طہور کے علاوہ کوئی اور شراب نہیں ہے۔

(۷)

چو محو تست معین نام اوچہ سے ہڈی
کہ جز خموشی اکوں جو اب دیگر نیست
ترجمہ: (۷) جب معین تیری ذات میں محو ہے تو اس کا نام (مرتبہ) کیا پوچھتا ہے اب تو
سوائے خاموشی کے اس کے پاس کوئی اور جواب نہیں ہے۔

غزل (۱۱)

(۱)

ایں چہ نورست کہ برکون و مکان تافتہ است
نور عشق است کہ از مطلع جاں تافتہ است
ترجمہ: الہی یہ کون سا نور ہے جو دونوں جہانوں پر چھایا ہوا ہے۔ یہ عشق کا نوری جلوہ ہے جو
مطلع جاں سے طلوع ہوا۔

(۲)

عشق مانند ملکوت کہ از اوج شرف
سیاہ دولت او بر دو جہاں تافتہ است
ترجمہ: عشق ہا کی مانند ہے کہ بزرگی و شرف کی بلندی سے اس کا سایہ دونوں جہان کی
دولت پر پڑ رہا ہے۔

(۳)

تو درون دل و یوئے تو زخود می شنوم
نکبت عطر تو بر عالیہ واں تافت است

ترجمہ: تو میرے دل میں بستا ہے اور تیری خوشبو سے میں لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ جیسے
تیرے عطر کی خوشبو اس عطر دان سے پھوٹ رہی ہے۔

(۴)

بہرنا دیدن خفاش مگرد و پنہاں
آفتابے کہ زہر ذرہ عیاں تافت است

ترجمہ: اگر کوئی سورج کو دیکھ نہیں سکتا ہے (چمکاڑ کی مانند) تو یاس کی اپنی فطرت ہے ورنہ تو
یہ ذرہ ذرہ اس کی آب و تاب سے چمک رہا ہے۔

(۵)

خواست خیال قضا خلعت خامی دوزد
رشتہ ماوترا برہم ازاں تافت است

ترجمہ: قضا و قدر کے درزی کی خواہش تھی کہ خلوص کا خلعت تیار کرے اس لیے اُس نے
تیرے اور میرے دشمنے کا دھاگہ استعمال کر کے ہم دونوں کو بہیم خوب جوڑ دیا۔

(۶)

عکس رخسار تو در دیدہ گریاں من است
ہمو خورشید در آب رواں تافت است

ترجمہ: تیرے رخسار کا عکس میرے دیدہ گریاں میں موجود ہے۔ جیسے چلتے ہوئے پانی میں
خورشید (سورج) گچ دکھائی دیتا ہے۔

(۷)

شعلہ زد آتش دل از نفس سوزانم
آہ از ہی سوز کہ ہر کام وزباں تافت است

ترجمہ: میرے نفس سوزاں سے میرے دل کے اندر آگ روشن ہوئی ہے میرے لبوں پہ جو
پرسوز اور پردرد آواز ابھرتی ہے وہ اسی آد کی وجہ سے ہے۔

(۸)

بدر راہ طلب عاقبت آریم بکف
دولتے راکہ ز عشاق عطاں تانہ است
ترجمہ: محبوب کی راہ طلب میں وہ دولت ہاتھ لگ جائے گی جو عشق کرنے والوں کے ہاتھوں
نہیں لگی ہے۔

(۹)

بزم خاص ست معین پاوہ وحدت پیش آر
ہاں کہ مستی تو بر مجلسیان تانہ است
ترجمہ: (۹) یہ خاص مجلس ہے۔ اے معین وحدت کا جام الی مجلس پر تیری مستی کے اثرات
طاری ہو چکے ہیں۔

غزل (۱۲)

(۱)

چشم بکشای کہ آفاق پُر از نور خداست
خالی از نور خدا در ہمہ آفاق کجاست
ترجمہ: آنکھیں کھول (اور دیکھ) کہ دو جہانوں پر خدا کا نور ہی نور سایا ہے۔ دنیا جہاں کا کونسا
کوشہ ہے جو اس نور سے خالی ہے۔

(۲)

معنے کز نظر خلق نہاں بود مدام
نیک بگر کہ نمودار ازیں صورت ماست
ترجمہ: وہ حقیقت جو ہمیشہ لوگوں کی نظر سے اوچھل تھی (کسی کو دکھائی نہیں دیتا) غور سے دیکھ
وہ ہماری صورت سے نمایاں ہے۔

(۳)

آن جمالے کہ نظر نیز در آن محرم نیست
 بچو خورشید درین آئینہ ما پیدا ست
 ترجمہ: وہ جمال (جلوہ نور خدا) جو ہماری نظر دیکھنے سے قاصر ہے۔ وہ دراصل سورج کی
 طرح ہمارے دل کے اندر نمایاں ہے۔

(۴)

گفتش چہ بود حسن تو پنہاں گفتہ
 حسن پیدا است دلی دیدہ بیتند کراست
 ترجمہ: میں نے پوچھا تیرا حسن کب تک نظروں سے اوجھل رہے گا۔ (اُس نے کہا) حسن تو
 ظاہر ہے لیکن دیکھنے والی نظریں موجود نہیں ہیں۔

(۵)

سبک آ از خود واز ہر خزنی بہرہ مجو
 کہ کششا ہمہ در جاذبہ کاہ ربانست
 ترجمہ: اپنے آپ میں سے باہر کل آ اور ہر خوف سے آزاد ہو جا۔ تجھے ہماری (عشق حقیقی
 کی) کشش از خود اپنی جانب کھینچے لے گی۔

(۶)

طبل عشق ست کہ در کون و مکاں میگویند
 پنہ از گوش مدون کن بشنو کین چہ صداست
 ترجمہ: (ہمارے) عشق کا فغاہہ دو جگہ میں گونج رہا ہے۔ تو اپنے کانوں میں سے روئی
 نکال اور سن کہ یہ صدا کیسی ہے۔

(۷)

شد معین باتو بخلوت کہ وحدت محرم
 تاکہ از ہستی واز نیستی خویش جدا ست
 ترجمہ: معین خلوت (تنہائی) میں تیرے ساتھ اس لئے بیٹھا ہے کہ اس ہونے نہ ہونے کے

عمل سے آزاد ہو جائے۔ (زندگی موت اس کے لئے بے معنی بن جائے وہ یوں تیرا ہو کے رہ جائے)

غزل (۱۳)

(۱)

مستم امروز ازاں بادہ کہ درجام دل است
تا ابد چاشنی عشق تو درکام دل است
ترجمہ: آج میں شراب وحدت کے جام سے مست الست ہوں اب تیرے عشق کی مستی
میرے دل میں تا ابد رہے گی۔

(۲)

تشنگی دل ازاں نیست کہ یابد تسکین
کہ ہمہ جوی بہشت ست کہ یک جام دل است
ترجمہ: میری پیاس ایسی پیاس نہیں ہے کہ اُس کی تسکین نہ ہو سکے جنت کی نہر بھی میری اس
تشنگی کے لیے ایک جام ہے۔

(۳)

تن پرستی ست کہ میلش بہ نعیم دو جہان ست
جام دیدار خدا وعدہ انعام دست
ترجمہ: دو عالم کی نعمتوں کا حصول دراصل تن پرستی ہے۔ (یعنی مادی لذتوں اور آسائشوں
کے بہانے ہیں۔) اللہ نے جو وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ جام دیدار عطا فرمائے گا تو یہی میرے
دل کا اصل انعام ہے۔

(۴)

اضطراب دلم آرام نگیرد بہ بہشت
دیدن روئے دل آرام من آرام دست
ترجمہ: میرے دل کی بے چینی کو جنت (کی نعمتوں میں بھی) سے آرام نہیں ملتا ہے۔ مجھے تو

عجب کے کدخ روشن کے دیواری سے آماہل مکتا ہے۔

(۵)

میرود ہر نفس از دل بخدا یک دعا
قدسیاں را بخلک گوش بہ پیغام دست
ترجمہ: میرے دل سے ہر سانس کے ساتھ اٹھتی ہوئی دعائیں اللہ کی جانب کا صوبہ بن کر
جاری ہیں اور فرشتے بھی میرے دل کی اس آواز پر کان لگائے ہوئے ہیں۔

(۶)

چوں دل از عالم پاک آمدہ در کشور خاک
ہم با انجام رود آخر کہ سر انجام دست
ترجمہ: دل جو کہ عالم پاک سے عالم قانی (دنیا) میں آیا وہ اس لیے یہ عالم خاک سے اپنی
منزل کی طرف جائے گا۔

(۷)

از تو تا دست گراز عرش بود تاثیرے
از کم و بیش میںدیش کہ یک گام دست
ترجمہ: اگر تجھے دست کی جانب عرش پر پہنچنا ہو تو منزل کی دوری اور قرب کا خیال مت کر وہ
تو دل کا ایک قدم ہے۔

(۸)

سرکشی چوں کنایاں تن کہ دیش گشت سوار
تو بہ میں نفس جموع است و لے رام دست
ترجمہ: جو تن مجھ کا جڑی سے معمور ہے وہ بھلا گمراہ کیا ہوگا۔ یہ نفس اگرچہ سرکش گھوڑا ہے
لیکن اس پر بھی دل کا مسلط ہے۔

(۹)

علت غار بدن گشت حجابت ورنہ
تابش نور خدا در دوام دست

ترجمہ: غازی بدن کی علمت تیرے لئے حجاب بن گئی ہے (جس وجہ سے تجھے دکھائی نہیں دیتا تو دنیاوی عیش و آرام کا غلام ہے) اور نہ تیرے دل کے درو بام پر نور خدا جگمگا رہا ہے۔

(۱۰)

طائر عشق کہ ازکوں و مکان آزادست

مرغ زیرک صفت آو بختہ در دام دست

ترجمہ: عشق کا پنچھی کون و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ یعنی عشق زمانے اور وقت اور جگہ کا پابند نہیں ہے۔ یہ کہ بہت ذہین پرندہ ہے (جو کون و مکان سے بھی اونچی پرواز رکھتا ہے) مگر دل کے جال میں آکر پھنس جاتا ہے۔

(۱۱)

خطبہ سلطنت و سکہ دولت کہ زود

تاجداران طلائع ہمہ بر بام دست

ترجمہ: جس کی سلطنت کا خطبہ اور دولت کا سکہ جاری و ساری ہے وہ فرشتوں کا تاجدار میرے بام دل پر جلوہ فرما ہے۔

(۱۲)

نکتہ عشق کہ ہر لوح بیاں ثبت نیست

بر بمعنی ہمہ معلوم بہ اعلام دست

ترجمہ: عشق کے وہ نکات جو لوح بیان پر درج نہیں ہیں وہ دل کی آگاہی سے معین کو تمام معلوم ہیں۔

(۱۳) غزل

(۱)

آتش افروخت عشق و جسم و جان من بسوخت

گفتم آہے بر کشم کام و زبان من بسوخت

ترجمہ: عشق کی آگ نے میرے جسم و جان کو جلا کے راکھ کر ڈالا ہے میں نے کہا کہ میں آں

کروں گا اس جرم میں میرے کام و زبان جل گئے۔ میرا منہ میری زبان سب کچھ راکھ ہوا
چونکہ میں بولنے کے کمال نہیں رہا اس لئے اب میری آہیں بولتی ہیں۔

(۲)

آتش دوزخ ندارد تابش سوز فراق
آہ ازین آتش کہ پیدا و نہان من بسوخت
ترجمہ: ہجر و فراق کی آگ جیسا جلاتی ہے دوزخ کی آگ اس قدر نہیں کر سکتی ہے یہ آگ
میرے دل کے نہاں خانے میں ملتی ہے اور اندر ہی اندر جلا دیتی ہے۔

(۳)

نار دوزخ گرچہ سوزد پوستہائے عاصیان
آتش ہجرانش منزع استخوان من بسوخت
ترجمہ: جہنم کی آگ اگرچہ گنہگاروں کی کھال جلائے گی مگر عشق کی آگ نے میری ہڈیاں اور
میرا مغز سب کچھ خاک کر ڈالا ہے۔

(۴)

نعت ہر دو جہاں با عافیت منو است دل
آتش عشق آمد و ہر دو جہاں من بسوخت
ترجمہ: کہ دو جہاں کی نعمتوں سے آرام و سکون کو دل تلاش کر رہا تھا۔ مگر مجھے عشق ہو گیا اور
عشق کی اس آگ نے میرے دونوں جہاں جلا کے خاک کر ڈالے۔

(۵)

دنیا و عقبی برفت و عشق مولی ماند و بس
سلطت نور تجلی این و آن من بسوخت
ترجمہ: دین و دنیا دونوں ختم ہوئے بس صرف عشق الہی باقی بچا۔ نور الہی کی پھوٹی تجلی نے ہر
این و آن کو جلا ڈالا ہے۔

(۶)

اہل عقیقی سود برد و طالب دنیا زیاں
گرمی بازار او سود و زیان من بسوخت
ترجمہ: عقیقی کی فکر کرنے والوں نے فائدہ اٹھایا اور طالب دنیا کو نقصان ملا۔ عشق کے بازار
کی گرمی نے میرے لیے نفع و نقصان دونوں کو جلا کے رکھ دیا۔

(۷)

تشنہ دیدار یارم دریابان طلب
کاش ایں تشنگی روح و روان من بسوخت
ترجمہ: لیکن جستجو تلاش کے جنگل میں (مارا مارا پھرتا ہوا) اپنے محبوب کے دیدار کا طلب گار
ہوں۔ یہ آگ وہ ہے جس نے میرے روح اور جسم کو جلا کے رکھ دیا ہے۔

(۸)

چوں نشان بے نشانی درہ گم نامی ست
برق استغنا ازاں نام و نشان من بسوخت
ترجمہ: (۸) اگر محبوب کا پیہ نشانی ڈھونڈتا ہو تو یہ کام خود کو بے نشان کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تو
بے نیازی کی برق نے میرے نام و نشان کو جلا ڈالا ہے۔ (مجھے بے نشان کر دیا ہے۔)

(۹)

چونکہ درمرآت جاں دیدار جاں شد عیاں
ظلمت تن در ظہور نور جان من بسوخت
ترجمہ: چونکہ اُس محبوب کا دیدار دل کے آئینے میں ہوگا اس لیے نور کے ظہور کے لیے میں
نے جسم کی ظلمت کو فنا کر دیا۔

(۱۰)

صد ہزاراں پردہ بود اندر میاں ما و دوست
جملہ از یک شعلہ آہ و فغان من بسوخت

ترجمہ: میرے دل اور میرے محبوب کے درمیان حمد و ترانوہ پر دے تھے۔ میری آنکھوں نے ان سب پردوں کو جلا کے دکھا کر ڈالا۔

(۱۱)

گر معنی پیش آتیں کتنی زحمتیں نہ
ایں زماں نور رخسارِ شرح و بیان من بسوخت
ترجمہ: اس سے قبل تو محنت نے اس محبوب کے حسن کی کچھ شرح کی تھی لیکن اب تو اس کے نور رخسار نے میری قوت شرح و بیان کو جلا کے دکھا کر ڈالا۔

غزل (۱۵)

(۱)

آتے آہ پدید جسم و جاں بکسر سوخت
دل درون سینہ م چوں عود در بحر سوخت
ترجمہ: اپنا تک ایسی آگ بھڑکی کہ جسم و جاں بکسر جل گئے۔ میرا دل سینے کے اندر سلگنے ایسے جل گیا۔ جس طرح "عود" سلگنے سلگنے راکھ ہو جاتا۔

(۲)

سوخت جسم و جانم اے محرمِ خدا را باز پرس
کیں چہ آتش بود کز دی جملہ بحر و سوخت
ترجمہ: میرے جسم و جان دونوں جل گئے۔ اے محرمِ خدا کے لیے دریافت تو کر یہ کون سی آگ تھی جس نے یہ تمام بحر و کو جلا دیا۔

(۳)

ایں چہ آتش بود کا مد حاصل از مقداحِ غیب
کیں ہمای عقل را در لوجِ فکر پر سوخت
ترجمہ: عالمِ غیب سے یہ کیسی آگ (آتشِ عشقِ الہی) اتری ہے جس کے شعلوں نے عقل و دانش کے ہاک و انچائیوں پر اڑتے ہوئے بھی جلا ڈالا ہے۔

(۴)

انگری می بود پہتاں زیر خاشاک وجود
عاقبت یک شعلہ زد مجموع خشک وتر بسوخت
ترجمہ: میرے وجود کے ٹکڑوں کے نیچے ایک چنگاری پوشیدہ تھی۔ آخر وہ بھڑکی شعلہ بنی اور پھر
اس نے سب خشک وتر کو جلا ڈالا۔

(۵)

من زویدہ رنخم آیکہ عشیدہ علم
اشک خوں آلود بود آتشم بہتر بسوخت
ترجمہ: میں نے بھڑکتی ہوئی آگ بجھانے کے لیے آنکھوں سے پانی بہایا لیکن آنسو چونکہ
خون آلود تھے اس لیے آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ (عشق کی آگ نے جلا ڈالا)

(۶)

خو اتم آہی زخم شاید کہ سوزم کم شود
در تن آتش فاد و بر فلک اختر بسوخت
ترجمہ: میں نے چاہا تھا کہ میری آہوں سے میرے سینے کی جلن کم ہو جائے۔ (یہ وہ آگ
ہے۔) جس نے میرے جسم کو بھی جلا ڈالا اور آسمان پر ستاروں کو بھی جلا ڈالا۔

(۷)

خلق گویدم معین ایں رمز بر منبر بگوی
آہ کین آتش ہزاراں داعط و منبر بسوخت
ترجمہ: لوگ تو کہتے ہیں کہ اے معین عشق کے راز عام کر دو لیکن افسوس پہلے ہی اس آہ
وزاری کی آگ نے داعط (خطبہ دینے والا) اور منبر دونوں کو جلا ڈالا ہے۔

غزل (۱۶)

(۱)

کیکہ عاشق و معشوق خوشن ہمہ اوست
حریف خلوت و ساقی و انجمن ہمہ اوست

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) خود ہی عاشق ہے خود ہی محبوب ہے۔ محفل میں ساتی بھی وہی ہے اور تنہائی میں اپنا حریف بھی خود ہے۔ ہر شے میں وہی وہی ہے۔

(۲)

اگر بدیدہ تحقیق نگری والی
کہ ناظر دل و منظور جان و تن ہمہ اوست
ترجمہ: اگر تو تحقیقی (گہری) نظر سے دیکھے تو تجھے معلوم ہوگا۔ جسم جان تن حاضر ناظر اندر
باہر سب کچھ وہی ہے۔

(۳)

چو اندر آئینہ دل قناد عکس رخس
چناں نمود کہ در جسم و جان و تن ہمہ اوست
ترجمہ: جب میرے دل کے آئینے میں میرے محبوب کے چہرے کا عکس نظر آیا تو پتہ چلا کہ
میرے جسم و جان میں بس وہی وہی ہے۔

(۴)

اگر تو خرقہ ہستی خویش پارہ کنی
نظر کنی کہ دریں زیر پیرہن ہمہ اوست
ترجمہ: اگر تو اپنے وجود کا یہ لبادہ تار تار کر دے (زندگی سے منہ موڑ لے) تو تجھے نظر آئے گا
کہ اس لبادے کے نیچے کھل طور پر بس وہی وہی ہے

(۵)

ز جام عشق نہ منصور بے خود آمد و بس
کہ دار نیز ہی گفت بارسن ہمہ اوست
ترجمہ: اس عشق کے جام سے حضرت منصور خلافت ہی بے خود و مست نہیں ہوئے اُسے دی
جانے والی سولی کے رے نے بھی پکار پکار کر کہا تھا بس وہی وہی ہے۔

(۶)

کہ برد بوی و قریں ساخت با اولیں قرن
سو مدینہ کہ آورد از قرن ہمہ اوست
ترجمہ: (حضرت) اولیں قرنی کے پاس کون خوشبو لے گیا پر کس نے چادر وحدت ڈالی تھی
اور اُسے قرن سے مدینہ کون لے کر آیا تھا۔ بس وہی تو تھا جو ہر شے میں اور ہر جگہ ہے۔

(۷)

رموز عشق کند آشکار و نندیشد
چو دل بید کہ در سرد و رعن ہمہ اوست
ترجمہ: (۷) میں عشق کے اسرار و رموز بے خوف و خطر سناتا ہوں کہ مجھے تو یہی نظر آیا ہے
ظاہر باطن میں ہر جگہ بس وہی ہے۔

(۸)

گو کہ کثرت اشیا نقیض وحدت گشت
تو در حقیقت اشیا نظر فلن ہمہ اوست
ترجمہ: یہ مت کہہ کے چیزوں کی کثرت سے وحدت پر حرف آتا ہے تو چیزوں کی حقیقت کو
دیکھ تجھے معلوم ہوگا بس وہی وہ ہے۔

(۹)

تعین است گر از اعتبار ماو من است
ز اعتبار گزر کن کہ ماو من ہمہ اوست
ترجمہ: دنیا میں اگرچہ ”ما“ اور ”من“ نے اعتبارات وجود قائم کر دیئے ہیں لیکن یہ سب
اعتبارات ہیں حقیقت میں تو ہمہ اوست ہے۔

(۱۰)

چونائی کہ نہد بردہان نے لب خویش
نہادہ بردہن عاشقاں دہن ہمہ اوست

ترجمہ: بسلسری کے منہ پر ہونٹ رکھ کر تو جیسا چاہے بجاتا ہے اور عشق والوں کو بسلسری بنا کر تو بجاتا ہے یعنی یہ نکل کائنات تیرے اک اشارے سے عمل میں آتی ہے اور اس کی ہر شے میں تو ہی تو ہے۔

(۸)

چہ جائے بادہ و جام و کدام ساقی مست
خوش باش معینے دم حزن ہمہ دوست
ترجمہ: کیا شراب، کیا جام اور کیا ساقی مست الست۔۔۔ اے معین خاموش ہو جاست بول
ان سب کی حقیقت وہی ہے۔

غزل (۱۷)

(۱)

یارب ایں صورت کہ در مرآت جاں پیدا است کیست
آن چناں حسنی دریں پردہ نہاں پیدا است کیست
ترجمہ: اے خدا میری جان کے آئینے میں یہ کیسی صورت تو نے پیدا کر دی ہے یہ تو پردے
کے اندر سے بھی اپنی چمک دک کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ کیا نور ہے۔

(۲)

ذره ذره نیست خالی در ہمہ کون و مکان
وانکہ بیرون مست از کون و مکان پیدا است کیست
ترجمہ: کون و مکان میں ایک ذره بھی خالی نہیں ہے وہ جو اس کون و مکان سے باہر ہے ظاہر
وہ کون ہو سکتا ہے۔

یعنی کون و مکان کا ایک ایک ذره ایسا ہے کہ اس کے نور سے معمور ہے (کوئی ایک
ذره بھی خالی نہیں ہے)۔ کون و مکان کے باہر بھی ہر جانب نوری جلوہ کیا ہے۔

(۳)

آفتابے در لباس ذره ہائے علق
نور دیگر مکرر در ہر زمان پیدا است کیست

ترجمہ: آفتاب تو ایک ہی ہے لیکن مختلف ذروں میں نمایاں ہے ہر لحظہ ذروں کا نور بڑھانے والا یہ کون ہے۔

(۳)

گر بظاہر در لباس باتوئی پیدا ولیک
آنکہ پنهانست اندر مغز جاں پیداست کیست

ترجمہ: اگرچہ بظاہر ہمارے لباس میں تو ہی نمایاں ہے لیکن وہ جو میرے اندر موجود ہے ظاہر کہ تیرے سوا کون ہے۔

(۵)

آنکہ اندر بزم جان ہر دم باواز در
مینوا زد پردہ صاحبلاں پیداست کیست

ترجمہ: وہ جو روح (جان) کی بزم میں کوئی ہر لحظہ ایک نئی آواز گونجتی ہے۔ وہ نئے انداز سے صاحب دلوں کو نواز رہا ہے کون ہے اللہ والے جب بولتے ہیں تو ان کے اندر سے ”اُس“ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

(۶)

آنکہ خود بر خود تجلی میکند بس خود بخود
عشق میبازد بنام عاشقاں پیداست کیست

ترجمہ: وہ کون ہے جو اپنے اوپر اپنے ہی نور کا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔ عاشقوں کے نام سے خود اپنے پر عاشق ہو رہا ہے کون ہے۔

(۷)

چند ہر ساعت من و تو در میان آری معین
آنکہ مقصود از من دست از میاں پیداست کیست

ترجمہ: اے معین یہ من و تو کا فرق ہر لمحہ درمیان میں کب تک لائے گا یہ بتا کہ اس من و تو سے

غزل (۱۸)

(۱)

نام او ی مردم اول تا چناں شد عاقبت
کو چو شیر اندر رگ جانم رواں شد عاقبت
ترجمہ: محبوب کے نام کا ورد کرتے کرتے بالآخر وہ وقت آن پہنچا ہے کہ جیسے ماں کا دودھ
میری رگ رگ میں سما گیا ہے اسی طرح اب یہ نام میری رگ رگ میں سما گیا ہے۔

(۲)

یاد اوبا جاں چناں آسخت کز فرط طلب
یاد لو وا گشت او در جاں نہاں شد عاقبت
ترجمہ: اُس کی یاد جان سے اس طرح وابستہ ہے کہ فرط طلب سے اُس کی یاد خود اُس کی
ذات بن گئی ہے اور جان میں نہاں ہے۔
یعنی محبوب سے وصال کی طلب کی شدت ایسی ہے کہ اس کے نام کی مالا جیتے جیتے
وہ نام میری جان کا حصہ بن گیا ہے اب اس کی یاد میری جان کے اندر یوں جا چھپی ہے میں
جانوں کہ وہ خود میرے اندر آن سما گیا ہے۔

(۳)

خلق میگفتند یادش تا جنوں خواہد کشید
ایں سخن باور نکردم تا چناں شد عاقبت
ترجمہ: لوگ کہتے تھے یہ اُس (محبوب) کی یاد جنوں کا رنگ اختیار کرے گی لیکن مجھے اس
بات کا یقین نہیں آتا تھا لیکن آخر کار وہی ہوا۔ (میں اس کی یاد میں گمن رہا اور وہ میرے دل
کے نہاں خانے میں آباد ہوا۔)

(۴)

مے تلے دل را توقع بود زان لب شربی
آرزوی دل بکام عاشقان شد عاقبت

ترجمہ: ایک عرصے تک دل کی توقع تھی کہ اس کے لب کی شیرینی سے فیض پاؤں لیکن آخر کار وہی آرزوئے دل عاشقوں کی تنہا بن گئی (بالآخر یہ مراد برآئی اور مجھے اپنے محبوب کا وصال نصیب ہوا)

(۵)

آنکہ اندر پردہ عصمت گہے مستور بود
پردا ہا افگند و رسوائے جہاں شد عاقبت
ترجمہ: ”وہ“ کہ جو (پردہ عصمت) کے اندر چھپا تھا اس نے پردہ ہٹا دیا اور دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ یعنی دنیا نے مختلف مظاہر فطرت سے اس کے وجود کا ثبوت پایا یہ دنیا بنانے سے پہلے اللہ تعالیٰ غیب میں تھا۔ دنیا بنا کر اس نے اپنی خدائی کا ظہور کیا۔

(۶)

رشتہ جان مرا بکسینت مقراض فراق
تا امید وصل تو پیوند جاں شد عاقبت
ترجمہ: ہجر و فراق کی قینچی نے میری زندگی کا دھاگہ کاٹ ڈالا۔ (اسی سبب سے) تیرے وصال کی خواہش میری جان کا پیوند بن گئی۔ (زندگی سے رشتہ کٹ جانے کے بعد خدا سے واصل ہونا ممکن ہوا۔)

(۷)

ہر دے کز بے نشان میخو است تیا بد نشان
چوں معین در بے نشانی بے نشان شد عاقبت
ترجمہ: وہ دل جو کہ اُس بے نشان کا کوئی نشان ملے۔ تلاش میں تھا۔ سو معین کی طرح (میں نے مادی نہیں بلکہ روحانی حوالوں سے اُسے پایا۔) بے نشان کے لیے خود بے نشان بن گیا۔

غزل (۱۹)

(۱)

درہ عشق تو ام درد تو ہوا بس است
مونس خلوت دل آہ سحر گاہ بس است

ترجمہ: مجھے تیرے عشق کی راہ میں درد (دکھا اور غم) کافی ہیں۔ میری تنہائیوں میں میری ہمدرد اور ساتھی میری آہ سحرگاہی (صبح صادق کے وقت خدا کے حضور کی جانے والی آہ و فریاد) ہی مجھے کافی (دشانی) ہے۔

(۲)

رو خوف ست و شب مظلم و دشمن بگمین
ربہرم نور تو کلت علی اللہ بس است
ترجمہ: محبت کا راستہ خوف و خطر سے نہ رات اندھیری اور دشمن بھی گھات لگائے بیٹھا ہے مگر اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور توکل کا نور ہی میرا راہبر ہے اور یہی کافی ہے۔

(۳)

وہ حرم حرم خاص گرت وہ خندانہ
ہمت از دور زمیں ہوی درگاہ بس است
ترجمہ: اگر (حالات و واقعات) مجھے تیری بارگاہِ عظیم میں (تیرے حرم خاص میں) پہنچنے نہیں دیتے ہیں تو مجھ میں یہ ہمت ہے کہ میں دور دوری سے تیری ہند میں ہوی کر کے دل کو سکون پہنچاؤں گا اور یہی میرے لئے بہت ہے۔

(۴)

حسن ساقی بتولی پردہ اگر جلوہ نہ کر
عکس افتادہ بجام دل آگاہ بس است
ترجمہ: یعنی ساقی کا حسن اگر تجھے پردہ میں نظر نہیں آیا تو ہمدردی سے دل آگاہ کے جام میں نہ آنے والا عکس کافی ہے۔ یعنی اگر ساقی نے اپنا خطاب الٹ کر اپنے حسن کا جلوہ نہیں دکھایا تو میرے دل کے پیالے میں (بادہ عشق سے مگرے ہوئے پیالے میں) تیرے حسن کا عکس ہی میری تسکین قلب و جاں کے لیے کافی ہے۔

(۵)

چوں منی فغلب ابی لڑب کشادہ درے
پا بد امن کش و بچسین کہ ہمیں ماہ بس است

ترجمہ: اگر دل سے رب کی طرف دروازہ نہیں کھولا تو پھر ٹھہر جا اور راہ میں بیٹھ جاتیرے لئے
راہ ہی کافی ہے۔

(۶)

چشم عقل بیزیر علم عشق درآ
در سپاہی کہ ہزارند یکے شاہ بس است
ترجمہ: (۶) عقل کے ہاتھ میں عشق کا جھنڈا مت تھما۔ (عقل کی آنکھ نے عشق کا جھنڈا اٹھا
رکھا ہے اُسے ترک کر دے) ہزاروں لاکھوں سپاہی بھی ہوں تو ان پر حکمران صرف ایک
بادشاہ ہی ہوتا ہے۔

(۷)

ہچو خورشید مکن جانب ہر ذرہ نگاہ
زانکہ در نصحت دل منزل یکماہ بس است
ترجمہ: خورشید کی طرح ہر ذرے کی طرف نگاہ مت کر کیونکہ دل کی پہنائیوں میں ایک چاند
ہی کافی ہے جو اسے نور نور کر دیتا ہے۔

(۸)

تو نکو خواہ وی و جنت وصل آن تو شد
دانش ہجر نصیب دل بد خواہ بس است
ترجمہ: تو اُس دوست کا ہے وصل کی جنت تیری ملکیت ہے اور جدائی کی آگ دل بد خواہ کے
لیے کافی ہے۔

(۹)

گر مطیعان ہمہ طاعت ہر دوست برند
اے معین بدرقہ آہ تو یک آہ بس است
ترجمہ: اگر پاک باز لوگ زہد و تقویٰ والے لوگ اپنے محبوب کے سامنے اطاعت و نیاز کا
مظاہرہ کریں گے تو اے معین اس لمحے بھی (میرے دل سے اٹھنے والی) آہ و زاری ہی

میرے کام آئے گی۔

رویف ”ح“

غزل (۲۰)

(۱)

مراز عشق تو در دیت در دل مجروح
کہ گرچہ شرح دہم ہم نے شود مشروح
ترجمہ: تیرے عشق کا حراہہ درد ہے جو دل مجروح میں ہے اگر میں اُس کی شرح کروں تو وہ
شرح سے بھی واضح نہیں ہو سکا۔

(۲)

فتوح عالم بھی ہی کند ثار
گئے کہ در کہ میمانہ میشود مفتوح
ترجمہ: عالم فیب کی فتوحات ثار کی جاتی ہے جب کبھی کبھی میمانے کا درد اڑہ کھولا جاتا ہے۔

(۳)

صبح روز ازل ساقی است چہ گفت
لیا فریق سکارلی تھا درو بصوح
ترجمہ: روز ازل کی صبح کو ساقی ازل نے کہا کہ اے رعد و اٹھو جلدی کرو جام بھر کے پو کہ صبح
کا وقت ہوا چاہتا ہے۔

(۴)

چہ جرم دست کہ بر خاک تن نمی ریزد
زبادہ کہ دلم میکھد ز ساغر روح
ترجمہ: کیسے گھونٹ ہیں جو خاک تن پر نہیں کراتے گئے اس شراب کے جو میرے دل نے
روح کے ساغر سے پئے ہیں۔

(۵)

سوار کاری میدان چرخ سے سزوت
اگر ز دست نمائی لگام نفس جموح

ترجمہ: (اے انسان) میدان چرخ میں سوار ہو کر دوڑنا اُس وقت تجھے میسر ہوگا جبکہ تو اپنے
نفس کے سرکش گھوڑے کو قابو میں کرے گا۔

(۶)

فَنُورِ وَجْهِ حَبِيبِي بَعْدَ مَا طَلَعَتْ
بِلَا مَظَاهِرٍ اَيَّابٍ تَكَاذُلُ قُلُوح

ترجمہ: پس میرے محبوب کا جمال جب ظاہر ہو گیا تو بغیر اپنے نشان کے مظہروں ہی کے جلوہ
نما ہے۔

(۷)

معینِ عشق وہ جا مگر عیب کہ مور
بدبہ پیش سلیمان بخورد خویش فتوح

ترجمہ: اگر معینِ تمہارے عشق میں اپنی جان بھی دے دے تو اسے اس کا عیب شمار نہ کرنا کہ
چوٹی حضرت سلیمان کے حضور میں اپنے لائق نذرانہ لے کر گئی تھی۔

روایف ”د“

غزل (۲۱)

(۱)

حمد یکہ ہجو بحر کرم بیکراں بود
حمد یکہ شکر نعمت ہر دو جہاں بود

ترجمہ: حمد اُس ذات کو کہ جس کا کرم بحر بیکراں کی مانند ہے اور اُس کی حمد کرتا ہوں۔ شکر میں
دونوں جہاں کی نعمتیں ہیں۔

(۲)

مہ یکہ در تضاعف ذرات کائنات
چھانکے مستزاد کئی بیش ازاں بود
ترجمہ: وہاں کی حمد ہے کہ ذرات جہاں سے بھی اس کو روگنا کر دیا جائے۔ بلکہ جتنا بھی بڑھایا
جائے وہ اس سے سوا ہے۔

(۳)

مہے کہ بیان مشابہ کہ ادراک کنہ آں
بہ تر ز پایہ فرو خروہ واں بود
ترجمہ: اس کی حمد اس کی ذات کے ادراک کی مانند ہے جو ہر ایک بین عقل کی رسائی سے
بڑھ کر ہے۔

(۴)

مہ یکہ چوں عماری عزت کند روان
بہ ملک ملائکہ حکمش رواں بود
ترجمہ: تمام تعریف اس ذات کی جو عزت کی عمارات جب رواں کرتا ہے تو ملائکہ کو گردن پر
اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔ یعنی فرشتے بھی اس کی تعمیل میں حاضر رہتے ہیں۔

(۵)

مہ یکہ در ہوائے ہویت ہائے وار
بہ تخت گاہ ملک قدم سائباں بود
ترجمہ: ایسی تعریف جو ہاں کی مانند اس کی ذات کی فضا میں ملک قدم کے تخت گاہ کا سائباں
منجائے۔

(۶)

مہ یکہ عل رافض ازیہ کے قد
برمند مقاصد خواہ کاراں بود

ترجمہ: تمام تعریف اُس کو جس کی مہربانی کا سایہ اگر کسی پر پڑ جائے تو وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائے۔ یعنی حمد کی بدولت وہ شخص جس پر اس کا سایہ پڑتا ہے دنیا و آخرت میں کامیاب رہتا ہے۔

(۷)

حمد یکہ چوں زحیطہ جاں سرمدوں کند
ہر تار موی برتن ازاں صد زباں بود
ترجمہ: وہ تعریف جو کہ جو احاطہ جاں سے اپنا سر باہر نکالتی ہے تو بدن کے ایک ایک بال کو گویا سوسو زبانیں لگ جاتی ہیں۔

(۸)

حمد یکہ چوں قدم کھد از ضیق کن فکاں
جولانگہش بنا حیت لامکاں بود
ترجمہ: (۸) وہ حمد کہ جو اس دنیا کی تنگی سے جب قدم نکالتی ہے تو اُس کی جولاں گاہ عالم قدس بن جاتا ہے۔

(۹)

حمد یکہ چوں زباں دہش زیور بیاں
تحسین قدسیاں ہمہ نعم البیان بود
ترجمہ: وہ حمد جو حسن بیان کے ساتھ زبان سے ادا ہوتی ہے اس سن سن کر فرشتے بھی داد و تحسین دیتے اور سبحان اللہ سبحان اللہ پکارتے ہیں۔

(۱۰)

حمد یکہ در ہواش ملائکہ گلندہ پر
آں خود چہ جائے حوصلہ انس و جاں بود
ترجمہ: وہ حمد جس کی آرزو میں فرشتوں کے پر جھڑ گئے ہیں اُس کے بیان کا حوصلہ بھلا انس و جان کو گیا ہو سکتا ہے۔

(۱۱)

ہر یک نہ ملک کند انشانہ اس و جاں

بل خود بذات خود حصہی آں بود

ترجمہ: وہ کہ جس کو فرشتے انسان اور جنات تحریر نہ کر سکیں تو وہی ذات احدیت جس کو بیان کر سکتی ہے۔

(۱۲)

باو آثار بار کہ قدس کبریا

کاں مصد محامہ قدوسیاں بود

ترجمہ: ایسی تمام تعریف اس کبریا کی پاک بارگاہ پر آثار جو فرشتوں کی تعریف کا زینہ ہے۔

(۱۳)

آن ہم نامیکہ بگویند بندگان

کے درخور خدائے حق عز و شاں بود

ترجمہ: وہ ہم تو ناقص ہے جو (عام لوگ) ہم بندے پڑھتے پھرتے ہیں۔ وہ خداوند بزرگ و برتر کے شایان شان کب ہو سکتی ہے۔

(۱۴)

لا اھی ست تھہ خاصاں در آنجناب

این گنگو چہ لائق آں آستان بود

ترجمہ: جب بارگاہ الہی میں مغرب لوگ "لا اھی" کا تھہ لائے ہیں تو پھر ہم جیسوں کی یہ بات پیت حق جل جلالہ کے لائق نہیں ہے۔

(۱۵)

در اوج کبریاںش گندست بال بحر

آں شایہاز قدس کہ عرش آشیان بود

ترجمہ: اس کبریا کی بلندی پر عاجزی کے بازو اس پاک شہباز نے بچھا دیئے ہیں جس کا

مقام عرش ہے۔

(۱۶)

اوبے نشان محض چہ جوئے از و نشان
 ہر ذرہ بر خدائی او صد نشان بود
 ترجمہ: اُس بے نشان کا تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے تو اُسے کہاں ڈھونڈنا پھر رہا ہے۔ (لیکن کمال
 عظمت یہ ہے) کہ ہر ہر ذرے میں اس کی خدائی کا جلوہ ہے۔

(۱۷)

چہمت چونست پردہ زرخ کی براقلند
 صاحب نظر کجاست کہ او خود عیاں بود
 ترجمہ: تمہارے پاس دیکھنے والی آنکھ ہی نہیں ہے وہ اپنے رخ سے پردہ کیا اٹھائے کوئی ایسا
 صاحب نظر کہاں ہے؟ جس پر وہ خود اپنا جلوہ عیاں کرے۔

(۱۸)

آزاکہ پردہ ہا ز نظر برگزیدہ اند
 در صد ہزار پردہ دیگر نہاں بود
 ترجمہ: اگر آنکھوں کے آگے سے (ظاہری) پردے ہٹا بھی دیئے جائیں تو بھی وہ (نور
 حقیقی) ہزاروں دیگر پردوں کے پیچھے چھپا رہے گا۔

(۱۹)

حقاکہ کو شے تو بجالے نمی رسد
 کربا کشش ز جانب اوہر زماں بود
 ترجمہ: خدا کی قسم تیری کوشش کسی کام نہیں آئے گی اگر ہر لمحہ اُس کی جانب سے کشش نہ ہو۔
 (دل میں طلب اور لگن بچی ہونی چاہیے پھر کوشش بھی با مراد ہوتی ہے۔)

(۲۰)

سے وجود فکین گر مرد این رہے
 در نہ ہزار سالہ وہ اندر میاں بود

ترجمہ: اگر تو راہ عشق کا راہرو ہے (عشق میں حرأت آزما ہے) تو اپنے وجود کی دیوار
توڑ دے۔ ورنہ یوں ہوگا کہ ہزاروں سال اسی راستے میں رہے گا۔

(۱۱)

اویلو درازل متوحہ کہ در وجود

جڑوے بنودناپہ ابد بچیاں ہو

ترجمہ: وہ (خدائے برحق) روز ازل سے یکساں دیکھا تھا اور ہے۔ اپنے وجود میں جڑ نہیں ہے
اور ابد تک اسی میں رہے گا۔ (جب کچھ بھی باقی نہیں بچے گا تو وہ پھر بھی موجود ہوگا۔)

(۱۲)

از مطلع وجود چہ نور قدم عاقبت

از علت حدوث چہ نام دستان ہو

ترجمہ: جب یہ کائنات ان کے دم قدم کے نور سے نور ہوئی تو پھر (کفر و باطل) کے
اندھیروں کا نامہ دستان بھی نہ رہا۔

(۱۳)

تاخوش از دہچہ ہستی نمود زرخ

زیں گنگو بہر سر کو داستان ہو

ترجمہ: جب سانس کے حسن نے ہستی کے دہچے سے اپنا جمال دکھایا اس وقت سے یہ گنگو
ہر طرف ایک داستان کی طرح ہے۔

(۱۴)

ز آئینہ وجود نہایت لب و خاک

آں صحتیکہ معنی روح و ہواں ہو

ترجمہ: وہ اپنی ذات کے آئینے سے لب و خاک سے نہ لیں کہتا ہے کہ وہ صورت اس
کائنات میں ایک روح ہوں کی حقیقت ہے۔

(۱۵)

در نقطہ گاہ خاک میں جڑ با اعتبار

کاں مرکز محاذ ہفت آسماں بود

ترجمہ: اس نقطہ گاہ خاک میں سوائے اعتبار کے مت دیکھ کر وہ ساتوں آسمانوں سے مقابل ہونے کا مرکز ہے۔

(۱۶)

اندر وہان نہد نفس ناقد

تا از زبان غیب ترا ترجمان بود

ترجمہ: اُس نے خاک کے منہ میں نفس ناقد کو پیدا کیا۔ (منی کے پتلے کو بولنا سکھا دیا) تاکہ زبان غیب تیرے لیے ترجمان ہے۔

(۱۷)

سبجہ کہ شاہ عشق نہد در دل خراب

نقد دو کون در عوض رایگان بود

ترجمہ: شاہ عشق نے دل کے دیرانے میں جو خزانے رکھ دیئے ہیں یہ ایسے ہیں کہ ان کی عوض دونوں عالم بھی نقد ملیں تو بے معنی بات ہے۔ (جذبہ عشق حقیقی کا دل میں موجود ہونا سب سے بڑا افضل ہے)۔

(۱۸)

ہر ہفت دوزخ از تف دل یک شرارہ ایت

ہر ہشت خلد یک گل ازین بوستاں بود

ترجمہ: یہ ساتوں جہنم دل کی گرمی کا ایک شرارہ ہے اور آٹھوں جہنمیں اس باغ کا ایک پھول ہیں یعنی دل کے (سوز محبت والے) الاؤ کی ایک چنگاری دوزخ کی آگ سے بھی عظیم رہے اور (گلستان محبت کے) باغ کا ایک پھول جنت کے باغوں سے اعلیٰ و افضل ہے۔

(۲۹)

دیو و ملک بھٹہ دل در تنازع اند
چوں سعد و نحس کش بخلک اقتران بود
ترجمہ: دل کے قتلے کے اندرجوں اور فرشتوں کا تنازعہ رہتا ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے
فلک یہ سعد و نحس ستارے (اچھی بری قسمت والے ستارے) ایک جگہ ہوتے ہیں۔

(۳۰)

عقل و ہوا فرشتہ و دیو مد در نہاد
با جسم و جاں نشان بہ مثل تو اماں بود
ترجمہ: اپنے وجود کے اندر عقل کا فرشتہ اور نفس کا شیطان اکٹھے رکھے ہوئے ہیں اور جسم
و جان کے ساتھ مثلاً اُن کی تشبیہ ہو سکتی ہے۔

(۳۱)

جان راہ دز حکمت و تن راز شہوت است
نقصان ایں مقوی و رجحان آں بود
ترجمہ: جان (روح) کے اندر حکمت و دانش ہے جبکہ بدن خواہشات کا مجموعہ ہے یہ دونوں
چیزیں نقصان کا باعث ہیں کہ حکمت و دانش بھی اور خواہشات نفسانی بھی اپنے خوابوں سے
الجھا کے رکھ دینے والی چیزیں ہیں۔

(۳۲)

کم خوردنت پایہ حکمت دریاں فزای
سود دست گرچہ کہ تن رازیاں بود
ترجمہ: کم کھانا حکمت و دانائی کی بات ہے جو راحت جاں ہے۔ اس سے بظاہر وجود کو نقصان
پہنچتا ہے مگر دل کے لیے یہ عمل بہت مفید ہے۔

(۳۳)

تن مرکبست بر آخر زہر رزم
آں بہ کہ روز معرکہ لاغر میاں بود

ترجمہ: یہ جسم ایک ایسا گھوڑا ہے جو اسطبل میں جنگ کے لیے بندھا ہے۔ خیال رہے کہ
معرکہ میدان جنگ میں لاغر جسم والا گھوڑا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

(۱۳۳)

دل چست در بحر صفادان کرا سزد
آں راکہ چوں صدف ہمہ تن استخوان بود

ترجمہ: دل کیا ہے بحر صفا میں ایک موتی کی مانند ہے اور یہ بدن اگر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا
ہو تو پیپی کی طرح موتی کو اپنے اندر بسالیتا ہے۔

(۱۳۵)

جاں چوں مسک گر رہد از مہد مریمی
باروح قدس تلافک ہم عتال بود

ترجمہ: جان مسک کی طرح ہے اگر وہ مہد مریم سے آزاد ہو جائے تو روح قدس کے ساتھ وہ
فلک تک جاسکتی ہے۔

(۱۳۶)

ہر کس کہ پاک دامن ہمت کشد چوکہ
از تند باد حادثہ اندرا اماں بود

ترجمہ: اگر کوئی پہاڑوں کی مانند مضبوط پاؤں جما کر پاک دامن کی ہمت کشد کھڑا ہے پھر وہ
حادثے کی تند ہواؤں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۱۳۷)

دانا کہ دل بکف بود از بہر مہر دوست
دل ہیچو بحر باشد دلف ہیچو کاں بود

ترجمہ: جس کسی نے دلبرے لئے اپنا دل ہاتھ میں قمام رکھا ہو اس کا دل سمندر کی مانند اور
ہاتھ کان کی مانند ہو جاتا ہے۔

(۳۸)

وانرا کہ دیدہ تر بود از آتش دروں
چوں ابر بساط جہاں در فشاں بود
ترجمہ: اگر کسی کی آنکھیں اندرونی سوز سے تر ہوتی ہے تو وہ ابر کی طرح دنیا کی بساط پر
درخشاں کرتا ہے۔

(۳۹)

در محنت فراق چو دل میرد و دست
در لذت وصال نہیں تاچہ ساں ہو
ترجمہ: جو دل محبوب کے ہجر و فراق میں مسزود و شکنجہ میں رہتا ہے جب اسے وصل نصیب ہو تو
اُس کی کیا حالت ہوگی۔

(۴۰)

از ذرہ ذرہ اش بچکد قطرہ قطرہ خوں
با ہر دلیکہ عشق تو در امتحاں بود
ترجمہ: اس کے ایک ایک ذرے سے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ جو جس دل کو تیرا عشق آزما
رہا ہے۔

(۴۱)

ہر مرے زخیر تو بدل جرات است
زخے کہ از تو میرسد آرام جاں بود
ترجمہ: زخیر کی طرف سے مرہم دل کے لیے زخم ہے وہ زخم جو تیری طرف سے ملا ہے وہی
آرام جاں ہے۔

(۴۲)

یا رب بحق سید کونین مصطفیٰ
نعل جسم و جاں خلاصہ کون و مکان بود

ترجمہ: یارب سید کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مدد سے میں جن کا پاک جسم اور جان خلاصہ کون و مکان ہے۔

(۴۳)

شاہی کہ تخت سلطنتش گردے زتند
قدرش فراز مملکت کن فکاں بود
ترجمہ: وہ سلطان جن کی شان و شوکت کا اگر تخت بچھایا جائے تو اُس کی قدر و منزلت کون و مکان سے بھی بلند ہوگی۔

(۴۴)

آن خواجہ کز حرم حرم تاقضائے قدس
گاہ عروج نہ فلکش نردبان بود
ترجمہ: وہ سرور کونین ﷺ جن کے حرم پاک سے فضا کے قدس تک عروج کے لیے نو آسمان میزگی بن گئے تھے۔

(۴۵)

آن خرقہ پوش فقر کہ بر دوش عرشیاں
از گرد دامن کرش طلیساں بود
ترجمہ: وہ گدڑی پہننے والا فقیر کہ جو فرشتوں کے کندھوں پر سوار ہوتا ہے اس نے اپنے اوپر امن کی چادر کی بکلی مار رکھی ہے۔

(۴۶)

یاران اہل بیت کہ در دار ضرب عشق
بر نقد دوستی رقم نام شاں بود
ترجمہ: وہ اصحاب اہل بیت جنہوں نے عشق کا سودا کر رکھا ہے دوستی کی نقدی پر جن کا نام (مکہ پر) تحریر ہے۔

(۴۷)

زایشاں شنیدہ ام کہ زلف تو بندگاں
ہرچہ گمان برعزیزیں آں عیاں بود
ترجمہ: میں نے اُن لوگوں کی زبانی سنا رکھا ہے کہ تیرے لطف و کرم کی بدولت تیرے غلام (ایسے خوش نصیب ہیں) کہ جہل میں خیال کریں عملاً دیا ہو جاتا ہے۔

(۴۸)

نومید چوں شود دل و جان اُمید وار
جائے کہ رحمت و کرم بیکراں بود
ترجمہ: پس جب میرا اُمید وار دل اور جان نا اُمید ہو جائے۔ وہ بھلا مایوس کیوں ہوں جبکہ عملاً ایسا ہے کہ تیری رحمت و یکراں کرم کی تو انتہائی کوئی نہیں۔

(۴۹)

دارو معین رحمت منجائے تو
امید ازاں زیادہ کر اندر گماں بود
ترجمہ: (اے خدا) تیری رحمت سے معین بے انتہا اُمید رکھتا ہے (کہ کرم کی نظر ہوگی) اور یہ اُمید گمان کی حد سے بھی ماوراء تک ہوگی۔

غزل (۲۲)

(۱)

اے از ظہور تو کون و مکاں پدید
از عرش تا بہ فرش زور تو مستفید
ترجمہ: تیرے نور کے ظہور سے یہ دونوں جہاں آفکار ہوئے۔ عرش سے فرش تک ہر شے تیرے ہی نور سے پیدا ہوئی۔

(۲)

شمس و قمر مگرے کہ انوار انبیاء
اندر ظہور خویش زور تو مستفید

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: صرف تیرے نور سے شمس و قمر ہی نہیں بلکہ انبیاء کے انوار بھی اپنے ظہور میں تیرے نور سے مستفید ہوئے۔

(۳)

یہ روئے ہر کہ بستہ سعادت در عطا
وقت دعا سپردہ بدربان توکلید
ترجمہ: جو کوئی بھی شخص تیری رحمت کے دروازے پر پہنچنے کی سعادت نہیں پاتا ہے وہ التجا و دعا کے وقت تیرے دربان کے ہاتھ (اپنی سعادتوں کی) کنجی دے دیتا ہے۔

(۴)

شد در قیود شیطش گردن استوار
ازر بقہ متاحت ہر کہ سرکشید
ترجمہ: شیطان کے قیدیوں میں اُس کی گردن کس دی گئی ہے جو کوئی بھی تیرے احکام کی فرمانبرداری سے دور ہوا۔

(۵)

جاں کز بدن چو آہو وحشی رمیدہ بود
بدبوئے مشک نافہ زلف تو آرمید
ترجمہ: میرے وجود کے اندر جان جو وحشی آہوں کی طرح بھاگی ہوئی تھی مگر جب اُسے تیری زلفوں کی خوشبو پہنچی تو گویا وہ پرسکون ہو گئی۔

(۶)

تو بحر رحمتی ومن آلودہ گناہ
یا کم بشوی اے ز تو پاکی ہر پلید
ترجمہ: تو رحمتوں کا ایک سمندر ہے اور میں گناہوں میں لتھڑا ہوا ہوں۔ اے پاکیزہ و پاکباز! تو آ کے میرے سارے گناہوں کو دھو ڈال۔

(۷)

ہر دیدہ راتِ دل دیدار دوست نیست
جز دیدہ کہ دام کنند از تو اہل دید
ترجمہ: ہر کوئی محبوب کے جلوے کی تاب نہیں لاسکتا ہے ماسوائے اس آنکھ کے جو اہل دید کو
تحمّے بطور قرض ملی ہے۔

(۸)

از جام صاف عیش کسی چاشنی گرفت
مگر غم عشق دروے درد تو در کشید
ترجمہ: عیش کے جام صاف سے اُس کو لذت ملی ہے۔ جس نے تیری محبت کی شراب کی
قلنجھٹ (تہمیں باقی بچی تھوڑی سی پی لی ہے۔)

(۹)

زانم چہ غم کہ ہر نفس عمر کم شود
چوں مہر تست در دل و جاں دہم دم حزید
ترجمہ: اگر ایک ایک سال کے ساتھ میری عمر گنتی چلی جا رہی ہے۔ (جتنی یہ زندگی کم ہوتی
چلی جا رہی ہے) میرے دل و جاں میں آپ کا مہر و کرم اتنا ہی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

(۱۰)

خواہ معین کہ حسن تو بیند معائنہ
خرسند تا کی شوم از گفت داز شنید
ترجمہ: معین چاہتا ہے کہ تیرا حسن بے پردہ اُسے نظر آئے۔ میں کب تک بس (پردے کی
اوٹ سے) گفت و شنید سے دل بہلاتا ہوں۔

☆☆☆

غزل (۲۳)

(۱)

اے تو سلطان دار ملک وجود
ہمہ عالم طفیل تو مقصود

ترجمہ: اے دوست تو ملک وجود کا شہنشاہ ہے تمام عالم کا مقصود تیرے ہی طفیل سے ہے۔ یعنی
اے عشق کی دنیا کے سلطان اے وجود ہستی کے مالک۔ تمام کائنات تیرے حوالے ہی
سے (تیرے نور کے جلوے سے) آباد و قائم ہے تو ہی اس کائنات کا مقصود ہے

(۲)

مرکز محور وجود توئی
کہ ہو قائم ست ہر موجود

ترجمہ: اس کائنات کا مرکز و محور تیری ذات ہے اور تجھ سے ہر موجود کا وجود قائم و دائم ہے۔

(۳)

اول و آخری نبیان وہ تن
ظاہر و باطنی شکست وجود

ترجمہ: تو ہی جان و تن کے ہے اول و آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن ہے شکست وجود کے ساتھ
یعنی اول و آخر بھی تو ظاہر و باطن بھی تو جان و تن بھی تو عزت دولت ہر شے تیرے ہی دم
سے تیرے ہی وجود سے ہے۔ تو ہی ہر شے کا سبب ہے۔

(۴)

مبادات از کجاست منہ بدا
فہتے تا کجا الیہ یعود

ترجمہ: یہ معلوم نہیں ہے کہ تیری ابتدا کہاں ہے جبکہ اُس سے ابتدا ہے اور اُس کی انتہا کیا ہو
جبکہ ہر ایک کو اُسی طرف لوٹنا ہے۔

(۵)

زہولیت نام زہاں محمد شہ
کھجہ راست ماقبت محمود

ترجمہ: تیرا نام ابتدائی ہے ”محمد“ اس لئے رکھا گیا کہ ماقبت میں تیری امت کو مقام محمود مل جائے۔

(۶)

گر ملک سرکشہ خدمت تو

بچو ابلیس سے شود مردود

ترجمہ: اگر (کئی) فرشتہ تیری خدمت سے سرتابی کر لے تو وہ بھی ابلیس کی مانند ”مردود“ کے درجے کو پہنچے۔

(۷)

شدہ جام جہاں نمای دلت

مظہر ہم شاہد و مشہور

ترجمہ: آپ کے قلب مبارک کا جام جہاں نما شاہد و مشہور کے نام ذات کا مظہر ہے۔

(۸)

جام جانت زر وہ بیتل عشق

از برائے ظہور نور شہور

ترجمہ: بیتل عشق نے آپ کے جام جہاں کلور شہور کے ظہور کے لیے جلی کر دیا۔

(۹)

نامودہ ز جام ہستی تو

ہر چہ بود ست و ہست و خواب بود

ترجمہ: تاکہ آپ کے جام ہستی سے ظاہر ہو جائے۔ جو کچھ ہو چکا اور وہ سب کچھ جو ہوگا۔

(۱۰)

می فرستد معین درود بتو
حق تعالیٰ شود زمن خوشنود

ترجمہ: معین ہمیشہ آپ پر درود بھیج رہا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی اور خوشنود ہو جائے۔

(غزل (۲۴)

(۱)

در جاں چو کرد منزل جانان ما محمدؐ
صد درکشا در دل از جان ما محمدؐ

ترجمہ: جب سے میرے محبوب محمد ﷺ نے میرے دل کے اندر مقام کیا۔ وہ جب میرے دل میں اترے کئی اسرار و رموز کے دروازے کھلتے چلے گئے۔

(۲)

ما بلبلیم بالاں در گلستان احمدؐ
مالولونیم و مرجان عمان ما محمدؐ

ترجمہ: ہم گلستان احمد ﷺ کی بلبلیں ہیں (کے بلبل ہیں بھی کہا جاسکتا ہے) ہم لولو اور مرجان ہیں اور ہمارا عثمان محمد ﷺ کی ذات ہے۔

(۳)

مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم
پڑمردہ چوں گیاہیم باران ما محمدؐ

ترجمہ: ہم گناہوں میں مستغرق ہیں اور اپنی گناہ گاری کا جواز ڈھونڈتے ہیں۔ ہم سوکھی گھاس کی مانند ہیں اور (محمد ﷺ کی) رحمت کی بارش کے خواستگار ہیں۔

(۴)

از درد زخم عصیاں ہاراچہ غم چو سازد
از مرہم شفقت درمان ما محمدؐ

ترجمہ: ہم جو عسایاں کے زخموں سے چھ ہیں تو ان کا کیا غم؟ ہمیں رسالت مآب ﷺ کی
(حشر کے روز) شفاعت کا مرہم چوٹ جائے گا تو یہ غم ختم ہو جائیں گے۔

(۵)

امروز خون در عاشق در عشق اگر بدرشد
فردا ز دوست خولہ تاوان ما محمدؐ
ترجمہ: آج اگر عشق کی سرشاری میں عاشق نے (اپنا) خون بہا دیا ہے تو کیا کل کو یوں ہوگا
کہ ہمارے نبی اکرمؐ ہمیں اپنے رب سے اس کا تاوان (بدلہ) دلوا دیں گے۔

(۶)

ما طالب خدائیم بر دین مصطفائیم
بر درگش گدائیم سلطان ما محمدؐ
ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب ہیں اور نبی کریم ﷺ کے دین کے پیرو ہیں۔ ہم
رسول خدا کے دروازے پر ہمیشہ ایک گدا کی مانند سوالی ہیں اور ہمارے سلطان محمد ﷺ کی
ذات ہے۔

(۷)

از احسان دیگر ما آدمیم بر سر
وآں راکہ نیست یاور برہان ما محمدؐ
ترجمہ: جتنی امتیں بھی آئی ہیں ہمیں اس سب میں امتیاز حاصل ہے کہ ان کے مقابلے میں
ہمارے نبی ﷺ کامل و اکمل ہیں جن کی کواعی خدا بھی دیتا ہے۔

(۸)

ای آب دگل سرودی وی جان و دل درودے
تا بشنود بہ شرب افغان ما محمدؐ
ترجمہ: اے آب دگل ان کے نغمے گاؤ اور میرے دل و جان ان پر درود بھیجے رہو تاکہ وہ
(مدینہ) میں ہمارے یہ آہو فغان حضرت محمد ﷺ سن لیں۔

(۹)

درباغ و بوستانم دیگر محواں معینی
باغم بس است قرآن بستان ما محمد

ترجمہ: مجھ معین کو باغ و بوستان کی زحمت نہ دو میرا باغ تو بس قرآن ہے اور میرا بوستان محمد ﷺ ہیں۔

(۲۵) غزل

(۱)

اگر لباسِ حدوٹم بدرکنی چہ شود
مرازِ سرِ حقیقت خبر کنی چہ شود

ترجمہ: اگر تو مجھ میں موجود اس دوری کو ختم کر دے تو کیا ہوگا اور اگر مجھے حقیقت ازلی کے رازوں سے آگاہ کر دے تو تجھے کیا فرق ہو۔

(۲)

بکویِ خستِ دلانیکہ جاںِ رسیدہ بلب
اگر برسم عیادتِ گذر کنی چہ شود

ترجمہ: اگر خستہ دلوں کی بستی میں کبھی جاں بلب مریضوں کا حال پوچھنے چلے آؤ اور اس جانب سے رسائی عیادت کرتے جاؤ تو تمہارا کیا جائے گا۔

(۳)

کہ سر نہادِ بریں درگہ درکشادہ نہ شد
شیِ بصدقِ بریں درِ بسر کنی چہ شود

ترجمہ: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اگر تو اُس در پہ آ کے بیٹھ جائے اور یہ دروازہ نہ کھلے تو اگر صدق و یقین کے ساتھ ایک رات بھی (یوں) اس در پر بسر کرتا تو کیا ہو جائے گا۔

(۴)

دلا جمال خدا چشم سر نمی بیند
اگر بدیدہ دل یک نظر کنی چه شود
ترجمہ: اے دل یہ جو ظاہر کی آنکھ پاس سے اللہ کے جمال کا نظارہ نہیں ہو سکتا۔ تو اگر دل کی
آنکھ کھول کر دیکھے تو پھر تجھے پتہ چلے کہ کیا ہوتا ہے۔

(۵)

گر اعتدال ہوئے۔ محبتش خواہی
ہوئے خوشن از سر بدر کنی چه شود
ترجمہ: اگر تو اس کی محبت کی ہوا کے اعتدال سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے تو خود پسندی اور
نفس کو نکال دے تیرا کیا بگڑے گا۔

(۶)

جو عقل کہ تا چند شش جہت گردی
جہات راہم زیرو زبر کنی چه شود
ترجمہ: اپنی عقل سے کہہ کہ تو مجھے یہ شش جہات میں (دنیا میں ہر طرف مارا مارا) کیا لئے
پھرتی ہے اگر اس طرح تمام جہوں کو تو نے زیرو زبر کر بھی لیا تو کیا۔

(۷)

بگفتش چه سفر با معین برائے تو کرد
بگفت یک قدم از خود سفر کنی چه شود
ترجمہ: میں نے اس محبوب سے کہا کہ معین نے تیرے لیے کتنے سفر کیے ہیں تو اس نے کہا
کہ اگر تو خود سے گزر کر ایک قدم بسر کرتا تو کیا اچھا ہوتا۔

غزل (۲۶)

(۱)

مگر فصل بہار آمد کہ عالم سبز و خرم شد
مگر وصل نگار آمد کہ دل با عیش و ہم شد

ترجمہ: غالباً موسم بہار آگئی ہے کہ دنیا سرسبز و خوش نظر آتی ہے۔ دل بہت خوش ہے شاید محبوب وصل کا وقت آگیا۔

(۲)

یا ہجو خلیل امشب ز عار تن بروں نگر
کہ نور حق پدیدار از ہمہ ذرات عالم شد
ترجمہ: خلیل اللہ کی طرح آج کی رات عارِ تن سے باہر نکل آ کہ نورِ حق کے تمام ذراتِ عالم
سے نمایاں ہو رہا ہے۔

(۳)

ہزاراں جام ہر لحظہ یکام دل ہی ریزد
ازاں دریا کہ یک قطرہ نصیب عرش اعظم شد
ترجمہ: ہزاروں جام ہر لحظہ کام دل میں اٹھیلے جا رہے ہیں اُس دریا سے کہ جس کا ایک قطرہ
عرشِ اعظم کے نصیب میں آیا ہوا ہے۔

(۴)

دلِ را نالہ و افغان چوے زان اصبغین آمد
کہ تقسیم زے باشد صد اگر زید و گریم شد
ترجمہ: میرے دل کو نالہ و افغان کرتا ہے (بانسری) کی طرح اس لیے دشوار ہیں کہ صد اگر
زید و یم ہوتی ہے تو نے (بانسری) اُس کو تقسیم کر دیتی ہے۔

(۵)

چو در دل درد میدآں شد ز روح خوشتن واللہ
زغیب الغیب شد آگہ دے کو حاضر دم شد
ترجمہ: جب اُس بادشاہ نے اپنی روح دل میں پھونکی تو خدا کی قسم تو وہ دل جو اس وقت حاضر
تھا غیب الغیب سے آگاہ ہو گیا۔ (اسرار الہی سے آگاہ کرتا ہے)

(۶)

ملائک بہر یک قطرہ بمائدہ چون صدف تشنہ
ہزاران بحر پہلیان غار خاک آدم شد
ترجمہ: (یوں بھی ہوتا ہے کہ) گویا فرشتے بحر رحمت کے کاندہ ہوتے ہوئے بھی سچی کی طرح
ایک قطرے کو تربتے ہیں جبکہ انسان کے وجود پر ہزاروں بیکراں سمندر غار کر دیے گئے۔

(۷)

دل بنم ہے خواہی دل تنگین بدست آور
چو دل تنگین عشق آمد زغما جملہ بنم شد
ترجمہ: اے دل اگر تو غموں سے مکمل نجات چاہتا ہے تو محبوب کا غم اپنے اندر بسالے کیونکہ
جو دل عشق کے غم میں جلا ہو جاتا ہے وہ باقی سب غموں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(۸)

اگر با یار خود باشی تر: دوزخ بہشت آمد
وگر بے یار خود مانی ترا جنت جہنم شد
ترجمہ: اگر تجھے اپنے محبوب کی رفاقت نصیب ہو تو دوزخ بھی جنت بن جاتی ہے لیکن اگر تو
بغیر دوست کے ہے (تو یاد رکھ) جنت بھی جہنم بن جائے گی۔

(۹)

اے اے ناسخ عاقل صلاح از ماچہ میجوی
ترا شنی نصیب آمد مرا رندی مسلم شد
ترجمہ: اے ناسخ عاقل ہم سے تو صلاح و مشورہ کی کیا توقع رکھتا ہے۔ تجھے شنی و بزرگی مل گئی
اور میرے خنے میں زندگی آگئی۔

(۱۰)

اگر بادور نمی داری زہستی سوئے مستی رو
قدح جہائے خدائے میں کہ برستاں دما دم شد
ترجمہ: اگر ہستی کا تجھے یقین نہیں ہے تو مستی کی جانب چل اور دیکھ کہ مستوں (اللہ کے عشق

میں گمن رہنے والوں کو) یہ ہر لحظہ کیا کیا جام نصیب ہوتے ہیں۔

(۱۱)

مگر آن ساقی وحدت نقاب از رخ برا فکندہ
کہ جام و بادہ یکساں گشت و بحر و قطرہ در ہم شد
ترجمہ: شاید آج وحدت کے ساقی نے اپنے رخ سے پردہ ہٹا دے (کیونکہ یوں ہوا ہے)
کہ سمندر اور قطرہ اور جام و شراب سب کچھ آپس میں مل کر ایک ہو گئے ہیں۔

(۱۲)

مرا میگفت کای عاشق بمعشوقے ری آخر
بجہ اللہ کہ از عالم زخم تا کہ آں ہم شد
ترجمہ: اس نے مجھ سے کہا کہ اے عاشق تو بالآخر معشوق تک پہنچ جائے گا اللہ کا شکر جب
تک یہ وصل میسر نہیں ہوا میں دنیا سے نہیں گیا۔

(۱۳)

جو بحر عشق موئے زد سحاب جود باراں شد
وجود واجب و ممکن مثال بحر و شبنم شد
ترجمہ: جب بحر عشق موجزن ہوا تو سحاب جود باراں بن گیا واجب و ممکن کا وجود بحر و شبنم کی
طرح ہو گیا ہے یعنی جب رحمت کے بادل سے بارش برے گی تو عشق سمندر میں موجیں پیدا
ہوں گی تو پھر جو صورت شبنم اور سمندر کے ملنے کی ہوتی ہے تجھے وہ مقام نصیب ہونا واجب
و ممکن ہوگا۔

(۱۴)

زہستی چوں جدا گشتم حریم کبریا گشتم
چو من از خود فنا گشتم چگویم ہرچہ گویم شد
ترجمہ: جب میں اپنے وجود سے اپنی ہستی سے جدا ہوا تو حریم کبریا بن گیا۔ جب میں فنا ہو گیا
تو کیا بتاؤں میں کیا بن گیا۔

(۱۵)

معین را در صغر آنگس بہ منبر درختن آورد

کہ در گہوارہ طفلی قرین این مریم شد

ترجمہ: معین کو منبر پر بیٹھ کر باتیں کرتا "اس" نے ہی سکھایا ہے جس نے حضرت عیسیٰ (ابن مریم) کو عالم طفلی میں بچھوڑے میں بولنا سکھایا تھا۔

غزل (۲۷)

(۱)

چشم بکشاکی کہ دیدار خدا جلوہ نمود

دیدہ شو یکسر و بر بندہ در گفت و شنود

ترجمہ: آنکھ کھول اور دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ سراپا چشم بین جا اور گات و شنود کا دروازہ بند کر دیے یعنی خاموش ہو کر توجہ سے دیکھ ظاہر و باطن میں جلوہ نمائی ہو رہی ہے۔

(۲)

عکس رخسارہ ساقی بنمود از زرخ جام

ہوش و آرام زمستان می عشق ربود

ترجمہ: رخ جام ساقی کے چہرے کا عکس ظاہر ہوا ہے مستوں کا ہوش و آرام می عشق نے چھین لیا ہے۔

(۳)

ساقی عشق مرا روز ازل بادہ چشاند

تا ابد ہر نفس مستی دیگر بفروود

ترجمہ: ساقی نے روز ازل مجھے (اپنی چاہت کا) وہ جام پلایا تھا اور (پھریوں ہوا) کہ ابد تک ایک ایک سانس کے ساتھ اس کی لذت اور بھمتی جاری ہے۔

(۳)

یا رب ایں مستی من ہست سے بزم الت
یار ہر لحظہ بمن بادہ و یکر پیود
ترجمہ: یا رب یہ میری مستی بزم ازل کی شراب کی ہے یا دوست نے مجھ ہر لحظہ اور مسلسل
پلائی ہے۔

(۵)

دل چو آئینہ حق آمد و صیقل غم عشق
ای خوش آمدل کہ سے عشق غبارش بر بود
ترجمہ: میرا دل ذات حق کا آئینہ ہے جسے عشق کے درد و الم نے چکا دیا ہے اے سبحان اللہ کیا
اچھا ہے وہ دل جس کو عشق کی سے نے اس آئینے کا رنگارنگ بنا دیا ہے۔

(۶)

آن دے کر ظلمات بشری یافت خلاص
عکس انوار خدا بود در ہرچہ نمود
ترجمہ: وہ دل کہ جو ظاہر داری اور دکھاوے کی عبادت سے محفوظ رہا۔ اس دل میں سوائے
انوار خدا کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے۔

(۷)

عکس حقے تو و عکس تو در آئینہ جان
عکس عکس تو یقین دان کہ ہاں عین تو بود
ترجمہ: تو آئینہ جان کے اندر تیرا عکس اور ذات حق کا عکس موجود ہے تیرے عکس کا عکس یقیناً
تیرا عین ذات ہے۔

(۸)

بادہ صاف ہست پندار کہ رنگیں شدہ است
آں زہرنگی جام ست کہ شد سرخ و کیود

ترجمہ: اصلاً تو ذات حق ایک ہی ہے مگر اس نے صفاتی طور پر خود کو مختلف رنگوں میں بانٹ رکھا ہے یہ دراصل ان اوصاف کے ساتھ ہر رنگ ہو جانے کی بات ہے کہ سرخ و نیلا (رنگ برنگ) دکھائی دے رہا ہے۔

(۹)

عشق در دار بجا زد دلم روزن
تا کہ در تافت بہ قصر عدم نور وجود
ترجمہ: عشق نے دار بجا میں میرے دل پر روزن کھول دیا تا کہ میرے اس قافی جسم میں نور وجود کا پرتو نکلن اوتار ہے۔

(۱۰)

ذره ہستی من از پے خورشید ازل
کرد ازیں روز نہ کن فیکون میل صعود
ترجمہ: میرے وجود کے ذرے نے ازل کے نور سے روشنی پائی اور کن فیکون کے مسئلے اور نکیزے میں پڑے بغیر نور حقیقی اور جلوہ ازل کو سمجھ لیا۔ (پالیا)۔

(۱۱)

موج دریائے قدم شبنم امکان برداشت
شد نہاں فیب و شہادت ہمہ در بحر شہود
ترجمہ: دریائے ازل کی ایک موج نے ممکن کی شبنم کو فنا کر دیا اس طرح شہود میں فیب و شہود کم ہو گئے۔

(۱۲)

از پس پردہ ہمیداد نشان از من و ما
من و ما رفت ہو ماند چو برقع بکشود
ترجمہ: پردے کے پیچھے وہ من و ما کا نشان دے رہا تھا لیکن جب اس نے پردہ ہٹا دیا تو نہ میں رہا نہ تو رہا سب کچھ اس جلوے میں ماند ہو گیا۔

marfat.com

Marfat.com

(۱۳)

اول آخر و ظاہر و باطن ہمہ دوست
کہ ہمویود و ہمویست و ہمویخواہد و ہود
ترجمہ: اول و آخر بھی وہ اور ظاہر و باطن بھی وہ ہے۔ بس وہ پہلے بھی تھا اب بھی ہے اور آئندہ
بھی صرف وہ ہی رہے گا۔

(۱۴)

عشق بے پردہ ہی باخت معین با رخ دوست
پیش ازاں کزمن و ما نام و نشان نیز بنود
ترجمہ: (۱۴) اے معین رخ دوست کے ساتھ عشق بے پردہ معروف تھا ورنہ جبکہ اس سے
پہلے من و ما کا نام و نشان موجود نہ تھا۔ (قدرت نے اپنے ظہور کے لیے کائنات پیدا کی تو ہم
بھی وجود میں آ گئے ورنہ ہم تو کہیں بھی نہ تھے۔

غزل (۲۸)

(۱)

ایں چہ سودا است کہ اندر سرمای جبید
این سر رشتہ ندانم از کجائی جنید
ترجمہ: (۱) یہ کون سا سودا ہے جو میرے اندر جوش مار رہا ہے۔ مجھے قطعی علم نہیں ہے اس کا سر
رشتہ کہاں سے ہے۔

(۲)

جنش روئے از طرف تست ازلی
میلست اندر دل عشاق چہای جبید
ترجمہ: جب یہ تعلق خاطر تیرے نور و انوار کی جانب سے ازل سے ہی موجود ہے تو تیری
خواہش دل عشاق میں کیوں پنہاں ہے۔

(۳)

کشش تست کہ کوہ لم از جای ہمد
دل نہ کاہی است کہ از یاد و ہوا می جبہ
ترجمہ: یہ تو تیری کشش ہے کہ کوہِ لم کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیا ہے۔ دل کوئی شکا تو نہیں ہے جو
بادِ صبا کی جنبش سے حرکت کرے۔

(۴)

جنبش سایہ چو از جنبش شخص ست مدام
سایہ از شخص مپندار جدائی جبہ
ترجمہ: سایے کی حرکت از خود نہیں ہوتی جس کا یہ سایہ ہے وہ حرکت کر لے تو سایہ حرکت کرتا
ہے جب تک اصل وجود نہ چلاں۔ جو وہاں کا سایہ بھی نہیں چلتا ہے۔

(۵)

ہر کجا شاخ گلی ہست در اطراف چمن
ہمد از تقویت باد صبا می جبہ
ترجمہ: باغ میں ہر طرف پھولوں سے لدی شاخیں موجود ہیں۔ پھول ہی پھول ہر طرف
کھلے ہیں جب ہوا چلتی ہے تو اس کے سبب سے ساری پھولوں سے لدی شاخوں جھولنے اور
لہرانے لگتی ہیں۔

(۶)

دست از دامن عشق تو خواہیم گذاشت
بخدا تا رنجے در تن مای جبہ
ترجمہ: میں تیرے عشق کا دامن کبھی نہیں چھوڑ دوں گا۔ خدا کی قسم جب تک میرے جسد میں
جان موجود ہے۔ (میں تجھ سے کسی صورت پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں)

(۷)

گل عشق تو بیاغ دل خو شاد معین
مین کہ وہ مرغم چچ زجای جبہ

ترجمہ: معین نے تیرے عشق کا پودا خود اپنے دل میں لگایا ہے اور یہ دیکھ کر غم کی آندھی بھی چلے تو یہ اپنی جگہ سے ہلنا نہیں ہے۔

غزل (۲۹)

(۱)

گر آہ آتش بارمن شعلہ بیرون زند
این آتش پنهان علم برگنبد گردون زند
ترجمہ: اگر میری آہ کا ایک شعلہ بھی باہر (دل سے) نکل آئے (تو ایسا ہو جائے) کہ اندر کی
آگ آسمانوں تک پہنچے جائے اور پر اپنا علم گاڑ دے۔

(۲)

سر نہاں پیدا شود کون و مکان یکتا شود
دل غرق آں دریا شود گو موجہانی خوں زند
ترجمہ: جب (حقیقت ازلی کے) اسرار کھلنے لگ جائیں تو کون و مکان ایک ہو جائیں اور
دل اُس دریا میں غرق ہو جائے جس سے خون کی موجیں اٹھ رہی ہیں۔

(۳)

اے دل تو مشکوٰۃ دلی طغرای آیات دلی
آئینہ ذات دلی کس پیش تو دم چوں زند
ترجمہ: اے دل تو محبوب کا روشن چراغ ہے اور اُس کی نشانیوں کا طغریٰ ہے اور اس کی ذات
کا آئینہ ہے۔ تیرے سامنے کوئی کیا دعویٰ کرے گا۔

(۴)

از خندہ گر ریزد نمک بر لبش جاں آید ہمہ
وز غمزہ گر خنجر کھد ہم بر دل مخرون زند
ترجمہ: اگر اُس کا مراد (محبوب) کا تبسم نمک پاشی کرے تو وہ جان کے زخموں پر پہنچے اور اُس
کے ناز و انداز اگر خنجر کشی کریں تو وہ ہمارے دل مخروں پر آئیں گے۔

(۵)

واللہ کہ در رگہای جان چون شہد شیر آمد بداں
لیلی چو تیر امتحاں بر سینہ مجتوں زند
ترجمہ: خدا کی قسم جان کی رگوں میں شیر و شکر کی طرح بن کر پہنچ جاتے ہیں۔ لیلی امتحان کے
جو تیر مجتوں کے سینے پر تیر چلاتی تھی۔

(۶)

عشق از درای لامکاں زد خیمہ اندر باغ جاں
از خلوت خاصی چٹاں کے تحت خود بیروں زند
ترجمہ: عشق نے لامکاں سے ظاہر ہو کر میری جان کے اندر خیمہ لگایا ہے۔ اُس نے بسیرا
کر لیا تو بھلا وہ اپنا یہ تخت چھوڑ کر اب باہر (کسی اور جانب) کیوں جائے۔

(۷)

مغلس جو باغ گوہری پوشدز ہر بد اثرے
مسکین معین در ہر دری زان لیل دیگر گوں زند
ترجمہ: اگر کسی مغلس و نادار کو کہیں سے موتی ہاتھ لگ جائے تو وہ اسے دوسروں سے چھپاتا
بھرتا ہے۔ غریب معین ہر در پر اس لیل سے ایک پیار تک دکھاتا ہے۔

غزل (۳۰)

(۱)

مرا در دل بغیر از دوست چیزی درنی گنج
بظلمات خانہ سلطان کسی دیگر نی گنج
ترجمہ: میرے دل میں میرے محبوب کے علاوہ کوئی شے نہیں ساتی ہے یوں سمجھو لو کہ کسی
بادشاہ کا خلوت خانہ میں (تہائی کی جگہ) کسی اور کی گنجائش نہیں ہوتی۔

(۲)

دورن قصر دل دلدارم یکے شاہی کہ گر گاہی
ز دل بیروں زند خیمہ بہ بحر و برنی گنج

ترجمہ: (۲) میرے دل کے محل میں ایسا سلطان جلوہ کرتا ہے کہ اگر کبھی وہ دل سے باہر جلوہ کرے تو بخرویر میں نہ سانسکے۔

(۳)

بھدر مند ہر دل خیالِش کے زندہ تکیہ
کہ مہد کبریائے او بہر منظرِ نئی گنج
ترجمہ: ہر دل کی صدرِ مند پر میرے محبوب کا خیال تکیہ نہیں لگاتا۔ دراصل اسکی کبریائی کی عظمتوں کا ہر کوئی متحمل ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

(۴)

تنت گر چند موی شد حجابِ جاں بود ویرا
میان عاشق و معشوق موی درنی گنج
ترجمہ: اگر تیرا جسم نزار ہو کر چند بال بن جائے جب ہی وہ حجاب ہے۔ دراصل عاشق اور معشوق کے درمیان بال برابر بھی گنجائش نہیں ہے۔

(۵)

صغیر ہاتھ غیبی بگوشِ مرغِ جاں آمد
کہ در اوجِ ہوائے عشقِ بال و پر نی گنج
ترجمہ: میری جان کے ہاتھ غیبی کی آواز میری جان کے پنچھی کے کانوں میں آرہی ہے کہ فٹائے عشق کی بلندی تک اُن بال و پر کی گنجائش نہیں ہے۔

(۶)

نئی ذات خود بودنِ زاثباتِ صفاتِ اولے
ترا افسرچہ کارِ آیدچو اینجا سر نی گنج
ترجمہ: اپنی ذات کے نئی کرنا انہی صفات کے اثبات سے بہتر ہے۔ جب یہاں سر ہی نہیں سا سکتا تو تاج کی کیا ضرورت ہے۔

(۷)

حساب عمر صد عاتل محشر بگذرد یکدم
حساب یکدم عاشق بعد محشر نمی گنجید

ترجمہ: محشر کے روز سو عاتلوں والی عمر کا حساب کتاب ایک لمحہ میں منت جاتا ہے مگر عاشق کے ایک دم کا حساب سو محشر بھی ہوں تو نہیں ہو سکتا۔

(۸)

رموز عشق اگر خواہی زلوح دل تو اں خواندن
کر حرفی از روایات بعد دفتر نمی گنجید

ترجمہ: اگر تو رموز عشق سے آگاہی چاہتا ہے تو دل کی جنتی پر لکھی تحریر کو پڑھ کہ اس کی روایات کے ایک حرف کی تشریح دفتروں میں نہیں ہو سکتی ہے۔

(۹)

زہر عشق یک قطرہ ظہور سبز منصور یست
بظرف ہمت عاشق ازیں کتر نمی گنجید

ترجمہ: منصور غلامؒ کے راز کا اظہار زہر عشق کا ایک قطرہ ہے عاشق کی ہمت کے ظرف میں اس سے کم کی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۰)

باں جایی کہ من خوردم نہاں کی ماند اسرارم
شراب عشق در جوش ست دور ساغر نمی گنجید

ترجمہ: میں نے محبت کا جو جام پی لیا ہے اب یہ راز مجھ سے نہاں نہیں رہ سکتا۔ شراب عشق جوش میں ہے ساغر میں اس کی گنجائش کہاں ہے۔

(۱۱)

معینی گراہی خواہی کہ سرش بد زباں رانی
مقام آن سردار ست بد منبر نمی گنجید

ترجمہ: اے معین اگر تو چاہے کہ اُس کے راز کو زبان پر لائے تو اُس کا مقام سرِ دارِ بد ہے سرِ منبر اُس کے بیان کا موقع نہیں ہے۔

غزل (۳۱)

(۱)

مگر مہا ز سر کوی دوست سے آید
کہ از زمین وزماں بوئے دوست سے آید
ترجمہ: (مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے) آج صبح کی ہوا میرے محبوب کے کوچے سے ہو کر
آ رہی ہے کیوں کہ زمین سے لے کر آسمان تک (ہر ہر شے سے) میرے محبوب کی خوشبو
آ رہی ہے۔

(۲)

چہ رخصت کہ از یاد می ہم ہر شب
کہ روی او زچہ بر روی دوست سے آید
ترجمہ: کیسی رخصت کی بات ہے کہ مجھے رات کو اپنے محبوب کی یاد بھلانے آتی ہے میرے
محبوب کا چہرہ کس لیے کسی دوست کے مقابل آتا ہے۔

(۳)

ذکوی دوست چو عاشق کشیدہ دارو پائے
کمند شوق ہم از موی دوست سے آید
ترجمہ: اگر دوست (محبوب) کی گلی سے عاشق اپنے پاؤں کو روکتا ہے تو اسے محبوب کے
زلفیں اپنی چاہت کی دوری میں بائدہ لیتی ہیں۔ (وہ بالآخر طلب میں سر فرو ہوتا ہے)

(۴)

وفا چگونہ کند عقل و ہوش با من مست
چنین کہ جام ہیا ہوی دوست سے آید
ترجمہ: میرے جیسے دیوانے کے ساتھ عقل و ہوش کیا وفا کریں گے کیونکہ اگر اسی طرح

دوست کے پیوٹاؤ کے جام میرے پاس آتے رہے۔

(۵)

ہر آنچہ آیدت از غیب نیک و بد مگر
بہیں بس ست کہ از سوی دوست سے آید
ترجمہ: تو اس بات کی پروا نہ کر کہ تیرے جسے کیا ننگی یا بدی آئی ہے بس یہی کافی جان کے وہ
دوست کی طرف سے ہے۔

(۶)

ازیں مصائب و دریاں مثال و شاداں باش
کہ تیر دوست بہ پہلوی دوست سے آید
ترجمہ: دنیاوی مصائب و آگام کو خوشی سے برداشت کر لو ورنہ یاد نہ کر کہ دوست دوستوں کو محبت
میں ایسے تیرے مددگار کرتے ہیں۔

(۷)

یا بھٹا معینے رموز عشق شنو
کہ از حکایت لو بوائے دوست سے آید
ترجمہ: معین کے دوست کی محفل میں آؤ اور عشق کے رموز کی بات سن کہ ان حکایتوں میں سے ہی
دوست کی خوشبو آتی ہے۔

غزل (۳۳)

(۱)

فیض خدا کر بدل آگاہ میر رسد
اے دل بہوش باش کہ ناگاہ ی رسد
ترجمہ: خدا کا فیض دل آگاہ کو پہنچتا ہے۔ اس لیے اے دل بہوش کہ سنبھل جا کہ یہ فضل و کرم
یا ایک نازل ہوتا ہے۔

(۲)

بگذر ز فکر روزی و رزاق راشناس

بگر چگونہ رزق تو دلخواہی رسد

ترجمہ: روزی (رزق) کا غم فکر نہ کر اور اپنے رازق (خدا) کی پہچان کر۔ پھر دیکھ کہ تجھے تیری ضرورتوں کے مطابق رزق کس طرح پہنچتا ہے۔

(۳)

اے تشنہ بواہی عصیاں مبرا مید

کامواج بحر رحمت اللہی رسد

ترجمہ: گناہوں کی وادی میں پیاسا اور نا اُمید مت ہو۔ خدا کی رحمت کے سمندر کی موجیں ابھی آتی ہیں۔

(۴)

در باغ جاں شگفتہ شود صد گل مراد

زاں خمہ کز نسیم سحر گاہی رسد

ترجمہ: سینکڑوں گل مراد کھل اُٹھیں گے اور یہ نسیم سحر کی بدولت ہوگا جو علی الصبح کے وقت چلتی ہے۔ (اس کا نام ہی نسیم سحری ہے)

(۵)

زو پیک عشق حلقہ سحر بدورِ دلم

آورد مرده کہ شہنشاہی رسد

ترجمہ: عشق کے پیغامبر نے سحری کے وقت آ کے خوش خبری سنائی کہ (اے عاشق زار) آج تیری جانب شاہ عشق (تیرا محبوب) آئے گا۔ (اپنے محبوب سے ملنے کو تیار ہو جا)

(۶)

در شاہ راہ سینہ در افتاد غلغلہ

گفتند شاہ عشق ازیں راہی رسد

ترجمہ: میرے چنے کے اندر اچانک بے انتہا شور و غلظہ پیدا ہوا جس نے کہا کہ عشق کا سلطان اس راہ سے پہنچ آ رہا ہے۔

(۷)

گفتم چہ پیش کش گمش یک عشق گفت
ہیں ماحضر پیار کہ از راہ می رسد
ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنے محبوب (مہمان) کو کیا تحفہ پیش کروں گا۔ لیکن قاصد نے کہا
کہ (پریشانی کی کیا بات ہے) جو حاضر و غائب ہے پیش کرو۔

(۸)

یعنی شراب انگ کباب جگر پیار
با آہ و نالہ کز دل او آہ می رسد
ترجمہ: یعنی کہ اپنے انگوٹھوں کی شراب اور اپنے جگر کے کباب تیار کر لے آ اور اسے دل سے
انگنے والی آواز زاری کے ساتھ جو اس کے دل سے آہ بلند کرادے۔

(۹)

چوں تھہ پیش نردم و اندر برم کشید
مانند کہرا کہ پرکاو می رسد
ترجمہ: جب یہ تحفہ اپنے محبوب کے سامنے رکھا تو اس نے پکڑ کر مجھے اپنے پہلو میں بٹھا
لیا۔ اُس کہرا کی طرح جو پرکاو کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یعنی جس طرح عقالیس لوہے کو کھینچتی
ہے مجھ کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لیا۔

(۱۰)

جائیکہ زاہداں بنہار از بعین رسد
مست شراب عشق بیک آہ می رسد
ترجمہ: وہ مقام جہاں زاہد و عابد لوگ ہزاروں رکعتوں کی ادائیگی (بے انتہا عبادتوں) کے
بعد پہنچتے ہیں۔ مست شراب عشق ایک آہ میں ہی پہنچ جاتا ہے یعنی مجھے عشق کی شراب نے

مسکور کر کے وہاں پہنچا دیا ہے۔

(۱۱)

بے یار خود سفر کن از پیچ حد معین
تہا مرد بپاش کہ ہمراہ می رسد
ترجمہ: اے معین اپنے محبوب کے بغیر کسی طرف سفر نہ کر۔ تو اکیلا نہ جا۔ رُک جا۔ دیکھ تیرا
ساتھی بھی تیرے ساتھ پہنچے گا۔

غزل (۳۳)

(۱)

وقت آنست کہ دل واقف اسرار شود
جای آنست کہ جان طالب دیدار شود
ترجمہ: اور موقع آگیا ہے کہ جان (محبوب کے) دیدار کی طالب ہو سکتی ہے۔ اب وقت
آگیا ہے کہ دل اسرار حقیقت سے واقف ہو جائے گا۔

(۲)

گنج مخفی چو بازار او ظہور آمدہ است
عارف آں بہ کہ ز خلوت سوی بازار شود
ترجمہ: اب وہی عارف اچھا ہے جو خلوت سے نکل کر بازار میں آجائے۔ ایک مخفی خزانہ
جو بازار ظہور میں آگیا ہے۔

(۳)

پیچ دانی زچہ زد خیمہ صحرائے ظہور
تارخش ز آئینہ کون نمودار شود
ترجمہ: کیا مجھے معلوم ہے اُس نے صحرائے ظہور میں خیمہ کیوں لگایا ہے۔ تاکہ آئینہ
موجودات سے اُس کا رخسار نمایاں ہو سکے۔

(۳)

وہ چہ دانم کہ دریں واقعہ سرگردانم
چہ عجب گر جگر ریش و دل انگار شود
ترجمہ: مجھے کیا معلوم تھا کہ میں اس قسم میں سرگرداں ہو جاؤں گا۔ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے
اگر تیری قدرت و حکمت کو دیکھ کر تعجب سے جگر پھٹ جائے اور دل زخموں سے چوں ہو جائے۔

(۵)

خلق گر بہر ظہور چہا عجوب اند
سچ دیدی کہ جب موجب اظہار شود
ترجمہ: اگر خلق کا پیدا کیا جانا تیرے اپنے ظہور کے لیے ہی تھا (کہ تو اپنی قدرت ظاہر
کرے) تو پھر عجوب کیوں ہیں حجاب اظہار کا ذریعہ بنا ہے۔

(۶)

چہ حجابش منم آخر ز میاں بہ خرم
نامو دیدہ و بیندہ دیدار شود
ترجمہ: جبکہ میں ہی اُس کا حجاب ہوں تو میں ہی درمیان سے نکلا جاتا ہوں تاکہ وہ دیدار کا
دیکھنے والا از خود چشم دیدار بن جائے۔

(۷)

لو در آئینہ من چہرہ خودی بیند
خود بدیں واسطہ مطلوب و طلب گار شود
ترجمہ: وہ میرے شکستے میں سے خود کو دیکھ رہا ہے چنانچہ (کہا جاسکتا ہے کہ) خود اُسی واسطے
وہ مطلوب اور طلب گار ہے۔

(۸)

حاصل آنت کہ ایں مسئلہ بجا چچ ست
دیں غن مشکل اگر راست بگفتار شود

ترجمہ: (۸) حاصل کلام یہ ہے کہ مسئلہ پُرچ ہے اور یہ گفتگو مشکل ہی سے احاطہ گفتار میں آسکتی ہے۔

(۹)

اوپو خود عارف خود آمد و ما محروم
بس نہاں از کہ بدو ہر کہ بدیدار شود
ترجمہ: جب وہ خود ہی اپنا عارف ہے تو ہم دیدار سے محروم ہیں۔ جو کوئی اُس کے دیدار کا طالب ہے وہ اُس سے اتنا ہی نہاں ہے۔

(۱۰)

قدر جوہر شناسد مگر آں جوہر پے
کہ صدف بشکند و خود دُر شہوار شود
ترجمہ: موتی کی قدر وہ جوہری پہچان سکتا ہے جو سیپ کو توڑ کر اس میں خود داخل ہو سکے اور سیپ کے اندر جا کے موتی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(۱۱)

پردہ آب و گل از روئے دل و جان بردار
تاہم ظلمت ہستی تو انوار شود
ترجمہ: آب و گل کا پردہ دل و جان سے اُس نے ہٹالیا ہے۔ ناکہ پوری ہستی کی ظلمت انوار سے بدل جائے۔

(۱۲)

نیمت اغیار کہ آئینہ یارند ہمہ
تو ز آئینہ رخس میں کہ ہو یار شود
ترجمہ: یہاں کوئی غیر نہیں ہے سب کے سب دوست کا آئینہ ہیں کہ اُس کے آئینہ رخسار کو دیکھتا کہ وہ دوست بن جائے۔

(۱۳)

ہر کہ در بزم بقا جام بقاء نوش کند
دست در جمل انا الحق زدہ بردار شود

ترجمہ: جس کی نے عالم جام میں جا کر جام بھانوش کیا تو اس نے انا الحق کا نعرہ لگایا اور وارپہ چڑھ گیا۔

(۱۳)

عکس رخسارہ ساقی چو قند بدخ جام
روئے میکانہ کند زابد و شمار شود
ترجمہ: جب جام کے اندر ساقی کے چہرے کا عکس نظر آیا تو زابد نے میکانے کا رخ کیا (وہاں جام تو حید و عشق و مستی بیا اور) اور مر شمار ہو گیا۔

(۱۵)

ہر کرا عقدہ زلف تو در آرد بکند
ہکسلدر رشتہ تسبیح و ہمار شود
ترجمہ: تیری زلفوں کے پھندے جس کی کو اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ وہ تسبیح کا رشتہ تو ذکر و تار بہن لیتا ہے۔

(۱۶)

ہچی راز ست کہ از پردہ بدوں می آفت
تا دل بخیبراں واقف اسرار شود
ترجمہ: یہ کیا راز ہے کہ عید کھلا چلا جا رہا ہے (پردہ ہٹا چلا جا رہا ہے) شاید وہ بے خبر دلوں کو اپنے رازوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔

(۱۷)

یعنی آں لطف و حمایت کہ خداوند مراست
چہ جب باشد اگر بندہ گنہگار شود
ترجمہ: کیا اس لطف و حمایت کے پیش نظر جو میرے خدا کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر کیا تعجب نہیں اگر بندہ گناہگار بن جائے۔

(۱۸)

چوں پر سیدن بیمار خود آئی سحری
تندرستان ہمہ زیں واقعہ بیمار شود
ترجمہ: جب وہ اپنے بیمار کا حال پوچھنے سحر کے وقت آتا ہے تو یہ کرم دیکھ کر اچھے بھلے صحت
مند بھی بیمار بن گئے۔

(۱۹)

تو بخوابی و سرت یار گرفت بکنار
چشم بخت بوداں روز کہ بیدار شود
ترجمہ: تو سویا ہوا ہے اور تیر سر دولت آغوش میں سے ہے تیری خوش بختی کا دن وہ ہوگا جب
اس حال میں تو بیدار ہو جائے گا۔

(۲۰)

ہر کہ چوں نقطہ نہدیک قدم از خود بیرون
اعریں دائرہ سر گشتہ چو پرکار شود
ترجمہ: اگر کوئی شخص اپنے اندر سے ایک نقطہ کے برابر بھی باہر قدم رکھتا ہے تو اس دنیا کے
دائرے میں پرکار کی طرح سرگرداں ہوتا ہے۔

(۲۱)

لہمہ بادہ کہ برجاں معین میووی
دل سر مستش از آں نیست کہ ہشیار شود
ترجمہ: اس قدر شراب؛ تو نے معین کی جان کو عطا کی ہے۔ وہ ایسا سرمست و سرشار ہوا ہے
کہ اب وہ شاید ہی کبھی ہوش میں آئے۔

غزل (۳۴)

(۱)

دگر کہ غمزہ ساقی کرشمہ فرمود
کہ ہوش و صبر مستان بزم عشق دیود

ترجمہ: دوسری مرتبہ ساقی کے غزروں نے اپنا کرشمہ اس طرح دکھایا ہے کہ بزمِ عشق کے مستوں کا صبر و ہوش رخصت ہو گیا ہے۔

(۲)

نہ عقل ماء نہ عشق و برفت علت و نور

بسوخت آتش غیرت ہر آنچہ بود نبود

ترجمہ: آتش غیرت نے یوں جلا ڈالا کہ راکھ کر ڈالا۔ عقل و عشق اور نور و علت سب گویا بھسم ہو گئے۔ کچھ بھی باقی نہ بچا۔

(۳)

چہ آفتاب محبت بتافت روشن گشت

کہ در برابر ہر ذرہ آفتابے بود

ترجمہ: محبت کا سورج روشن ہوا تو ظاہر روشن ہو گیا کہ ہر ذرہ کے برابر کے آفتاب موجود تھا۔

(۴)

چہ صلیقت عانم شراب وحدت خاص

کہ زنگ غیر بکے زجام دل بزود

ترجمہ: وحدت خاص کی یہ شراب کیسی صاف اور شفاف ہے۔ یہ شراب ایسی ہے کہ اسے دل کے جام میں ڈالا جائے تو اس جام پر لگا (غیر اللہ کا) زنگ یہ شراب اتار دیتی ہے۔

(۵)

زنگ غیر چہ جامِ دل معنی شد

زذره ذرہ من نور حق جمال نمود

ترجمہ: میرے دل کو لگا (غیر اللہ کا) زنگ صاف ہو گیا اور میرے وجود کا ایک ایک ذرہ جہاں حق کا مظہر بن گیا ہے۔

(۶)

حدیث خود بزبانم بر اہل مجلس گفت

بگوش مستمعاں راز خود ز خود بشنود

ترجمہ: (میرا) محبوب نے مجلس میں بیٹھ کر میرے منہ سے اپنی باتیں بیان کی اور پھر (یوں ہے کہ) اپنی ہی کئی ہوئی باتیں سننے والے کے کانوں میں اپنا راز خود سے سنا۔

(۷)

کشاد کار معینے ز قبض وسط مجھے

پیا کہ ساقی وحدت سرسید بکشود

ترجمہ: اے معین! کشاد کار قبض وسط سے نہ ڈھونڈ آ کہ ساقی وحدت نے سرسید کھول دیا ہے یعنی کہ ساقی وحدت نے مجھے اپنی گرفت میں رکھا اور میرا سر شراب کے مٹکے میں ڈبو دیا۔ مجھے وحدت نے شرابور کر دیا۔

(۳۵) غزل

(۱)

راہ بکشای کہ دل میل بیالا دارد

پردہ برگیر کہ جان عزم تماشا دارد

ترجمہ: راستہ کھول دو۔ کہ دل آسمانوں کی طرف جانا چاہتا ہے۔ پردہ ہٹا دو کہ میری جان (اے محبوب تیری) دید کرنا چاہتی ہے۔

(۲)

باز دل کر شرف قصر ازل کرد نزول

باز ہر دواز کتناں میل ہماں جا دارد

ترجمہ: میرے دل کا عقاب جس نے قصر ازل کی بلندی سے نزول کیا تھا۔ اور یہ پرواز کتناں اسی طرف مائل ہے۔

(۳)

دل از عین عدم رفتہ سوی قاف قدم
صعود راہیں کہ ہوں صحبت عنقا دارد

ترجمہ: میرا دل عالم عدم سے نکل کر عالم وجود کی جانب رواں ہے یوں جانو کہ جیسے ایک چھوٹی سی چڑیا ایک شہباز (عنقا ایک فرضی پرندہ ہے۔ شہباز کا نقطہ عمومی فہم میں آساں ہے) کے ساتھ رہنے کی طالب ہے۔

(۴)

من اگر خود زدم او کشدم جانب خود
ہم ازاں سلسلہ عشق کہ باما دارد

ترجمہ: میں اگر خود اس کی جانب نہیں بڑھتا ہوں تو خود وہ اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ اسی سلسلہ عشق کے ذریعے جو ہمارے ساتھ قائم ہے۔

(۵)

کہ بخود خواند و گاہی زخودم میراند
آہ ازیں غمزہ کہ با عاشق شیدا دارد

ترجمہ: کبھی خود ہی مجھے اپنے پاس بلاتا ہے اور کبھی خود مجھے اپنے پاس سے ہٹا دیتا ہے۔ آہ اس غمزے کو کیا کہوں جو وہ اپنے عاشق شیدا کے ساتھ روا رکھتا ہے۔

(۶)

حسنتش اندر پس صد پردہ چہیں جلوہ گریست
دائے ازاں روز کہ آن چہرہ ہویدا دارد

ترجمہ: اُس کا حسن سو پردوں کے پیچھے بھی جلوہ گر ہے۔ واللہ وہ کیا عالم ہوگا جس روز وہ چہرہ (پردے سے نکل کر) ظاہر ہوگا۔

(۷)

گرچہ از جای ہمدوں ست ولیکن بخدا
کہ شب وروز دروں دل ما دارد

ترجمہ: اگرچہ وہ قید مکان سے بری ہے لیکن بخدا یوں ہے کہ وہ دن رات میرے دل میں
بسا رہتا ہے۔

(۸)

عاقبت چہرہ دلدار عیاں خواہد دید
ہر کہ آئینہ ز زنگار مصفا دارد
ترجمہ: آخر کار اُس دلدار کا چہرہ عیاں ہو کر رہے گا اُس آئینہ پر جو زنگار سے پاک صاف
شفاف ہے۔

(۹)

حسن آل ماہ چو خورشید بدید ست معین
محرم آنست کہ او دیدہ پینا دارد
ترجمہ: اُس چاند کا حسن سورج کی طرح اے معین نمودار ہے۔ لیکن اس حقیقت سے صرف
وہ واقف ہے جس کے پاس دیکھنے والی آنکھ ہے۔

غزل (۳۶)

(۱)

شراب ساقی ماستی از جای دگر دارد
کہ از یک قطرہ جمعی را ز عالم بے خبر دارد
ترجمہ: ہمارے ساقی کی شراب کو مستی کہیں اور سے ملی ہے کہ ایک قطرہ پلا کر وہ ایک مجمع کو دنیا
سے بے خبر بنا دیتا ہے۔

(۲)

نہ از جام است ایں مستی نہ از خم و نہ از بادہ
دلی در چاشنی گیری براں لبہا گذر دارد
ترجمہ: یہ جو مستی نہ کسی جام میں ہے نہ شراب میں نہ کسی پیالے میں ہے یہ چاشنی (لطف)
مجھے اُن لبوں پر اختیار حاصل ہونے سے ملی ہے۔

(۳)

پردِ عکسِ دویں از سر نہ دل مانع نہ جان دارد
اگر آن ساقی دلیر نقاب از روی بردارد
ترجمہ: عکسِ دویں سر سے رخصت ہو جائے جان و دل پہلو میں نہ رہے اگر وہ محبوب اپنے
چہرے سے نقاب ہٹا دے۔ (یعنی کسی کا کچھ بھی باقی نہ بچے)

(۴)

بغیر عکسِ انوارِ جمالِ خود چہ می بیند
نہر من کہ در آئینہ جانم نظر دارد
ترجمہ: تو اُسے اپنے جمال کے انوار کے عکس کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے۔ میرا محبوب
میرے دل کے آئینے میں جب نظر ڈالتا ہے۔

(۵)

نمکدہ کہ درویشم بیا یک لحظہ دریشتم
ٹکاری کز پی خویشم چہ حلقہ در بدر دارد
ترجمہ: میں یہ نہیں کہتا کہ میں درویش ہوں ایک لمحہ کے لیے میرے قریب آ جا محبوب تو نے
مجھے درویش پہنچا دیا ہے۔

(۶)

کند بندم جدا از بند و دیگر ہم نہ بنوازد
لم گرناں دارد چو نی زیں رہ گزر دارد
ترجمہ: میرے وجود کا بند بند جدا کر دیا ہے لیکن مجھے (اپنی نظر کرم سے) نوازا تا نہیں ہے
میرے دل سے ہوں آواز کی نکلنے ہے جیسے بنسری سے گلہ از آوازیں نکلتی ہیں۔

(۷)

چہ طور از پر تو لوشِ دلم از مہر سرگرداں
چہ غم خورد ما گر ذرہ را زہر دزد دارد

ترجمہ: جس طرح طور اس کے نور سے جل گیا اسی طرح میرا دل محبت سے سرگداں ہے۔
سورج کو اس بات کی کیا پروا اگر ذرے ذرہ زیر ہو جائیں۔

(۸)

میں داز از نظر زاہد مرا کیں مفلس مسکین
گناہ بید و طاعت بغایت مختصر دارد
ترجمہ: اے زاہد۔ مجھ مفلس و مسکین کو اپنی نظر سے نہ گرا۔ کیا ہوا اگر میرے گناہ زیادہ اور
نیکیاں کم ہیں۔

(۹)

چہ میدانی تو ایغافل کہ شاید عاشق بیدل
مراد خوشن حاصل بیک آہ سحر دارد
ترجمہ: اے غافل تو کیا جانے کہ یہ بے چارے عاشق لوگ کیا ہیں۔ (ہو سکتا ہے) یہ اپنی
مراد ایک آہ سحرگاہی سے حاصل کر لیتا ہو۔

(۱۰)

سو جنت ہی خواند مرا واعظ پندارد
کہ عاشق میل جز معشوق خود جائے دگر دارد
ترجمہ: واعظ کیا سمجھتا ہے میری سوچیں طلب گار ہیں کہ عاشق سوائے معشوق کے اور کس چیز
کا آرزو مند ہے۔

(۱۱)

کجا از مقصد صد قفس بخت سرفرو آید
کسے کاندہ مقرر عزجاناں مستقر دارد
ترجمہ: محبت کی اس راہ کو چھوڑ کر جنت میں کہا جائے گا وہ جس کو دوست کی محفل میں مستقر
حاصل ہو گیا ہے۔

(۱۳)

معنی سر وحدت راتیارو ہر زبان راندن
مگر سرش قلم گوید کہ در عالم دو سر دارد
ترجمہ: معنی وحدت کے راز کبھی زبان سے بیان نہیں کر سکتا ہے۔ کہ اس کا راز قلم بیان کرتا
ہے تو زمانہ اس کے دوسرے ہو جاتے ہیں۔

غزل (۳۷)

(۱)

صدف چوں بہر یک قطرہ بروی بحری آید
چراغ تشنہ چہیں کہ بقطرہ بحری آید
ترجمہ: یہی صرف ایک قطرے کی طلب میں سمندر کے اوپر (کی سطح پر) آجاتی ہے۔ پھر وہ
تشنہ لپ اتنی مدت تک سمندر کی گہرائیوں میں کیوں رہتی ہے۔

(۲)

صدف غرقست در دریا و دریا خود ازاں بہ او
چہ یابد قطرہ دیگر دہان خویش بکشايد
ترجمہ: یہی دریا میں غرق رہتی ہے اور دریا اس پر ٹھانسیں مارتا ہے (لیکن یہ کیسی بات ہے
کہ وہ (دریا سے باہر کے) قطرے کے لیے اپنا منہ کھلا رکھتی ہے۔
(کہا جاتا ہے کہ یہی کے اندر بارش کا ایک قطرہ داخل ہوتا ہے تو یہی اپنا منہ بند کر
لیتی ہے۔ اور پھر یوں ہوتا ہے کہ ایک دن یہ قطرہ موتی بن جاتا ہے۔ مگر دریا سمندر میں
رہنے والے یہی کو یہ قطرہ باہر سے لینا پسند ہے۔

(۳)

صدف راتاب دریا نیست با قطرہ ازاں سازد
چہ ساں اندر کشد بحری کسی کش قطرہ یابد
ترجمہ: اگر یہی دریا ہی میں سے ایک قطرہ اپنے اندر کٹالے تو اسے پھر دریا میں رہنے کی تاب

نہ ہوگی مگر وہ جس کو قطرہ درکار ہے کس طرح دریا کو اپنے اندر جذب کرے۔

(۳)

صدف لب تشنه در دریا لبالب بحر مجھد

بہ قطرہ میل ازاں دارد کہ بوی بحری آید

ترجمہ: دریا میں رہتے ہوئے بھی سچی بحر سے تشنه رہتی ہے۔ قطرے سے اُس کی رغبت اس لیے ہے کہ اُس سے بوائے بحر آتی ہے۔

(۵)

صدف از قطرہ باراں عطش را میدہد تسکین

چراکین آب دریای حرارت را میزاید

ترجمہ: بارش کا ایک قطرہ سچی کی پیاس بجھاتا اور امید بر لاتا ہے (لیکن ایسا کیوں ہے کہ) دریا کا پانی اُس کی حرارت کو حرید بھڑکاتا ہے۔

(۶)

چو قطرہ ہر کہ بیرون شد ز دریائے وجود آخر

بسوی بحر خواہد شد اگر سر بر فلک ساید

ترجمہ: جو قطرے کی طرح وجود کے دریا سے باہر نکل آتا ہے وہ آخر کار بحر سے مل جاتا ہے خواہ وہ آسمان کی طرح بلند ہو۔

(۷)

بخار از بحر انگیز شود امد فرد ریزد

چو دریا در آمیزد دگر دریا شود شاید

ترجمہ: سمندر میں سے بخارات اُٹھتے ہیں اور بادل بن کے برستے ہیں اور پھر یہ قطرے دریا میں مل کر دریا (سمندر میں مل کر سمندر) بنی ہو جاتے ہیں۔

(۸)

بجن اد کہ در کسوت جمالش بہ تو اں دیدن

بشرط آنکہ زنگار از رخ آئینہ بردار

ترجمہ: اُس کے حق کی قسم کہ اُس کا جمال کی لباس میں بہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ اپنے
دل کے آئینے پر چڑھا ہو اور نگار صاف کر دے۔

(۹)

جمال دوست بیکسوت مچنے کے تو اس دین
ہاں بہر کہ وہ کسوت جمال خویش بنایہ
ترجمہ: اے محسن جمال دوست غیر لباس کے کس طرح دیکھ سکتے ہو بس بھی بہر ہے کہ وہ کسی
وجود میں اپنا جمال ہم کو دکھائے۔

غزل (۱۸)

(۱)

گر پردہ ہائے آب و گل از جان و دل یکسو شود
از کسوت ہر ذرہ میر و گر میردن شود
ترجمہ: اگر جان و دل سے یہ مٹی و پانی کا (وجودی) پردہ سرک جائے تو یوں ہر ذرہ کے
وجود سے ایک نیا آفتاب نمودار ہو جائے۔

(۲)

ہر کس کہ اندر میر کو حق بود قصد فیرو
یا بد وصال غیر لواز زخم بجران خون شود
ترجمہ: جو کوئی اُس کی معرفت کی راہ میں غیر کا قصد کرتا ہے جب غیر کا وصال پاتا ہے اُس
کے بھر کئے زخم خون تاب ہو جاتے ہیں۔

(۳)

ہر ظلمی کا نیاز جس ماماتھن شد ہم میں
آتجا بر و گوی از میں بر تک افریدوں شود
ترجمہ: ہر مظلوم کا مسافر کہ جو دل و جان سے (چے) عاشقوں کا ہر کام ہوتا ہے اس
نے ہیں ضرور سے بختیاری کہ بدشاہانوں سے نئی مرتبہ ہو رہا ہے۔

(۴)

سیر براق عاشقان درہم نور و آسماں
 برہم زند کون و مکاں تا حضرت بچوں شود
 ترجمہ: سچی طلب رکھنے والے عشق کے براق پر سوار ہو کر آسمانوں کے ہم نور ہو جاتے ہیں
 اور دو جہانوں کے نظام برہم کر کے ذات حق میں سما جاتے ہیں۔

(۵)

امروز من بر لوے او سرگشتہ ام در کوی او
 فردا کہ بنم روئے او دانی کہ حاکم چوں شود
 ترجمہ: آج میں اُس کی آرزو میں اُس کی گلی میں دیوانہ وار پھر رہا ہوں کہ کل کو جب محبوب کا
 دیدار ہوگا اُس وقت تجھے حاکم ہونا معلوم ہوگا۔

(۶)

بوی زخم وحدتش ما را ز ما بیگانہ کرد
 یا رب کہ ماند آشنا روزیکہ می افزودن شود
 ترجمہ: زخم وحدت کی خوشبو نے ہم کو ہم سے بیگانہ کر دیا ہے۔ جب شراب زیادہ ہوگئی تو پھر
 کوئی آشنا باقی رہے گا۔

(۷)

ہر کس خورد رطل گراں لایہ شود سرش عیاں
 اسرار وحدت آن زماں در سینہ کی مکتوں شود
 ترجمہ: محبت کی شراب کا ایک جام پی لیتا ہے تو اس پر راز حقیقت کھلنے لگتے ہیں اس وقت
 وحدت کے راز سینے میں پنہاں نہیں رہ سکتے۔

(۸)

من مست آن چنانہ ام وز بوی او دیوانہ ام
 لیلیٰ اگر ہم خانہ ام گردد چو من مجنوں شود

ترجمہ: میں اس کا جام پی کر مست الست ہوں اور اس کی خوشبو سے دیوانہ ہوں۔ لیلیٰ بھی اگر میری بکات نہ بن جائے تو میری طرح بختوں بن جائے۔

(۹)

لوساقی و مستش منم چنانہ در دستش منم
دروی نکای میکم تاکی رخ گلگون شود

ترجمہ: وہ ساقی ہے میں مستانہ ہوں اور میرے ہاتھ میں اس کا جام ہے میں اس کو دیکھے جا رہا ہوں کہ اس کا چہرہ کب گلگون (سرخ) ہوتا ہے۔

(۱۰)

چوں می رخ گلگون کند دل تال را افزوں کند
اوراچہ خود بختوں کند تا حال دیگرگون شود

ترجمہ: وہ جب اپنے چہرے کو سرخ کر لیتا ہے تو دل کی آہ و زاری بڑھ جاتی ہے۔ حالت اس طرح دیگرگون ہوتی ہے کہ وہ خود بختوں بن جاتا ہے۔

(۱۱)

مستوق ما عاشق شود عاشق بمستوق رسد
اوچوں سو عاشق رود ہنگام ناز اکٹوں شود

ترجمہ: وہ جب اپنے طالب کی جانب روانہ ہوا اس وقت ناز و ادا نرالی ہوتی ہے اور اس کے سبب عاشق مستوق کا اور مستوق عاشق کا درجہ پالیتا ہے۔

(۱۲)

مسکین معینے تاکوں در شام غم ماندہ زیوں
اے ماہ اگر آئے بدوں استارہ اش میوں شود

ترجمہ: معین بے چارہ اب تک شام غم کے سبب زیوں حال ہے اے چاند اگر تو (ہاں) نکل آئے تو اس کی قسمت جاگ جائے۔

غزل (۳۹)

(۱)

روز یکہ یار جام صفا پرزی کند
عاشق درآں وفا نہ جفا یاد کی کند

ترجمہ: جس روز وہ محبوب جام صفا کو شراب سے بھرنے لگا اُس روز یہ عاشق اس وفا کے بدلے جفائیں یاد نہیں کرے گا۔

(۲)

ساقی اگر ہزار شراب افگند بجام
عاشق ہی مشاہدہ حسن وی کند

ترجمہ: اگر ساقی جام میں ہزار شرابیں اغذیل دے تب کہیں عاشق ایک لحظہ کے لیے اُس کے حسن کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

(۳)

حسنی اگر ہزار شراب افگند بجام
گر خاک مردہ است کہ فی الحال جے کند

ترجمہ: (۳) حسن وہ ہے کہ جو ہر صفت کے حوالے سے اپنے جلوے دکھائے اور سویرے کے مردے کو بھی جام حیات پلائے۔

(۴)

اسرار عشق درد را اندر نے ولم
خود نفہا سراپد نسبت بہ فی کند

ترجمہ: وہ خود عشق کے اسرار میرے دل کی بانسری میں بھر رہا ہے خود نغمے چھیڑتا ہے اور نسبت اُن کی بانسری سے کرتا ہے۔

(۵)

ہر بخودی کہ مست خدا میکند رو است
کاں عربدہ نہ مست کند بلکہ می کند

ترجمہ: خدا کست جو اس نئے میں بے خود ہوتا ہے وہ جو بھی کرے روا ہے وہ یہ فعل خود نہیں کرتا بلکہ جو وہ کرے تو حید جو اس نے پسند کی ہے وہ اس سے یہ فعل کرواتی ہے۔

(۶)

در وادی طلب چہند یک محل پائے
دست قضا بہ تیغ فنا پاش پے کند

ترجمہ: اگر وادی طلب میں محل قدم رکھتی ہے تو پھر قضا کا ہاتھ تیغ فنا سے اس کے پاؤں کا شددیتا ہے۔

(۷)

گر صد ہزار نامہ نوسد معین ہمد
مشکل اگر ز عشق تو یک حرف طے کند

ترجمہ: اگر معین بہت کوشش کر کے ہزاروں نامے بھی لکھ ڈالے پھر بھی مشکل ہے کہ کتاب عشق کا ایک حرف طے کر سکے گا۔

غزل (۴۰)

(۱)

ہر کسی را در ازل رزق مقرر کردہ اند
در بمائے ہر یکے کارے مقرر کردہ اند

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے روز اول ہی سے ہر ایک کا رزق مقرر کر رکھا ہے ہر ایک کے لئے کچھ نہ کچھ کام مقرر کر دیا ہے۔ سب کے اپنے اپنے کام (ذمہ داریاں) ہیں۔

(۲)

عشق را آمیزشے دادند با جان و دلم
پیش ازاں کاب و گل آدم تحر کردہ اند

ترجمہ: جب آغاز میں (اللہ تعالیٰ نے) مٹی اور پانی کو گوند کر آدم کا خیر بنایا تو عشق کو دل و جان کے ساتھ ایک تعلق عطا کر دیا تھا۔

(۳)

عاشقاں را زیں پری رویاں بزنجیر بلا
 ایں چنیں دیوانہ زلف معصم کردہ اند
 ترجمہ: ان کی چہرہ لوگوں نے عاشقوں کو زنجیر بلا میں باندھنے کے لیے اپنی معطر زلفوں کی
 زنجیر میں گرفتار کر کے دیوانہ بنا ڈالا۔

(۴)

ای بسا دلہا دروں سینہ کاندز بزم عشق
 زاتش سوز فرائش عودو بحر کردہ اند
 ترجمہ: عشق کی مجلس میں سینے کے اندر بہت سے دل اُس کے فراق کی آگ میں عود کی طرح
 جلائے گئے ہیں۔

(۵)

ای بسا مردانِ رہ کاندز طریق جستجو
 چوں مجوزاں چادر ادبار بر سر کردہ اند
 ترجمہ: بہت سے (راہِ طریقت پر چلنے والے) مرد ایسے ہیں جنہیں اس طلب اور جستجو کی راہ
 میں عورتوں کی طرح سر پہ (بد نصیبی کی) چادر ڈال کر انہیں تارک الدنیا بنا ڈالا ہے۔

(۶)

زبِ اَزَنی نی ہمیں سر پر زواں موسے و بس
 کیں زمان ہم طالبان از غیب سر پر کردہ اند
 ترجمہ: ابھی موسیٰ علیہ السلام نے طور پر زبِ اَزَنی نہیں کہا تھا کہ اُسے بہت سے طلبہ ملے
 (یہ لے عیب سے سر نہ لائے)۔

(۷)

لہ اے واعظ بجای جہنم دعوت مکن
 کیں گدا را وعدہ انعام دیگر کردہ اند
 ترجمہ: اے واعظ خدا کے لیے مجھے جنت کی طرف مت دعوت دے کیونکہ میں تو وہ گدا ہوں

جسے (محبوب نے) انعام دینے (دیدار دینے) کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(۸)

ساقی باقی دہد در بزم جاں جام طہور
ہر دلے را کز غبار تن مطہر کردہ اند
ترجمہ: عالم باقی کا ساقی بزم جاں میں جام طہور پلا رہا ہے ہر اُس دل کو جس پہ تن کا غبار
(زنگار) اتر چکا ہے اور وہ مصفا ہو گیا ہے۔

(۹)

نے بکام دل ہی گنج نہ اندر جام جاں
بادہ کز بہر سر مستاں بساغر کردہ اند
ترجمہ: (وہ شراب اسکا ہے) جو دل میں بھی نہیں سہا سکتی اور جان بھی اس کی متحمل نہیں ہوتی
وہ شراب جو ہم مستوں کے لیے ساغر میں ڈالی گئی۔

(۱۰)

پر تو نور شہود افتاد در قصر وجود
کز شعاعیں حجرہ دل را منور کردہ اند
ترجمہ: نور شہود کا ایک ایسا پر تو اس قصر وجود میں جلوہ فگن ہے اور اس کی شعاعوں سے میرا
حجرہ دل منور ہے۔

(۱۱)

یا رب ایں معنی جاں با صورت جاناں ماست
آنچہ از دی خانہ دل را مصور کردہ اند
ترجمہ: اے خدایہ میری جان ہے یا میرے محبوب کی صورت؟ جس سے میرے خانہ دل کو
مصور کیا گیا ہے۔

(۱۲)

عکس نور ذات بر مرآت جاں شد منعکس
زین مرا یا نیکہ با حسنش برابر کردہ اند

ترجمہ: اُس نور ذات کا عکس میری جان کے آئینے میں منعکس ہوا۔ اُن تمام آئینوں میں جو اُس کے جمال کے مقابل رکھے گئے ہیں۔

(۱۳)

سر بسر ذرات عالم مظہر انوار اوست
جملہ را آئینہ دارِ حسن دلبر کردہ اند

ترجمہ: اس کائنات کے تمام ذرے مکمل طور پر اس کے انوار ذات کا مظہر ہیں ان سب کا حسن محبوب کا آئینہ دار بنایا گیا۔

(۱۴)

جاں زمہرش عاقبت بیروں پر دِ زیں دام تن
گرچہ مرغ روح را بی بال و بی پر کردہ اند

ترجمہ: میری جان کی کیا حقیقت کہ اُس کی زمین بوسی کا قصد کرے لیکن بس ایک ذرہ کو خورشید انور کے لیے سرگشتہ کر دیا گیا ہے۔

(۱۵)

جاں کہ باشد تا کند عزم زمیں بوسی دلیک
ذرہ را سرگشتہ خورشید انور کردہ اند

ترجمہ: میری جان زمیں بوسی کے عزم کے ساتھ اس کی درگاہ میں تو پہنچ گئی ہے مگر یوں ہے کہ یہ ذرہ سورج کے نور سے متاثر گرد مار مارا پھرتا ہے۔

(۱۶)

گرچہ شاہاں را بہ تحت و تاج زینت میدہند
جلوہ مسکین معین بر تاج و منبر کردہ اند

ترجمہ: اگر دنیا میں بادشاہوں کو تاج و تخت کی زینت بخشی گئی ہے لیکن معین بے چارے مسکین کو منبر پر ہی یہ تاج عطا ہوا ہے۔

غزل (۴۱)

(۱)

مگر عشق گراں سوئے جہاں می آید
 بمقام دلم از عالم جاں می آید
 ترجمہ: عشق کی ہوا اگر دنیا کی طرف آتی ہے تو سب کو محسوس ہوتی ہے مگر میرے لیے (خاص
 طور سے) عالم جاں سے چلتی ہے اور دل و دماغ کو معطر کرتی ہے۔

(۲)

تازہ شوائے دل پڑمردہ کہ چو آنکھیات
 بحر جودی ست کہ سوی تو رواں می آید
 ترجمہ: اے دل پڑمردہ تازہ ہو جا کہ آب حیات جب بحر جود نگر تیری طرف آ رہا ہے کہ
 (رحمت و کرم کا سمندر تیری جانب رواں ہے اور یہ آب حیات کا سمندر ہے۔)

(۳)

خیزای عقل تو از چارو پنج حواس
 کہ نگار من ازاں راہ نہاں می آید
 ترجمہ: اے عقل۔ ہمارے حواس خمسہ کو چھوڑ کر رخصت ہو جا کہ میرا محبوب غیر ظاہری
 راستوں سے چلتا ہوا میری جانب آ رہا ہے۔

(۴)

بہو خورشید نما روی کہ ذرات جہاں
 از زمیں تا بخلک چرخ زناں می آید
 ترجمہ: تو خورشید (سورج) کی مانند نکل کہ اس کائنات کے ذرے زمیں سے آسمان تک
 پر خزن (گردش) ہو جائیں۔

(۵)

دل کہ بایار نصیب بدت ایجاں چہ کند
 بسکہ از محبت اغیار بجاں می آید

ترجمہ: وہ دل کہ جیسے محبوب کا قرب نصیب ہے۔ اے جاں تیرے پاس کیا بیٹھے اُسے تو
غیروں کی محبت سے نفرت ہوگئی ہے۔

(۶)

انہمہ گل کہ بگوار جمالت بگلغت
بلبل دل چہ عجب گر بغاں می آید
ترجمہ: یہ تمام پھول تیرے حسن کے گلستان میں کھل اُٹھے ہیں۔ کوئی عجب نہیں اگر دل کا
بلبل آہ و فغاں کرنے لگ جائے۔

(۷)

آتش ہست نہاں در جگر سوخکاں
آہ کاں آتش پنہاں بیاں می آید
ترجمہ: جگر سوختہ کے اندر ایک ایسی آگ چھپی ہوتی ہے آہ اگر وہ آگ عیاں ہو جائے تو کیا
کچھ نہ ہو جائے۔

(۸)

ز آتش غم کہ بکانون دل افروختہ اند
یک زبانہ است کہ گاہی بزباں می آید
ترجمہ: دل کے آتش دان میں غم کے سبب جو آگ بھڑکائی ہے یہ اسی کا ایک شعلہ کبھی کبھی
زبان سے نمایاں ہو جاتا ہے۔

(۹)

گرچہ ہر موی زبانے شود از سر نہاں
بخدا گر سر موے بہ بیاں می آید
ترجمہ: سر نہاں کو بیان کرنے کے لیے اگر ہر موی زبان بن جائے جب بھی خدا کی قسم اس کا
بال برابر حصہ بھی بیان نہ ہو سکے۔ (یہ راز حقیقت ایسا ہے کہ بخدا اس کا بال برابر حصہ بھی
بیان نہ ہو سکے۔)

(۱۰)

رقم عشق کشیدہ است بطغرائے وجود
گرچہ اندر عدم آباد جہاں می آید
ترجمہ: عشق کی داستان جسم کے عنوان سے (طغرائے) رقم کی ہے۔ ہر وہ شے جو عالم
عدم میں موجود ہے وہ عالم وجود میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

(۱۱)

ہج کس نقطہ صفت خارج ازیں دائرہ نیست
گرچہ بیروں رود آخر بہیاں می آید
ترجمہ: اس کی صفت کے نقطے سے کوئی بھی شخص خارج نہیں ہے سب ایسی دائرے میں ہے
جو بھی اس سے باہر نکلا ہے وہ بارہ خود کو وہیں پاتا ہے۔

(۱۲)

ہر چہ از کمن غیب آمدہ تا عالم خلق
ہیچانش کہ فرستادہ چناں می آید
ترجمہ: یہ جو سب کچھ عالم غیب سے عالم وجود میں ظاہر ہوا ہے وہ اس طرح آیا ہے جس طرح
بھیجنے والے نے بھیجا ہے۔

(۱۳)

ز اعتبارات تفاوت نکند اصل مراد
گر یکے کعبہ دآں دیر مغاں می آید
ترجمہ: یہ اعتبار و یقین کا سبب ہے کہ کوئی کعبے میں آئے یا بت خانے میں اسکے توحیدی
ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

(۱۴)

ہنچ سازست کہ در پردہ عشاق زوند
کز سائش دل و جاں رقص کناں می آید

ترجمہ: یہ کیا ساز ہے کہ عاشقوں کے اندر بولا ہے (بجائے) جسے سن کر جان و دل رقص کرنے لگتے ہیں۔

(۱۵)

حیف کیں بے بھراں تاپہ اید پیخرا اند
زانچہ در دیدہ صاحب نظراں می آید
ترجمہ: افسوس! کہ یہ بے بصیرت لوگ ابد تک بے خبر رہتے ہیں انہیں کیا خبر کہ دیکھنے والے (صاحب بصیرت لوگ) کیا کچھ دیکھ لیتے ہیں۔

(۱۶)

دم گرم بگر وز سر تحقیق بداں
کانشی ہست کہ دوداز سراں می آید
ترجمہ: میرے گرم سانسوں کو دیکھ اور یقین سے دیکھ کہ یہ وہ آگ ہے (جس نے سانسوں کو گرم کیا) جس کے سبب میرے سینے سے آہوں کا دھواں نکل رہا ہے۔

(۱۷)

آتش تو در جان معین افتادہ است
وز دیش بوے دل سوختگاں می آید
ترجمہ: معین کی جان کے اندر تیری (محبت کی) آگ نے شعلہ بھڑکایا ہے یہ اسی کے سبب ہے کہ اُس کی سانس سے سوختہ دلوں کی بو آ رہی ہے۔

غزل (۴۲)

(۱)

چناں از وزن دل نورآں دلداری تابد
کہ خورشید جمالش از درو دیوار می تابد
ترجمہ: میرے دل کے درپے میں سے اُس محبوب (کے چہرے) کا نور چمکتا اور دمکتا ہے

کہ اس کے خورشید جمال سے درود یوار روشن ہو گئے۔

(۲)

ازاں از غفلت تن میر ہد جانم کہ ہر ساعت
مرا از مطلع دل لہ انوار می تابد
ترجمہ: تن کی غفلت سے میری جان نے یوں چمکا رہا پایا ہے کہ ہر گھڑی اب میرے دل کے
افق پر انوار کی تابندگی موجود رہتی ہے۔

(۳)

اگر از خواب غفلت سر بر آری آنماں بنی
کہ خورشید تجلی بر دل بیدار می تابد
ترجمہ: اگر تو غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر (نور سر اٹھا کر) دیکھو تو تجھے آئے کہ خورشید تجلی دل
بیدار پر چمک رہا ہے۔

(۴)

چو حسن دوست ظاہر شد دل از کونین فارغ شد
چو جاں نحو موثر شد رخ از آثار می تابد
ترجمہ: (جب) محبوب کا جلوہ نظر آیا تو دل دونوں جہانوں سے فارغ ہو گیا اور (یہ وہ موقع یا
لحظہ تھا) جب کہ جان موثر میں محو ہو گئی۔ اور رخ سے آثار نمودار ہو گئے۔

(۵)

مسلمانی مرا عشق ست اگر مگر نہ بگر
چگونہ نور تصدیق ازیں اقرار سے تابد
ترجمہ: اگر تو یقین کے ساتھ دیکھے تو مسلمانی میرا عشق ہے (کیونکہ) جب تک میں دل سے
تصدیق نہ کروں تو نور کا اقرار ممکن ہی نہیں (اَلْقُرْآنُ بِاللِّسَانِ وَالتَّصْدِيقُ بِالْقَلْبِ)

(۶)

جمال یار بخوای بذرات جہان بگر
کہ ہر ذرا است مر آتی کزو دیدار می تابد

ترجمہ: کائنات کے ذروں کو غور سے دیکھو اگر جمال یار کا مشاہدہ چاہتا ہے تو کیونکہ ہر ذرہ ایک آئینہ ہے جس سے دیدار ظاہر ہو رہا ہے۔

(۷)

مگر تاب آورد سر پنچہ شیر چلی را
ولی کز عشق دست عقل و دیدار می تابد

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ بشر چلی کے سر پنچہ کو جوڑ دے وہ ولی جو دعویٰ دار عقل کا ہاتھ عشق کی خاطر موڑ دیتا ہے یعنی اس عشق کی راہ میں عقل کام نہیں آتی بلکہ جنوں ہی اس جلوہ نمائی کے متحمل ہو سکتا ہے۔

(۸)

بناد عشق صوفی خرقہ چشمن بسوزد بہ

کہ از ہر موی اوصد رشتہ زنار می تابد

ترجمہ: صوفی اپنے عشق کی آگ میں اپنے ریشمی لباس کو جلا ڈالے ہے کیونکہ اس کے ایک ایک تار میں کفر کے حوالے پائے جاتے تھے۔

(۹)

زاستغناش زخم لن ترانی مخورد موسیٰ

پس انوار چلی بد کہ وکھسار می تابد

ترجمہ: اُس کے استغنا کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لن ترانی کا زخم کھایا ہے اس کے بعد اس کے چلی کے انوار کو وکھسار پر نمایاں ہو گئے۔

(۱۰)

زحسن دربائی ہرچہ می یابد ہمہ دارو

ولیکن عاشقاں خویش را بسیار می تابد

ترجمہ: حسن دربائی کی ہر خصوصیت اُس کے حسن میں موجود ہے مگر اپنے چاہنے والوں کو بہت تڑپاتا اور جلاتا ہے۔

(۱۱)

کجا گردد میسر فی الحقیقت ہوشیاراں را
ہر آنچہ از سرستی بدول خمار می تابد
ترجمہ: ہوشمندوں کو کبھی راز حقیقت سے آگئی نصیب نہیں ہوتی وہ راز جو (عشق حقیقی کی)
سرستی میں رہنے والوں پر کھلتے ہیں۔

(۱۲)

ولا اسرار مرداں را شو منکر کہ می ترسم
شوی محروم از ازاں سریکہ بر اسرار می تابد
ترجمہ: اے میرے دل مردوں کے اسرار سے کبھی منکر نہ ہو اس طرح تو اس حقیقت سے
محروم ہو جائے گا جو اسرار محبت میں پنہاں ہے۔

(۱۳)

مکن بازندہ پوشاں سر بزرگی کامل دانش را
بزرگی از وراں جبہ و دستار می تابد
ترجمہ: اُن گدڑی پوش فقیروں کی بزرگی کا انکار مت کر کہ اہل دانش کی بزرگی اس جبہ و دستار
سے بالکل الگ تھلک ہے۔

(۱۴)

خن بشنو معینے غم مخور از آتش دوزخ
کہ موسیٰ را جمال یار اندر تاری تابد
ترجمہ: اے معین (میری) بات سن۔ دوزخ کی آگ کا کوئی غم نہ کھا کیونکہ (دیکھا جائے تو)
موسےؑ کو بھی اپنے محبوب کا جلوہ آگ (طور پر نظر آنے والی روشنی جس سے طور جل گیا تھا)
ہی میں نظر آیا تھا۔

غزل (۴۳)

(۱)

من چه گویم که مرا ناطق مدہوش آمد
بدلم ضابط عقل فراموش آمد

ترجمہ: میں کیا بتاؤں کہ میری قوت ناطق مدہوش ہے۔ میرے دل نے ضابط عقل کو فراموش کر دیا ہے۔

(۲)

سیل را نعرہ از انت کہ از بحر جد است
وانکہ با بحر در آمیختہ خاموش آمد

ترجمہ: سیل رہ اس لئے نعرہ زن ہے کہ بحر سے جدا ہے جب بحر میں فرق تھا اس وقت خاموش تھا۔ یعنی دریا اچھل اچھل کر اور کناروں سے نکل نکل کر آوازیں دے رہا ہے مگر جب یہ اپنے (کناروں کے) اندر ہی اندر رہتا ہے تو نہایت خاموشی سے بہتا ہے۔

(۳)

فلکھا دوش دلم گفت و شنید از لب یار
کہ نہ ہرگز بزباں رفت و نہ در گوش آمد

ترجمہ: میرے دل نے کل (گزشتہ روز) لب یار کے ساتھ گفت و شنید کی وہ ایک ایسی بات تھی جو نہ کبھی کسی نے زبان سے کہی اور نہ کبھی کسی کان سے سنی تھی۔

(۴)

شاہد غیب کشادہ است نقاب از رخ خویش
تو نہ محرم ازاں بہر تو روپوش آمد

ترجمہ: شاید غیبی محبوب نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا ہے تو چونکہ اس کا محرم نہیں ہے اس لیے وہ روپوش ہے۔

(۵)

زادہ از کوی مخاں پای کشیدی امشب
بقدم رفت دواں کوچہ و مردوش آمد

ترجمہ: زادہ نے آج رات کوئے مخاں سے اپنے قدم روک لیے ہیں۔ وہ یہاں سے اپنے پاؤں پر چل کر گیا تھا مگر (دوسروں کے) کندھوں پر واپس آیا ہے۔ (زندگی اور موت کا فلسفہ)

(۶)

شب ہجر تو کہ جاں از بد تم کرد وداع
روز وصل تو دگر بارہ دواں خوش آمد

ترجمہ: ہجر کی شب میری جان میرے جسم سے الگ ہو گئی۔ لیکن جب وصل و مراد کی رات آئی تو دوبارہ یہ جان جسم کے اندر سما گئی۔

(۷)

خن تلخ کہ چوں ی جلیت ی گذرد
بر حریضاں ہمہ زہر است و مرا نوش آمد

ترجمہ: شراب کی مائے تلخ باتیں جب تیرے لبوں سے گزرتی ہیں۔ یہ حریضوں کو تو زہر کی طرح محسوس ہوئی مگر میرے لئے یہ شیریں کی طرح تھی۔

(۸)

چہ گہرا است کزیں سینہ بدوں میریزد
بحر اسرار الہی ست کہ در جوش آمد

ترجمہ: یہ کیسے گہرا ہیں جو میرے سینے سے باہر اٹھ رہے ہیں یہ سبب یہ ہے کہ بحر الہی جوش میں آ گیا ہے۔

(۹)

ہر کرا ہوش و قرار است سے رش وہ ساقی
کہ معینی زائل ہے خود وہ ہوش آمد

ترجمہ: جس کسی میں ہوش و قرار ہے اس کو ساقی پیالہ (سے توحید سے) بھر دے کہ معین تو روز ازل ہی سے اس عشق کی سرشاری کی وجہ سے بے خود و ہوش ہے۔

غزل (۴۴)

(۱)

عاشقاں گرچہ بعد پردہ نہاں آمدہ اند
باتو در مرتبہ کشف و عیاں آمدہ اند
ترجمہ: شک عاشق لوگ سو پردوں میں چھپے بیٹھے ہے لیکن تیرے ساتھ وہ کشف و عیاں کے
مرتبے میں موجود ہیں۔

(۲)

از ورای متق غیب نمودی رخ خویش
کیں اسیراں بجمالت نگراں آمدہ اند
ترجمہ: غیبی پردے کی اوٹ سے پردہ غیب کے اُس طرف سے تو نے اپنا دیدار دکھایا۔ تو یہ
گرفتار ان محبت تیرے دیدار کے خنجر کھڑے ہیں۔

(۳)

مطرب عشق تو چوں پردہ عشاق نواخت
عاشقاں نعرہ زناں جامہ داراں آمدہ اند
ترجمہ: اے عشق کا نغمہ چھیڑنے والے (عشق کا ساز بجانے والے) جو نغمی عشق کے پردے
میں سے نغمہ چھیڑا عاشق لوگوں نے ایک آوازہ (نعرہ) لگایا اور اپنے کپڑے پھاڑ کر حال غیر
کر لیا۔

(۴)

عاشقاں مست جمالش نہ کہ امروز شد نہ
ہمچانش کہ فرستادہ چناں آمدہ اند
ترجمہ: عشاق اُس کے جمال میں کوئی آج سے مست نہیں ہیں بلکہ یوں ہے کہ یہ تو ازل

سے اسی کیفیت اسی حال مست کے سات بھیجے گئے ہیں۔

(۵)

می پرستاں پے آں جرمہ کہ بر خاک گنگند
مست درکوی خرابات ازاں آمدہ اند
ترجمہ: اے پرستوں کی مٹی پر جب اک گھونٹ شراب کا اثر پلا گیا تو وہ مست ہو کر کوئے
خرابات میں آئے بیٹھے ہیں۔

(۶)

عکس خورشید رخس تافت چو بر عرصہ خاک
اندریں دیر فنا از بے آرا آمدہ اند
ترجمہ: اے محبوب جب تیرے سورج جیسے تھمرے کا سہا پہ پڑا تو عشاق اس فانی دنیا
میں آگئے۔

(۷)

باز ایں روزنہ کن فیکون ذرہ صفت
سوی خورشید رخس چرخ زناں آمدہ اند
ترجمہ: کن فیکون کی کھڑکی کھول کر اس میں سے ذروں کی مانند تیرے ٹکڑے کی جانب
سورج گھوم گھوم کے آ رہا ہے۔ (تموژی سی روشنی کھڑکی یا روشنداں میں سے آ رہی ہو تو اس
میں ذرے اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اسی طرف اشارہ ہے)

(۸)

وہ چہ جای تن خاکی کہ دراں بزم وصال
عاشقاں از دل و جان نیز بجاں آمدہ اند
ترجمہ: اس خاک کے پتلے کی کیا حیثیت ہے کہ وہ (اپنے) محبوب کی مجلس میں جا کے بیٹھے۔
یہ وہ جگہ (مجلس) ہوتی ہے جہاں عاشق لوگ دل و جان قربان کر رہے ہیں۔

غزل (۴۵)

(۱)

عشق از لامکاں نزول کند
در دل عاشقاں نزول کند

ترجمہ: عشق لامکاں سے نزول کرتا ہے اور عاشقوں (طلب رکھنے والوں) کے دلوں میں
آکے بسیرا کرتا ہے۔

(۲)

رفت دورے بدہ کہ شاہ جہاں
اندریں خاکداں نزول کند

ترجمہ: اپنے دل کی میل کو ختم کر دے کہ وہ شاہ جہاں اس خاک کی پتے میں نزول کر لے۔
(من کے اندر کی صفائی کریں تو خدا اندر ڈیرے ڈالتا ہے)

(۳)

جاں شود جملہ قالب خاکی
جان جاں چوں بجاں نزول کند

ترجمہ: تمام خاکی وجود جان بن جاتے ہیں جب وہ جان جاناں جان میں نزول کرتا ہے۔

(۴)

گنج راچوں خرابہ بے می یابد
در دلت عشق ازاں نزول کند

ترجمہ: جب خزانے کو دیرانے کی تلاش ہوتی ہے تیرے دل میں عشق نے اسی لیے نزول
کیا ہے۔

(۵)

تویروں روزرد کہ تاشہ عشق
اندریں خانماں نزول کند

ترجمہ: تو کسی روز گھر سے نکل تا کہ شاہِ شقی تیرے گھر کے اندر داخل ہو سکے۔ اپنے اندر سے اپنی خواہشات کو لے کر نکل جا۔ مادی اور نفسانی خواہشات کے خاتمے ہی سے سچی طلب اور لگن پیدا ہوتی ہے۔

(۶)

بیچ کس را غیر دریں منزل
تا کہے بے کسماں نزول کند
ترجمہ: تو کسی غیر کو اس منزل میں مت ٹھہرا تا کہ بیکسوں اور مسکینوں کا آقا اس گھر میں داخل ہو (نزول کرے)

(۷)

چوں دل از غیر دوست خالی شد
لطف حق آں زماں نزول کند
ترجمہ: وہ دل جس میں کسی غیر (اللہ کے سوا) سے خالی ہوگا۔ اس وقت پھر اس گھر میں اللہ کا لطفِ کرم نازل ہوتا ہے۔

(۸)

پادشاهی ست در دل تنگم
کہ اگر در جہاں نزول کند
ترجمہ: بادشاہی وہ ہے کہ جو میرے چھوٹے سے دل میں (اس دنیا ہی میں رہتے ہوئے) اپنی (محبتوں اور رحمتوں سمیت) نزول فرمائے۔ میرے دل تک میں ایک ایسا بادشاہ موجود ہے کہ اگر وہ اس جہان میں نزول فرمائے۔

(۹)

ہر دو عالم شود چو گرد و غبار
جملہ در لامکاں نزول کند
ترجمہ: تو دو عالم گرد و غبار بن کے اُڑ جائے گا تو ہر شے لامکاں بن جائے گی اور وہ نور (نور

حقیقی (یہاں نزول کرے گا۔

(۱۰)

چیت دل شاہباز عالم قدس
کے دریں آشیاں نزول کند

ترجمہ: یہ دل کیا ہے؟ عالم قدس کا شاہباز ہے۔ وہ اس آشیانے (خاک و جود) میں نزول نہیں کر سکتا۔

(۱۱)

چوں معین خاک آستانہ دوست
ہم درآں آستان نزول کند

ترجمہ: جب کہ معین اُس کے (محبوب) آستانہ کی خاک ہے اس لیے وہ اُسی آستانہ پر نزول کرے گا۔

رویف "ر"

غزل (۴۶)

(۱)

راہ باریک ست شب تاریک و منزل دور دور
میدم صبح قیامت خیز ازیں خواب غرور

ترجمہ: راستہ مشکل رات اندھیری اور منزل بہت دور ہے صبح قیامت طلوع ہونے والی ہے تو اس غرور اور بے خبری کی نیند سے (اُٹھ) بیدار ہو جا۔

(۲)

ہچو عیسیٰ خرم مستورگان غرب شو
چوں خراں تاچند می باشی بپا گاہ ستور

ترجمہ: (حضرت) عیسیٰ کی مانند آسمانوں کی طرف قدم بڑھا۔ تو گدھوں کی طرح کب تک

چو پاؤں کے تھان پر ٹھہرا ہے گا۔

(۳)

بلبل جانت زنگزار وصال آمد و لیک

در قفس یا خار جہراں گشتہ قانع از ضرور

ترجمہ: تیری جان کا بلبل اگر چہ وصل و ملاقات کے باغ سے (ہو کر) آیا ہے مگر ہجر و فراق کے کاتھوں سے بھرے قفس میں مجبور و بے بس آپھنسا ہے۔

(۴)

جان و دل اندر لباس آب و گل گشتہ پدید

حسن معشوق از جمال عاشقان کردہ ظہور

ترجمہ: مٹی اور پانی کے لباس میں (خاکی وجود میں) جان و دل ظاہر ہو گئے گویا معشوق کا حسن عاشقوں کے جمال ہی سے پیدا ہوا ہے۔

(۵)

در حریم حرمتش ماؤ منی را بار نیست

ماومن غیرہ و خلوت خاص و سلطان بس غیور

ترجمہ: اس کے دربار میں (اس کی بارگاہ میں) ماؤ منی کی گنجائش نہیں ہے۔ ما و من محض غیر ہیں خلوت خاص ہے اور سلطان غیور ہے۔

(۶)

کی کشاید دست غیرت در ہروی ہر کسی

تا نگیرد از خود و خلق جہاں یکسر نفور

ترجمہ: وہ دست غیرت ہر کسی کے سامنے نہیں پھیلاتا اور وہ خود سے اور مخلوق سے یکبارگی نفرت نہیں کرتا۔

(۷)

ذہر وحدت تاز قعر بحر عشق آید بکف

اول ز دریای ہستی بایست کردن عبور

ترجمہ: بحر عشق کی گہرائیوں سے اگر ہاتھ میں وحدت کا موتی لینا ہے تو سب سے پہلے دریا ئے ہستی کو پار کرنا ہوگا (مادی وجود کا دریا پار کر آئے)

(۸)

عود دل در بحر سینہ بتار غم بسوز
بزم قدسی را معطر ساز از عطر بخود
ترجمہ: سینے میں غم کی آگ جلا کر اس پر دل کا عود (جل کر خوشبودینے والا عنصر) چھڑکنے سے جو صورت بنتی ہے وہ ایسی ہے کہ فرشتوں کے مجلس کو عطر افشانی کر کے گویا مہکا دیا جائے۔

(۹)

چوں نسیم عشق بکشايد نقاب از روی دوست
عاشقاں را میل کے ماند سوئے حور و قصور
ترجمہ: جب صبح کی ٹھنڈی ہوا محبوب کے چہرے سے نقاب الٹ دے گی تو چاہنے والوں کے دل سے حور و قصور کی خواہش کب رہے گی۔

(۱۰)

من ازاں جامی کہ در روز ازل نوشیدہ ام
بچھاں سر مست خواہم بود تا روز نشور
ترجمہ: وہ جام جو میں نے روز اول نوش جاں کر لیا تھا۔ (مجھے اس کے نشے نے ایسا مخمور کیا ہے) کہ میں روز حشر تک اس کی سرمستی میں رہوں گا۔

(۱۱)

جرمہ زیں بادہ جاں بخش اگر ریزی بخاک
ہای و ہوی عشق بر خیزد ز اسوات قبور
ترجمہ: اس جاں بخش شراب کا اگر ایک قطرہ بھی میں خاک پر ڈال دوں تو قبروں میں سے بھی اس کے اثرات عشق کے سبب ہا ہا ہو کا شوراٹھنے لگے۔

(۱۲)

روز اول خود میدی جاں جن بیواسطہ
روز آخر ہم تو خود دم جان من بے رخ صور
ترجمہ: تو نے خود بغیر کسی دیگر واسطے کے روز ازل میرے تن میں جان ڈال دی۔ اب بہتر
یہی ہے کہ صور کی آواز کے بغیر ہی روز محشر تو خود آئے اور مجھے آ کے اٹھالے۔

(۱۳)

ظلمت کثرت بجب نور وحدت گشت نو
سایہ امکان برفت از پر تو اللہ نور
ترجمہ: نور وحدت نے کثرت ظلمت کو ختم کر ڈالا۔ سو جتنے امکانات (مخفی اثرات کے) تھے
وہ سب ختم ہو گئے اور اللہ کے نور نے ہر طرف اپنا سایہ ڈال دیا۔

(۱۴)

نعرہ منصور بر بخیزد از ذرات من
اچھی بادہ است اینکہ ی انداز دم در شر و شور
ترجمہ: میرے وجود کے ذرات میں سے منصور کی مانند نعرہ مستانہ اٹھ رہا ہے۔ یہ کیسی شراب
ہے جو میرے شور و شر میں ڈالی گئی ہے۔

(۱۵)

خم وحدت صد ہزاراں رنگ را یک رنگ ساخت
غیب حاضر گشت و حاضر گشت غائب در حضور
ترجمہ: وحدت کی شراب کے ہزاروں رنگوں نے (مجھ پر) ایک ہی رنگ چڑھا دیا ہے۔
غیب حاضر ہے اور حاضر اس حضور میں غائب ہو گیا۔

(۱۶)

گر دل مسکین معین از جا رو و معذور دار
چوں ندارد تاب انوار تجلی کوہ طور

ترجمہ: اگر بے چارہ معین تجھے چھوڑ کر بھاگ جائے تو اسے معذور ہی رکھ کیونکہ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوہ طور تیرے جلوے کی تاب نہیں لاسکتا تھا۔

غزل (۴۷)

(۱)

اے ترا بر طور دل ہر دم تجلی دگر
طالب دیدار راہر گوشِ موسیٰ دگر
ترجمہ: میرے دل کے طور پر تیرے نور کی تجلی نوع بہ نوع انداز سے جلوے دکھاتی ہے۔
وہ (محبوب) اپنے دیدار کے طالب کو موسیٰ کی مانند ہر گوشے میں دیدار دیتا ہے۔

(۲)

یک دو حرف خواندہ ام در پیش استاد ازل
تا ابد بدول رسد ہر لحظہ معنی دگر
ترجمہ: میں نے روز ازل کے استاد سے ایک دو حرفی پڑھے تھے۔ ابد تک ہر لحظہ ایک نئے معنی کا نزول ہوتا رہے گا۔

(۳)

چند فرمائی ترک دنیا و میل بہشت
کان بہشت غلہ پیش ماست دینای دگر
ترجمہ: تو ہمیں کب تک ترک دنیا اور بہشت کے لالچ کے بارے میں کب تک کہے گا وہ
ہمیشہ کی جنت تو ہماری دوسری دنیا ہے۔

(۴)

روح قدسی گر مدد کردی بزاوی در جہاں
ہر دو روز مریم ایام عیسیٰ دگر
ترجمہ: اگر روح قدس مدد کرے تو دنیا میں اس عارضی جہاں میں ہر دوسرے دن ایک نیا عیسیٰ پیدا ہو سکتا ہے۔

(۵)

در ازل قاضی عشقم داد منشور بقا
لا جرم آید معین و کرد دعویٰ و گر

ترجمہ: ازل میں عشق کے مصنف نے بھاکا فرمان دیا تھا تو معین نے یہاں آکر اپنے وجود کا
اعلان کیا۔

غزل (۳۸)

(۱)

وہ کہ برپای منور می نہد شمشاد سر
زلف یار من مگر بر پائے او بہا سر

ترجمہ: واہ کہ منور کے پاؤں پر شمشاد نے سر رکھ دیا ہے۔ شاید میرے دوست کی زلف نے
اُس کی جڑ سے اپنا سر لگا دیا ہے۔

(۲)

میکشم جور ترا تا سر بہ چیم در کفن
حاش للہ کاں زماں ہم چیم از بیداد سر

ترجمہ: میں کفن پہننے وقت تک تیرا علم برداشت کروں گا۔ ہرگز ہرگز اُس وقت بھی تیرے ظلم
سے سرتابی نہیں کروں گا۔

(۳)

زاہد میگرد منع سجدہ در پیش بتاں
روی یارم دید و از شرمش بہ پیش افتاد سر

ترجمہ: زاہد مجھے جوں کے سامنے سجدے سے منع کرتا تھا۔ جب اُس نے میرے یار کا کھڑا
دیکھا تو خود (بھی) شرم کے مارے سجدے میں گر گیا۔

(۴)

بہریر شادمانی خفت شیریں راچہ غم
شام ہجراں بہ پاس غم نہد فرہاد سر

ترجمہ: خوشیوں کے پھوٹنے پر لیٹے ہوئے شیریں کو کیا غم ہے کہ ادھر فرہاد غموں کے درخت پر سر رکھ کر آہ و زاری کر رہا ہے۔ (پلاس: ڈھاک کا درخت)

(۵)

کارگر افتاد تیرت دوش بر جان معین
تا سحر نالید مسکین عاقبت جہاد سر
ترجمہ: (۵) تیرا تیر کل معین کی جان پر کارگر ہوا اس بے چارے نے صبح تک رورو کے پھر
خاموش ہو گیا۔

ردیف ”ز“

غزل (۴۹)

(۱)

ذره ازا اثر مہر نقد فاش ہنوز
توچہ دیدی ز ہواداری ماباش ہنوز
ترجمہ: اُس کی محبت کا ابھی تک ذرہ بھی تو نے ابھی ہماری ہواداری کو نہیں دیکھا ہے کچھ اور
ٹھہر۔

(۲)

آفتابیت کہ خورشید فلک سایہ اوست
چوں کند جلوہ در آئینہ نقاش ہنوز
ترجمہ: وہ ایسا آفتاب ہے کہ خورشید فلک اُس کا سایہ اوست
ابھی تک نقاش کے آئینہ میں ہے۔

(۳)

ایکے در صورت نقش انہمہ حیراں شدہ
باش تا جلوہ کند چہرہ نقاش ہنوز
ترجمہ: اس دنیا کے نقش و نگار دیکھ کر تو حیراں و ششدر ہو رہا ہے۔ انتظار کر کہ ابھی تو اُس نے

جلوہ دکھاتا ہے جس نے یہ سارے نقش و نگار بنائے ہیں۔

(۳)

چوں صدق غوطہ بدریا زن و لب تشنه برای

وز عطش در طلب قطره ما باش هنوز

ترجمہ: تویپ کی مانند دریا سے غوطہ زن ہو کر نکل آ اور پیاس میں (بہتر ہے) ہمارے قطرہ رحمت کے لیے انتظار کر۔

(۵)

لو زما بر طرف از ناز و دلم میگوید

کہ نہانی نظری بہت سوی ما باش هنوز

ترجمہ: ناز و ادا کے سبب وہ ہم سے جدا ہے لیکن مراد دل کہتا ہے کہ چپ چپ کر محبوب پیارا ہماری طرف ہی (نظریں بچا بچا کر) دیکھ رہا ہے (کہ در پردہ اُس کی نظر ہماری طرف مرکوز ہے۔)

(۶)

از لکد کوب فراق تو شدم خاک چوگرد

از سر کوئے تو با دم نبرد کاش هنوز

ترجمہ: میں تیری فرقت و چاہت میں ٹھوکریں کھا کر خاک بن گیا ہوں مگر یہ (میری بد نصیبی ہے) کہ تیرے کوچے کی ہوا مجھے ابھی تک اپنے ساتھ اُڑا کر لے نہیں گئی ہے۔

(۷)

با حریف غم تو ہر دو جہاں باخت معین

نقد جاں میطلبد از من قلاش هنوز

ترجمہ: معین نے تیرے غم میں دونوں جہاں ہار دیئے ہیں۔ تیرا غم مجھ مفلس سے ابھی بھی اپنے عوض میں نقد جاں طلب کر رہا ہے۔

غزل (۵۰)

(۱)

یار در بر روی اصحاب طلب بکشتاد باز
صیت مل من تائب اندر جہاں درد ادباز
ترجمہ: (یار نے) تو اپنے چاہنے والوں پر ایک بار پھر اپنا دروازہ کھول دیا ہے "کون ہے جو
توبہ کرنے والا ہے" کی آواز پھر دنیا میں لگائی جا رہی ہے۔

(۲)

رخ نمود و دل ربود و باز اندر پردہ شد
داغ دیگر بر سر داغ کہن جہاد باز
ترجمہ: چہرہ دکھایا دل کو چھین لیا اور پھر خود جا کے پردے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اور یوں ایک
پرانے داغ پر نیا داغ لگا دیا۔

(۳)

رخت ہستی مرا بر آتش ہجراں بسوخت
خرمن عمر مرا برباد غم برداد باز
ترجمہ: ہجر و فراق کی آگ نے میری دنیا کا مال و متاع سب جلا ڈالا ہے۔ میری عمر کی کما کی غم
کے ہاتھوں برباد کر ڈالا ہے۔

(۴)

از بزمین و از یار قلب من در تاخت عشق
عقل مغلوب مرا خر در خلاب افتاد باز
ترجمہ: عشق نے میرے دل کو دائیں بائیں ہر جانب سے برباد کر ڈالا ہے۔ میری مغلوب
عقل اب پھر ایک مشکل میں پھنسی ہے۔

(۵)

گفتمش رخ باز کن گفتا بخوای سوختن
گفتم از سوزم بسازم ہر چہ بادا باد باز

ترجمہ: میں نے اُس سے کہا کہ مجھے ایک بار اپنا جلوہ دکھا۔ اُس نے کہا جل جائے گا۔ میں نے کہا ہاں یہی تو چاہتا ہوں کہ جل جاؤں تو دکھاؤ جو ہر دور دکھا جائے گا۔

(۶)

شہر معمور دلم کز سل ہجراں شد خراب
شاید از معماری و ملت شود آباد باز
ترجمہ: میرے دل کی آبادیستی ہجرو فراق کے سیلاب سے تباہ و برباد ہے ممکن ہے تیرے وصل کے معمار کے ہاتھوں دوبارہ آباد ہو جائے۔

(۷)

باز جان من کہ شد محبوس دام آب دگل
گر بخود خوانی شود از قید تن آباد باز
ترجمہ: یہ میری جاں جو آب دگل (منی بانی کے مادی وجود) کے دام میں گرفتار ہے اگر تو اُس کو خود بلائے گا تو وہ قید جسم سے آزاد ہو سکے گی۔

(۸)

گفتش عکس جمالت چوں مرا موجود کرو
تا بمانم زندہ زان تو تم بباہ داد باز
ترجمہ: میں نے اُس سے کہا جب تیرے عکس نے مجھے ظاہر و موجود کر دیا سو جب تک میں زندہ ہوں مجھے پھر اسی عکس سے قوت (روزی) ملتی دینی چاہیے۔

(۹)

لے از پرتو نور تجلے زد علم
طور ہستی مرا بر کند از بنیاد باز
ترجمہ: اُس کے پرتو تجلی کی ایک کرن نے جلوہ دکھایا تھا کہ میری ہستی کے طور کو بنیاد سے اکھاڑ ڈالا گیا۔

(۱۰)

گفت با ہستی من لاف از وجود خود حزن
 کے تواں کردن تواں بالا تراز استاد باز
 ترجمہ: اُس محبوب نے کہا کہ میری ہستی کے ساتھ اپنے وجود کا کوئی حوالہ نہ جوڑ کہ استاد کی
 دوکان سے بلند دوکان لگانا ناممکن ہے۔

(۱۱)

در طریق جستجو از عاشقی منہیں معین
 در رہ فقر از طلب کے متواں استاد باز
 ترجمہ: راہ طریقت میں اے معین جستجو کو ترک مت کر۔ (عشق کا دامن نہ چھوڑ دینا) راہ فقر
 میں طلب اور چاہت کو مرشد تو انائی اور قوت عطا کرتا ہے۔
 ردیف ”س“

غزل (۵۱)

(۱)

مر از ہر دو جہاں دولت وصال تو بس
 وصال چہست کہ آمد شد خیال تو بس
 ترجمہ: مجھے دو جہاں کے مقابلے میں تیرے وصال کی دولت منظور ہے وصال کیسا کہ صرف
 تیرے خیال کا آنا ہی کافی ہے (اور میں ہر مست ہو گیا)

(۲)

بہر مند شاہی وصول ممکن نیست
 گدای راہ نشین را صف فعال تو بس
 ترجمہ: یہ تو ناممکن سی بات ہے کہ بادشاہوں فی مند ہمارے ہاتھ لگ جائے راہ طلب کے
 مسافر کے لیے تو یہ بہت ہے کہ تیرے قدموں میں جکھل جائے۔

(۳)

چو چنگ زخمہ غم میخورم ز عشق و خوشم
نوازشم ز ہمیں زخم گوشمال تو بس
ترجمہ: عشق میں غم کی شراب پیچے ہوئے اور دکھوں کا نغمہ و ساز سنتے ہوئے میں خوش ہوں۔
میرے لیے ہر اس گوشمال کا زخم ہی تیری نوازش مہربانی سے کافی ہے یعنی تیرے غم کے
حوالے سے ہم پر یہ مہربانی بہت کافی ہے۔

(۴)

چو جام دل ز جمال تو گشت عکس پذیر
پگاہ جلوہ دل آئینہ جمال تو بس
... جب دل کے جام میں تیرے حسن کا جلوہ عکس پذیر ہوا تو دل کے جلوہ کے وقت
تیرے جمال کا آئینہ ہی کافی ہے۔

(۵)

کمال دوست چو تکمیل ناقصات کند
تو ناقص و ہمیں ناقصی کمال تو بس
ترجمہ: جب دوست کی محبت اور مہربانی ناقصوں کو کامل کر دیتی ہے تو پھر مجھے ناقص اور کمال
ناقص ہونا ہی ٹھیک ہے میرے لیے بہتر ہے۔

(۶)

اگرچہ داد ملے تو اس دادن
دلے قبول سمعنا در امتثال تو بس
ترجمہ: اگرچہ اطاعت کا ہم سے حق ادا نہیں ہو سکا مگر "سمعنا" کو قبول کر لینا ہی تیرے حکم
کے سامنے مجھے میں ڈھلنے کے لیے کافی ہے۔

(۷)

معین از چہ تو دار الجلال ی طلبی
تو عاصی و ترا لطف ذوالجلال تو بس

ترجمہ: تجھے دارالجلال کی آرزو کیوں ہے تو عاصی ہے اور (یوں) اُس ذوالجلال کا تجھ پر لطف و کرم ہی کافی ہے۔

غزل (۵۲)

(۱)

مانمگوئیم نعمت ہائے بلا خواہیم و بس
بلکہ مادائیم رضای دوست را خواہیم و بس
ترجمہ: ہم نہیں کہتے کہ ہم کسی نعمت یا کسی بلا کے طلب گار ہیں بلکہ ہم تو ہمیشہ سے اپنے محبوب کی مرضی پر راضی ہیں۔

(۲)

گر رضای دوست ما را در بلا خواہد رسید
ما ہمیشہ خوشن را جلا خواہیم و بس
ترجمہ: اگر ہمارے دوست کی یہ رضا ہے کہ ہمیں دکھ میں رکھے ہم ہمیشہ دکھ معیبت میں رہنا ہی پسند کریں گے۔

(۳)

خلق از حق نعمت و فضل وعطا خواہند و ما
از خدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم و بس
ترجمہ: سب لوگ (خلق) اس سے نعمت و فضل کے طلب گار رہتے ہیں مگر ہم معیبت اور مشکل میں خدا سے صبر جمیل کے بس طالب ہیں۔

(۴)

زاہداں انجا عمل خواہند و در عقبی بہشت
ایں نمخواہم و آنہم با خدا خواہیم و بس
ترجمہ: زاہد لوگ اس دنیا میں جو نیکیاں (عمل) کرتے ہیں اس کے عوض عقبی میں بہشت کے خواہش مند ہوتے ہیں ہم خدا سے اُس کے طالب ہیں۔

(۵)

ہر کسی از تو بقدر خود مرادی خواستد
ما مراد خویشین از تو ترا خواهیم و بس
ترجمہ: ہر کوئی اپنی اوقات کے مطابق مرادیں مانگتا ہے، ہم تو اپنی مراد یعنی تجھے تجھ سے طلب
کر رہے ہیں۔

(۶)

ہر کسی خواہد کہ ماند در جہاں باقی و نیک
ای معینی ما فتا اندر فتا خواهیم و بس
ترجمہ: ہر کوئی سے چاہتا ہے کہ اس جہاں میں اسے باقی رہے مگر اے معین ہم تو فتا کے اندر فتا
کے خواہاں ہیں۔

ردیف ”ش“

غزل (۵۳)

(۱)

دل ز سوز عشق و داغ یار یا بد پرورش
چوں زر خالص کہ اندر نار یا بد پرورش
ترجمہ: دل کو سوز عشق اور داغ محبت سے پرورش کرنا چاہیے پرورش پاتا ہے یہ بالکل ایسے ہی
جیسے سونا آگ میں تپانا ضروری ہے۔

(۲)

آہ درد آلود ہر شب تا فلک خواہم رساند
کز نسیم محمد گلزار یابد پرورش
ترجمہ: آہ درد آلود ہر رات آسمان تک بلند کرتا رہ کیوں کہ صبح کی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو گلزار
کھل اٹھتے ہیں۔

(۳)

دل ز نخل قاشتش در زیر بار آمد و لیک
میوه آں بہتر کہ اندر بار یا بد پرورش
ترجمہ: دل اُس کی قامت کے درخت کے بوجھ سے جھک گیا ہے جو میوہ سائے میں پرورش
پاتا ہے اس کا مزہ دو بالا ہوتا ہے۔

(۴)

اصبعین عشق اندر دل تصرف میکند
خوش دلی کاندہ کف دلدار یا بد پرورش
ترجمہ: عشق کی انگلیاں دل کے اندر ہی اپنا تصرف کرتی ہیں کتنا اچھا ہے وہ دل جو کف
دلدار میں پرورش پائے۔

(۵)

سر پنہاں کے تواند کرد پیدا پیش خلق
آنکہ اندر پردہ اسرار یابد پرورش
ترجمہ: وہ پوشیدہ راز مخلوق کے سامنے بتایا نہیں جاسکا وہ تو ایسی بات ہے کہ اُس کو پردہ راز
ہی میں رہنا چاہیے۔

(۶)

دانکہ در دار و جودش غیر حق دیار نیست
ہچو منصور آں زماں بردار یا بد پرورش
ترجمہ: جس کسی کے وجود (من) کے اندر خدا کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں بستا ہے وہ منصور کی
مانند سولی پر چڑھ کے نام و رتبہ حاصل کرتا ہے۔

(۷)

احدت اندر صورت کثرت نماید جلوہ
نقذ . کسوت پرکار یا بد پرورش

ترجمہ: وحدت (توحید) کثرت کے اندر رہتے ہوئے اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اس کی پرورش
اُس تشکیلی طرح کرنا چاہیے جو پرکار وسط میں ہوتا ہے۔

(۸)

در گلستان حقیقت چوں گل نو بادہ
گل میاں صد ہزاراں خار یا بد پرورش
ترجمہ: اس گلشن حقیقت میں گل نورست کی طرح دل کی پرورش کرنی چاہیے جیسے ہزاروں
کاتھوں کے درمیان ایک پھول پرورش پاتا ہے۔

(۹)

ای معین از سر زخمائے حسوداں غم خور
چوں دل عشاق از آزار یا بد پرورش
ترجمہ: اے معین حسد کرنے والوں پر چلنے والوں سے ہرگز پریشان نہ ہونا کیونکہ عشق
کرنے والوں کا دلہ (اسی) دکھ اور آزار کے سبب پرورش پاتا ہے۔

غزل (۵۴)

(۱)

اگر بے پردہ نتوانی کہ بنی پرو ذائش
بذرات جہاں مگر کہ ہر ذرہ است مرآتش
ترجمہ: اگر تجھ میں یہ طاقت نہیں کہ تو اس کا جلوہ (بے پردہ) دیکھ سکے تو پھر اس دنیا کے
ذروں کو (خود سے) دیکھ کہ ہر ذرہ سے میں اس کا جلوہ ہے۔

(۲)

جمال حق زمرآت صفاتش مینہ جلوہ
صفت در کسوت افعال و فعل از حین آیاتش
ترجمہ: جمال حق صفات کے آئینہ سے جلوہ نما ہے اسکے افعال میں اس کی صفت پنہاں ہے
اور فعل اس کے ممکن ذات ہے۔

(۳)

چو جسمت مظہر جانست و جانست مظہر اعیان
 چو اعیان مظہر اسا و اسا مظہر ذاتش
 ترجمہ: جس طرح جسم مظہر جاں ہے اور تیری جان مظہر عیاں ہے۔ اسی طرح اعیان مظہر
 اسماء ہیں اور اسماء اُس کے مظہر ذات ہیں۔

(۴)

جلی طور اگرچہ زہیت ساخت صد پارہ
 ولیکن تا ابد یابد جمال حق ز ذراتش
 ترجمہ: اگرچہ نور حق کی جلی نے بہت سے طور کو پارہ کر دیا۔ لیکن ابد تک جمال حق اس کے
 ذروں میں نمایاں رہے گا۔

(۵)

من از گنج خرابانی جمالی دیدہ ام واللہ
 کہ چندیں سال میجستم بجراب مناجاتش
 ترجمہ: میں نے گنج خرابات میں خدا کی قسم ایسا جمال دیکھا ہے جس کو میں نے مدتوں تک
 محراب مناجات میں تلاش کیا تھا۔

(۶)

مرا از یکدو جام می چناں حالی بدست آمد
 کہ صد سالک نخواہد یافت در طی مقاماتش
 ترجمہ: مجھے عشق حقیقی کے جام سے بس ایک دو گھونٹ پی کر وہ خوبی میسر آئی کہ سو سال
 سالک (سلوک کی منزلیں طے کرنے والا) منازل سلوک طے کر کے اُس کو نہیں پاسکے۔

(۷)

معین را عشق برد از راہ دروغ از فہم و دانائی
 وزاں تحصیل بجاصل کہ ضائع کردا وقاتش

ترجمہ: معین کو عشق نے راستہ پر لگایا ہے اس فہم دانش پر افسوس اُس نے تحصیلِ بھاصل میں اپنی اوقات کو ضائع کر دیا۔

غزل (۵۵)

(۱)

نہ سر بر خطِ فرماں و خطی در جہاں درکش
بشو لوحِ من و ما را قلم در این آں درکش
ترجمہ: محبوب اُس کے فرماں پر سر کو جھکا دے اور دنیا سے قطعِ تعلق کر دے۔ اپنے دل کی حقیقت کو دھولے اور اسے یہاں وہاں ادھر ادھر (ہر دو جہاں) کے لالچ سے صاف کر لے۔

(۲)

برو پایِ ہوائی کن و ہوائی محبت دی کن
بساط نہ فلک ملی کن قدم در لامکاں درکش
ترجمہ: چالالچِ حرم و ہوا کو ترک کر دے اور محبوب کے سنگِ جلِ آسمانوں سے آگے نکل جا اور لامکاں میں قدم رکھ۔

(۳)

توشا بہازان یا ہورا کھواں در باغِ خود حورا
برو مرغِ ہوا جو را بدامِ امتحاں درکش
ترجمہ: اے ”حور تو یا ہو“ کے شہبازوں کو اپنے باغ میں مت بلا جا کسی حرم و ہوا کے پنجھی کو امتحان اور آزمائش کے جال میں پھانس۔

(۴)

مرا برو او بچخانہ کہ ای سر مست دیوانہ
بگیر این رطلِ و پیانہ بیادِ من رواں درکش
ترجمہ: مجھے بے خانے میں وہ دوست لے گیا اور کہنے لگا کہ اے دیوانے یہ جامِ و پیانہ لے اور میری یاد (لگن و محبت) میں بھر بھر کے پی اور مجھے یاد کرتا رہ۔

(۵)

چہ باعث شد سلیمان را کہ گوید مور بیچارا
 بدریا رو نہنگاں رلیکدم دردہان درکش
 ترجمہ: کیا سبب تھا کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک بے جان چیونٹی سے کہا دریا میں جا
 اور نہنگوں کو ٹکلا جا (مصائب والام سے ٹکرا جا)۔

(۶)

چودادی جام منصورم گندی در شر و شورم
 چومیدانی کہ معذورم چہ میگوئی زباں درکش
 ترجمہ: جب تو نے منصور کا جام مجھے پلایا اور شور و شر میں مجھے ڈالا ہے جب تجھے معلوم ہے کہ
 میں مجبور اور معذور ہوں تو پھر مجھ پر الزام کیسا۔

(۷)

منم گوئی تو چوکانی منم مرکب تو سلطانی
 مرا ہر سو تو میرانی و میگوئی زباں درکش
 ترجمہ: میں گیند اور تو چوکان (گیند کو مارنے والی شک) میں مرکب ہوں اور تو سلطان (شہ
 سوار) ہے تو مجھے جدھر چاہتا ہے ہر جانب دوڑا رہا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے کہ خاموش رہ۔
 مت بول۔

(۸)

بگردت مست و دیوانہ برقم پہچو پروانہ
 مرا ای شمع فرزانه بگیر اندر میاں درکش
 ترجمہ: میں تیرے گرد مست اور دیوانہ ہو کر پروانے کی مانند چکر لگا رہا ہوں اے شمع فرزانه تو
 مجھے اپنی آغوش میں چھپالے۔ (میں تو تیرا پروانہ ہوں)

(۹)

اگر خواہی تو جمائی بے عالم حسن و زیبائی
 مرا مجتوں و شیدائی بیزار جہاں درکش
 ترجمہ: اگر تو دنیا میں اپنا جلوہ دکھانے کا شوق رکھتا ہے تو مجھے اپنا دیوانہ اور سودائی بنا کر بازار
 جہاں میں رسوا کر۔

(۱۰)

دراں روزی کہ جمائی جمال خود بمشاقاں
 معین را سوز چوں سرمہ بچشم عاشقاں درکش
 ترجمہ: تو اپنے چاہنے والوں کو جس روز اپنے جمال کا جلوہ دکھائے گا تو معین کو سرمہ کی طرح
 عاشقوں کی آنکھ میں لگا دے۔

غزل (۵۶)

(۱)

تا دل نکشت غرقہ دریائے من عرف
 تا دور چوں صدف گہر معرفت بکف
 ترجمہ: جب تک (طالب کا) دل عرفان حقیقت کے سمندر میں غرق نہ ہوگا۔ اس وقت تک
 سچی کی مانند معرفت و حکمت کا موتی نصیب نہیں ہو سکتا۔

(۲)

ہر کس نہد بخاک درش زخ چو آفتاب
 بر تارک سپہ نہد پایہ شرف
 ترجمہ: جو کوئی تیری خاک در پر اپنے رخسار کو آفتاب کی طرح رکھے گا۔ وہ شرف کا پاؤں
 آفتاب پر رکھے گا۔

(۳)

ریحان و گل بروخہ جانت قوت دل
 در شورہ زارتن نکتہ میل ہر علف

ترجمہ: روضہ جاں میں ریحان و گل دل کی غذا ہیں۔ تن کی بنجر زمین کی گھاس پر دل توجہ نہیں ہوتا۔

(۴)

مویٰ روح را چہ غم از اژدہائے نفس
چوں از جناب قدس رسد وحی لا تخف
ترجمہ: روح کے مویٰ کو نفس کے اژدہ سے کیا غم جبکہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے لا تخف
(مت ڈر) کی عطا مل رہی ہے۔

(۵)

انساں نہ ایں سلالہ آب و گل ست و بس
در سلک دُر کے نکشد مہرہ حُزف
ترجمہ: بس انسان یہ آب و گل کی زنجیر کے لائق نہیں ہے وہ کون ہے جو ہار کی ڈوری کے اندر
موتی پروتا ہے۔ سانس کی ڈوری میں اللہ کے نام کے موتی کون پروتا ہے۔

(۶)

از صد ہزار قطرہ باراں یکے مگر
گوہر شود بترتیب اندر دل صدف
ترجمہ: مگر بارش کے ہزاروں قطروں میں سے صرف ایک قطرہ ایسا ہوتا ہے کہ جو پٹی کے
دل میں تربیت لئے گہر بناتا ہے۔

(۷)

سرمایہ حیات متاعیت لے بہا
مہند کاں بہر زہ شود رائگاں تلف
ترجمہ: تیری زندگی کی متاع بہت قیمتی اور بے بہا اہم ہے جسے تو یہ پسند مت کر کہ وہ یونہی
مفت میں ضائع ہو جائے۔

(۸)

میتِ عظیم و عجبوند ز چہست
گزشت ابتداءِ محبت ازاں طرف

ترجمہ: میں اُن سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں کا شہرہ کیوں ہے اگر محبت
کی ابتداء اُس طرف سے نہیں ہے۔

(۹)

در انتظارِ قدمت از نورِ کبریا
بر کنگرِ جلال کشیدہ ہزار صف

ترجمہ: آپ کے استقبال کے انتظار میں نور حق کی جانب سے جلال الہی کے کنگرے پر
ہزاروں فرشتے صف بستہ ہیں۔

(۱۰)

گر صد ہزار تھو رسد از تو ہر دم
مقصودِ مائوکی و طفیلِ ست آں حنف

ترجمہ: اگر ہر دم ہم ہزاروں تجھے تجھے پیش کریں تو بھی میرا مقصود تو بہر حال تو ہی ہے اور باقی
یہ سب کچھ تیرے ہی طفیل ہے۔

(۱۱)

ہر دم معین کشادہ دل صد حدنگ آہ
لیکن چہ چارہ گر زسد تیر بر ہدف

ترجمہ: (۱۱) معین کے دل سے ہر دم آہ و فغاں کے تیر چلتے ہیں لیکن اس کا کیا علاج کہ
ایک تیر بھی ہے ہدف پر نہیں لگتا۔ یعنی اپنے چارہ گر کی توجہ حاصل کرنے سے محروم رہتا ہوں
میری کوئی پیش نہیں جاتی۔

☆☆☆

رویف ”ک“

غزل (۵۷)

(۱)

حمدیکہ بر صحائف اطباق نہ فلک
توقع بر کشیدہ کہ اکبریا ملک
ترجمہ: حمد تو وہ ہے جس نے نو آسمانوں کے میخوں پر یہ طغریٰ لکھ دیا کہ بزرگی اُس بادشاہ کو
زیبا ہے۔

(۲)

حمدیکہ خود رقم زدہ بر صفحہ قدم
کانرا بکج حادثہ ممکن نکستہ بک
ترجمہ: حمد تو دراصل وہ ہے کہ جو خود اس ہستی نے اس صفحہ عالم پر تحریر کی ہے اور کوئی حادثہ ممکن
نہیں کہ اس کو اس صفحہ سے مٹا سکے۔

(۳)

حمدیکہ در تصدی اوئی او فَاَزَ مَنْ ہدی
حمدیکہ در تخلف او غائب مَنْ ہلک
ترجمہ: حمد تو وہ ہے کہ جس کے پیچھے فَاَزَ مَنْ ہدی کا انعام ہے۔ حمد تو وہ ہے جس کے خلاف
سے غائب مَنْ ہلک کی وعید ہے۔

(۴)

حمدیکہ جوہریش زعہ سکہ قول
روزی کز امتحانش دہدہ جلوہ بر محک
ترجمہ: جس کو جوہری قبولیت کا سکہ عطا کریں جس روز کہ اُس کو امتحان کے لیے کوئی پر
کیا جائے۔

(۵)

ذات خدائے ہر دو جہاں راسخ و کہ بہت
 بر طبق مدعاش مشکل ہزار حک
 ترجمہ: تمام صفات اللہ تبارک تعالیٰ ہی کو زیبا ہیں جو دو جہاں کا مالک ہے۔ اور اُس کے
 مقصد اور مرضی کی ہر سے ہر دستاویز آراستہ ہے۔

(۶)

ذرات کائنات زباں ہر کشادہ اند
 اندر ادائی کتہ توحید یک یک
 ترجمہ: کائنات کے ہر ذرے اپنی زبان کھولے ہوئے ہیں اُس کی توحید کے ایک کتہ کی
 ادائیگی کے لیے۔

(۷)

ہر ذات پر کمال تو دارد دلاتے
 آیات کن فکاں و ساگیر تا سک
 ترجمہ: تیری پر کمال ذات کے لئے وہ سب کچھ دلاتے کرتا ہے جو زمین کی تہوں سے
 آسمانوں کی بلندیوں تک آیات کن فکاں جلوہ گر ہیں۔

(۸)

بات و بس معاملہ نیک و بد ازانکہ
 وہاب بی رجوع و بیاع بیدرک
 ترجمہ: نیک و بد کا معاملہ تجھ سے ہے اس لیے کہ تو بغیر سوال کے عطا کرنا والا بیدرک نعمتوں کو
 پہنچنے والا ہے۔

(۹)

عکس جمال تست در آئینہ حواس
 بکرمک گشتہ در نظر حسن مشترک

ترجمہ: حواس کے آئینے میں تیرے جمال کا عکس ہے جو مشترک ہے وہ بھی نگاہوں میں یک رنگ ہو گیا ہے۔

(۱۰)

روز ازل بگردن آدم گنبد عشق
قید مجھے کہ مراں را مباد فلک
ترجمہ: ازل کے روز آدم کی گردن میں عشق نے محبت کی زنجیر ڈال دی تھی خدا اُس کو جدا نہ کرے۔

(۱۱)

لاف از کمال نغین نتج کجا زوے
یک نقطہ گرچہ ز عشق شدی کشف بر ملک
ترجمہ: اگر تیرے عشق کا ایک نقطہ فرشتے جان جاتے ہم تیری تسبیح کرتے ہیں کا دعویٰ ہرگز نہ کرتے۔

(۱۲)

گر نغمہ ز عشق شنودی سماع چرخ
در رقص خویش خرقہ در انداختی فلک
ترجمہ: اگر آسمان عشق و سرمستی کا نغمہ سن لیتا تو وہ اس سرمستی میں رقص کرتے ہوئے اپنا خرقہ اتار کر یہ آسمان پھینک دیتا۔

(۱۳)

مفتی شرع منکر عشق است از دہریں
زاں منک کہ گشت محو نمکسار شد نمک
ترجمہ: اگر مفتی دیں شرع و شریعت کے حوالے سے عشق سے منکر ہے تو پھر اُسی سے پوچھو اُس کتے وہ کتا جو نمک کی کان میں گرتا ہے خود نمک بن جاتا ہے۔ (استارہ اصحاب کہف کے کتے کی طرف ہے)

(۱۴)

گوبک نمادہ است بنگی نمک شدہ است
 ہر کس کہ نیست باورش این نکتہ گوبک
 ترجمہ: وہ کہ جو نمک حلالی کرتے کرتے محبت اور وفا داری میں اس قدر متفرق ہو گیا کہ خود ہی
 نمک بن کے رہ گیا۔ لیکن یہ بات اگر کسی کو سمجھ نہیں آتی تو پھر وہ عشق میں برباد ہو کے دیکھے۔

(۱۵)

از ساکنان مدرسہ تا پیر خانقاہ
 گر درک این سخن کند رفت تاد رک
 ترجمہ: مدرسہ کے طالب علموں سے لے کر خانقاہ کے متولی تک (یعنی ہر مولوی مفتی فقیہ
 متولی و مولک اگر اس بات کو نہ سمجھیں تو بہاڑ میں جائیں۔

(۱۶)

جائیکہ نور مطلع حق الیقین عنایت
 ز آئینہ دلش کہ زواید غبار شک
 ترجمہ: جہاں حق الیقین کے مطلع کا نور نہیں چکا ایسے دل نے آئینہ سے شک کا غبار کون دور
 کرے۔

(۱۷)

عجبم مگر چہ ناکسم سنگ اصحاب دو لقم
 بہ فضل تو در ملک من سالک
 ترجمہ: اگرچہ میں ناکس و نامال ہوں لیکن اصحاب دوست کا سنگ ہوں شاید تیرے فضل و کرم
 سے میں بھی تیری سنگ میں شامل ہو جاؤں۔

(۱۸)

یا رب معین جوی زمل بیستش و یک
 دارد ز فضل تو طمع صد ہزار لک

ترجمہ: اے خدا معین اگرچہ بے عمل ہے مگر اپنے دل میں تیرے فضل و کرم کی صد ہزار انگلیں
(اور طلب) رکھتا ہے۔

ردیف ”ل“

غزل (۵۸)

(۱)

من دُری بوم نہاں در قعر بحر لم یزل
عشق غواصانہ ام آورد بیروں زان محل
ترجمہ: میں بحرِ یزِل کی گہرائیوں میں چھپا ہوا موتی تھا۔ عشق غواص کی طرح مجھے گہرائیوں
سے نکال باہر لے آیا۔

(۲)

من در دریای عشقم چند مانم در صدف
من چو مرآت خدایم چند باشم در بئیل
ترجمہ: (۲) میں دریائے عشق کا موتی ہوں میں پیہی کے اندر کب تک رہ سکتا ہوں۔ میں تو
وہ شیشہ ہوں جس میں ذاتِ حقیقی کا عکس (نور) جلوہ دکھاتا ہے میں بئیل میں کب تک
پوشیدہ ہوں۔

(۳)

از صدف آیم بروں بر تاج عزت جاکنم
نور گیرند از فروغِ ماہ و خورشید و زحل
ترجمہ: میں وہ موتی ہوں جو پیہی سے نکل کر عزت و عظمت پر مقام حاصل کروں گا۔ ماہ و
خورشید اور زحل میرے فروغ سے نور حاصل کریں گے۔

(۴)

من غلامِ روئے یارم گرچہ ہم در جہاں
من گدائی کوی عشقم گرچہ شاہم فی الملک

ترجمہ: میں اپنے محبوب کے زرخ روشن کا غلام ہوں اگرچہ دنیا میں ماہ کی طرح ہوں میں
اگر چہ فی الحال ایک بادشاہ ہوں لیکن عشق کے کوہِ چہ کا گدا ہوں۔

(۵)

گر کند دست اجل قصر وجودم خشت خشت
اصل بنیاد محبت چچ پدیدو ظل
ترجمہ: اگر اجل کا ہاتھ میرے وجود کے محل کو ریزہ ریزہ کر دے پھر بھی میری محبت کی اصل
بنیاد میں کوئی ظل نہیں پرہسکا۔

(۶)

دل زمین ہمدی و گنتی وہ بدل و ملت وہم
چوں میج خود پسندی چراغی بدل
ترجمہ: تو نے میرے دل کو خرید لیا اور اس کے بدلہ دل کا وعدہ کیا۔ جب تو نے اپنی خرید کو
پسند کر لیا تو اب اس کا بدل کیوں نہیں دیتا۔ (مجھے کیوں اپنا دیہار نہیں دیتا ہے)

(۷)

من چو از اہل دلم قانی خواہم شد ز مرگ
چوں لویہ وصل می آرد چہ رسم از اجل
ترجمہ: میں ایک اہل دل ہوں مجھے موت فنا نہیں کر سکتی۔ موت وصل کی لویہ جولا نے والی
ہے پھر میں موت سے کیسے خوف کھا سکا ہوں۔

(۸)

طالبان در خورد خود ہر یک مرادی خواستند
عاشقان دیوار یار و زباہاں حسن عمل
ترجمہ: جس شخص میں ختمی طاقت اور حیثیت ہوتی ہے (توفیق) اسی حساب سے وہ مراد
طالب کرتا ہے۔ طالب اور عاشق لوگ اپنے محبوب کے دیوار کے حتمی ہوتے ہیں جبکہ زبہ
صرف حسن عمل میں پڑے رہتے ہیں۔

(۹)

سر عشق از عرش و فرش و لوح و کرسی حل نقد
اے معینی کے تواں کردن بیاں در یک غزل
ترجمہ: (۹) عرش، زمین، لوح محفوظ اور کرسی سے بھی عشق کا راز حل نہ ہو سکا اے معین تو بیچارہ
ایک غزل میں اے کیسے بیان کر سکتا ہے۔

رویف ”م“

غزل (۵۹)

(۱)

مرا ز دیدہ و دل ہر زماں درود دمام
نثار روضہ پر نور صدور بدر دو عالم
ترجمہ: میرے دیدہ و دل کی جانب سے ہر لمحہ ہر درود و سلام جاری ہے۔ (اُن) کے روضہ پر
نور پر سورج چاند اور دونوں عالم بھی نثار۔

(۲)

چہ مظہریت کہ مبعوث بر اول و آخر
بظاہر ست موخر باطن ست مقدم
ترجمہ: وہ ذات کیا مظہر تھی کہ جو اول و آخر مبعوث ہوئی جو بظاہر موخر ہے لیکن باطن میں سب
انبیاء پر مقدم ہے۔

(۳)

بصورت از بشر آمدولی ز روی حقیقت
ز فرق تا بقدم رحمت خداست مجسم
ترجمہ: صورت میں وہ بشر ہیں لیکن حقیقت میں وہ سرے پاویں تک اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رحمت ہے۔

(۴)

بہاں دل و جاں پودشاہ تخت رسالت
میان مکہ و طائف ہنوز قالب آدم
ترجمہ: وہ نبی کریم ﷺ کے لیے تخت رسالت کے شاہ ہیں۔ اُس وقت جبکہ
حضرت آدم کا قالب مکہ و طائف کے درمیان تھا۔

(۵)

ہروز حشر بظن لوائے او شدہ واثق
بسان امت او جملہ انبیائے مکرم
ترجمہ: حشر کے روز آپ ﷺ کے مجتہدے کے سائے میں سب نبی و خیران کرام ایک
امت کی صورت میں جمع ہوں گے۔

(۶)

نہادہ بانی عزت شب دنی قدتی
فروہ پایہ جاہل و ثاق عینے مریم
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں عزت کا پاؤں اُس بلندی پر رکھا جس سے عیسیٰ مریم
کے جاہ و مرتبہ کا کل فروتر ہو گیا۔

(۷)

چوازدنی زوہ ہردوں قدم بمصعد نے
بیک دوگام گذشتہ ز اوج طارم اعظم
ترجمہ: جب مقام اودانی سے آپ نے قدم مبارک باہر رکھے تو ایک ہی دوگام میں طارم
اعظم کی بلندی سے چڑھ گئے۔

(۸)

اگر نہ سور سرور ظہور نور تو باشد
فروغ عیش کہ جیندہ یں سراچہ ماتم
ترجمہ: اگر آپ کے نور کے ظہور مسرت کا کیف و سرور نہ ہوتا تو اس غم کدہ میں کوئی بھی مسرت
و عیش گوندی نہ تھا۔

(۹)

طفیل ذات تو ہژدہ ہزار عالم ازاں شد
کہ پیش بحر عدارد وجود قطرہ شبنم
ترجمہ: آپ کی ذات کے طفیل اٹھارہ ہزار عالم پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ جس طرح سمندر کے
سامنے قطرہ شبنم (بے چارہ) اپنے وجود کا کیا اظہار کرے۔

(۱۰)

زایہ جود چو شد فیض رحمت متقاطر
فضای روضہ جاں شد زمین و فیض تو خرم
ترجمہ: تیری رحمت و برکت کے بادلوں نے جب کرم کی برکھا برسائی تو تیرے فیض خاص
سے روضہ جاں کی فضا خوشگوار اور فرحت افزا ہو گئی۔

(۱۱)

ہزار غم ز گناہست بد دل من دہر دم
فزودہ ام غم دیگر ہزار بارید ام غم
ترجمہ: میرے دل میں گناہوں کے ہزاروں غم ہیں اور میں ہر دم اُن غموں پر حریف غموں کا
اضافہ کرتا رہتا ہوں۔

(۱۲)

بغذر خواہی ماہر کشای لب شفاعت
کہ دل پُست ز درود لب تو حقہ مریم
ترجمہ: اے شافی محشر ہمارے گناہوں کی شفاعت فرمانا کہ میرا دل آپ کے حقہ مریم جیسے
لیوں کی محبت سے مہر ہے۔

(۱۳)

معین چہ تھہ فرستد بغیر اشک ز دیدہ
کند درود پیالے رواں بسوے تو ہر دم
ترجمہ: (۱۳) معین آپ کے حضور اپنے آنسوؤں کے علاوہ کیا تھہ پیش کرے وہ تو ہر دم ہر
انس کے ساتھ آپ پر درود و سلام بھیجتا رہتا ہے۔

غزل (۶۰)

(۱)

اندھ آئینہ جاں عکس جمالے دیدم
بچو خورشید کہ در آب زلالے دیدم

ترجمہ: میں اپنی جان کے آئینے میں اپنے محبوب کے جمال کا جلوہ دیکھتا ہوں یہ بالکل ایسے
عیا ہے جیسے آبِ ذلال میں سورج کو دیکھے۔

(۲)

خبرہ شدہ دیدہ محل از لغات رخ دوست
بادجود از پس صد پردہ خیالے دیدم

ترجمہ: محبوب کے چہرہ نور کا جلوہ دیکھ کر محلِ خبرہ ہے (اندھ پڑ گئی) اس کے باوجود میں نے
۳ پردوں کے پیچھے ایک جمال دیکھا ہے۔

(۳)

ایں چمن نور کہ در آئینہ جاں نمود
من ذات است دلیکن بمثالے دیدم

ترجمہ: یہ کیا نور ہے جو دل کے آئینہ میں ظاہر ہے۔ یہ تو کامل ذات الہی ہے جو کہ اپنی مثال
آپ ہے جسے میں نے دیکھ لیا ہے۔

(۴)

من اگر والہ و مدہوش شود معذورم
کہ در آئینہ عجب حسن و جمالے دیدم

ترجمہ: اگر میں (جلوہ دیکھ کے) والا و شیدا ہو گیا۔ مست الہی ہو گیا تو مجھے معذور جانا
کیونکہ میں نے آئینے میں عجب حسن و جمال دیکھا ہے۔

(۵)

عاشق دست من از روز الست آمدہ ام
محل و ہوشیاری خود امر جمالے دیدم

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: میں عاشق، و دیوانہ ازل ہی سے مست و است ہوں اے میرے لیے عقل و ہوش میں رہنا ایک مشکل کام ہے۔

(۶)

ہستیم رفت و کنوں ہستی مطلق باقی است
ایں ہمہ ہجر با مید وصالے دیدم
ترجمہ: میری ہستی فانی ہے مگر وہ ذات مطلق باقی ہے یہ تمام صدمے میں نے اُمید وصال
میں اٹھائے ہیں۔

(۷)

بزم وحدت کہ مرا تنگتر از تنگ نمود
چوں زنگی بگذشتم چہ محالے دیدم
ترجمہ: بزم وحدت جتنی دور دکھائی دیتی ہے لیکن جب میں اس مشکل راستے سے گزر گیا تو
پوچھو کیا مقام دیکھا۔

(۸)

در بیابان ہوایت ہمہ ملک و ملکوت
کم تر از پشگلے بے پرو بائے دیدم
ترجمہ: وحدت کے بیابان میں تمام فرشتے ایک بے پرو پتھر کے مقابلے میں بھی عاجز دکھائی
دیتے ہیں۔

(۹)

تا معین ذرہ صفت رفت پے نور ازل
نہ طلوع و نہ غروب و نہ زوالے دیدم
ترجمہ: اے معین میں تو ذرہ کی مانند نورِ ازل کے پیچھے سرگرداں ہوں میں نہ صبح دیکھتا ہوں نہ
شام دیکھتا ہوں۔ بس اسی ذہن میں سرگرداں ہوں۔

غزل (۶۱)

(۱)

سوی من آکے ترا یار وقادار منم
 ہر چہ داری بمن آور کہ خریدار منم
 ترجمہ: اے میرے (محبوب) میری جانب آ کہ میں تیرا وقادار دوست ہوں تم جو کچھ بھی
 لے کر آؤ گے میں وہ سب کچھ خرید لوں گا (تمہاری ہر شے مجھے پسند ہے۔)

(۲)

گر تو خواہی کہ دلت عزم تماشا دارد
 بر من آئی کہ باغ و گل و گلزار منم
 ترجمہ: اگر تجھے تماشا دیکھنے کی خواہش ہے تو پھر میرے پاس آ کہ میں باغ و گل گلزار رکھتا ہوں۔

(۳)

وگراز رنج معاصی دل تو گشتہ طول
 سوئے من آکے طیب دل بیمار منم
 ترجمہ: اگر تیرا دل رنج معاصی سے طول ہو گیا ہے تو پھر میرے پاس آ کہ میں ہر بیمار دل کا
 چارہ گر (طیب) ہوں۔

(۴)

نہ ہمیں صاحب سجادہ خلوت گاہم
 ساقی میکدہ و مطرب خمار منم
 ترجمہ: میں صرف خلوت گاہ کسی کا سجادہ نشین نہیں ہوں بلکہ مے خانے کا ساقی اور مست
 الست رازندہ (دل کے تار چھیڑنے والا) بھی ہوں۔

(۵)

ایکے در صومبا در ظہیم سے پائی
 گو بروں آئی کہ اندر سر بازار منم

ترجمہ: کیا تو میری طلب خافا ہوں میں تلاش کرتا ہے اب تو پردے سے نکل آ کہ سر بازار
میں موجود ہوں۔

(۶)

ہوں خرقہ صد پارہ و تاج و یاج
بنہ از سر کہ ترا جبہ و دستار منم
ترجمہ: یہ ظاہری لبادہ اتار دے یہ تاج و تاج سے بے نیاز ہو جا کہ تیرے لیے عزت و کرم
والا جبہ و دستار تو میں ہوں۔ (مجھے اوڑھ لے یعنی میرے راستے پر چل)۔

(۷)

بیدی گم کن و از بیکسی خویش مثال
کہ ترا در ہمہ جا دلبر و دلدار منم
ترجمہ: بے دلی چھوڑ دے اور اپنی بیکسی پر پریشان نہ ہو ہر جگہ اور ہر حال میں تیرا دلبر اور تیرا
دلداد ہوں۔

(۸)

تو بہر معرکہ از راز دل خویش مگوی
کہ بخلونگہ جاں محرم اسرار منم
ترجمہ: تو دل کے راز ہر جگہ بان کرنا نہ پھر کہ تیری تنہائی (خلوت) کی محفل میں تیرا راز دار تو
میں ہی ہوں۔

(۹)

تا بکے نقطہ صفت دائرہ می بھائی
تو چہ مرکز بنیش گرد تو پرکار منم
ترجمہ: کہ ایک نقطے کی طرح تو کب تک دائرہ بناتا رہے گا تو مرکز بن کر بیٹھ تیرے گرد
میں پرکار بن رہا ہوں۔

(۱۰)

گوہر معدن صورت خرف ہستی نست
در تک بحر معانی در شہوار منم
ترجمہ: تیسری ہستی کی ٹھیکری معدن صورت کا گوہر ہے بحر معانی کی تہ میں در شہوار کی طرح
میں ہوں۔

(۱۱)

ہیزم فخص معین سوخت چناں ز آتش عشق
کہ شدم انگرو گفتم کہ مگر نار منم
ترجمہ: آتش عشق سے معین کے وجود کی ہیوم اس طرح جل گئی کہ میں سراپا آگ بن گیا
اور میں نار ہوں کی آواز میں نے بلند کی۔

غزل (۶۲)

(۱)

بکشائے پردہ از رخ و بردار ہستم
حسنی بمن نمائے دہلوائے ہستم
ترجمہ: اے محبوب اپنے چہرے سے پردہ ہٹا کہ میں خود سے بیگانہ ہو جاؤں تو مجھے اپنا حسن
دکھا کہ (لور کی بجلی) میری مستی کو بڑھا دے۔

(۲)

مردم عشتم از طیراں در فطای قدس
تا بال جاں برشتہ قالب بہ ہستم
ترجمہ: عالم قدس کی فطاؤں میں پرواز کرنے سے محروم ہوں جب سے میں نے وبال جان
کو قالب ہستی سے باندھا ہے۔

(۳)

شہباز آشیانہ قدم کہ عروج
کز قید تن فر و کھنڈ سوئے ہستم

ترجمہ: عروج کے وقت میں آشیانہ قدس کا شہباز ہوں اگر میرے جسم کی قید مجھے عروج سے
پستی کی طرف نہ کھینچے۔

(۳)

واعظ زکوی دوست سوی جہنم ٹھواں
بگر کہ از کجا نکجای فرستیم

ترجمہ: (۳) اے واعظ مجھے میرے محبوب کے دروازے سے (ہٹا کر) جنت کی طرف مت
بلا۔ تو یہ دیکھ مجھے کہاں سے کہاں بھیج رہا ہے۔

(۵)

من مست وے پرست نہ امروز گشتہ ام
سر مست و یخود از ی بزم السعیم

ترجمہ: میں مست اور بے پرست کچھ آج سے نہیں ہوں میں تو روز ازل سے ہی بزم الست کا
سر مست و بے خود ہوں۔

(۶)

من در جمال بت رخ بگر بدیدہ ام
توحید مطلق ست کنوں بت پرستیم

ترجمہ: میں نے بت کے حسن و جمال میں (دراصل) بت گر (مجسمہ ساز) کے جمال کو دیکھا
ہے۔ اس لیے میری یہ بت پرستی بھی توحید مطلق ہے۔

(۷)

در بحر آشنائی او غرق گشتیم ام
اے خضر تا سفینہ ہستی شکستیم

ترجمہ: میں اس کی محبت کے سمندر میں ایسا غرق ہوا ہوں اے خضر! جب سے وہ نے میری
کشتی کو توڑا ہے۔

(۸)

دل ذرہ ذرہ گشت ز نور تجلیت
لیکن زہر گشت بود صد در شمیم
ترجمہ: تیرے نور کی تجلی سے میرا دل پارہ پارہ ہو گیا ہے لیکن کمال یہ ہے کہ میری اس
پرگشت میں سنگڑوں درختیاں ہیں۔

(۹)

نور ظہور ساقی باقی کند طلوع
چوں جام دل زودہ شد از رنگ ہستیم
ترجمہ: عالم باقی کے ساقی کے ظہور کا نور اس وقت ظاہر ہوگا جب میرے دل کا جام رنگ
ہستی سے پاک ہو جائے گا۔

(۱۰)

بگذار تا دم زجہاں آئیں نشان
کز آب دیدہ دست زرا بشمیم
ترجمہ: چھوڑ دے تاکہ میں آئین جہاں کے اس جہاں سے گزر جاؤں اور میں نے اپنے
آنسوؤں سے پہلے ہی دینا ہے ہاتھ دھو ڈالے ہیں۔

(۱۱)

برخاست فصل و شادی و عیش از دل معین
تا در درون سینہ مخروں ہستیم
ترجمہ: معین کے دل سے خوشی اور عیش و عشرت کا شوق ختم ہو گیا ہے اور یہ اس وقت ہوا جب
میں اپنے درد غم بھرے سینے کے اندر جا کے خود بینہ گیا۔

(۶۳) غزل

(۱)

من یار ترا دارم و اغیار نمیخواہم
غیر از تو کہ دل بردی دلدار نمیخواہم

ترجمہ: میں ہمیشہ تجھے اپنا دوست (محبوب) رکھتا ہوں اور غیروں کی طلب چھوڑ دیتا ہوں تجھ
دلبر کے سوا اور کسی محبوب کا میں طالب نہیں ہوں۔

(۲)

خاریکہ ز درد تو حسرت است مراد ر دل
من خستہ آں خاتم گلزار نمخواہم

ترجمہ: میں تو بس اسی کاٹنے کا طلب گار ہوں اب مجھے کسی گلستان کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ
کاٹا جو تیرے درد و غم کا میرے دل میں کھل رہا ہے۔

(۳)

گر جلوہ دی بزدل نقد دو جہاں گویم
من عاشق دیدارم دینار نمخواہم

ترجمہ: اگر دو جگہ کی پونجی میرے دل کو پیش کی جائے تو میں کھدوں کہ میں تو تیرے دیدار کا
طالب ہوں مجھے دنیاوی دولت (دینار و دینار) نہیں چاہیے۔

(۴)

سریکہ مرا باتست با غیر تو چون گویم
تو دانی و من دانم اظہار نے خواہم

ترجمہ: (۴) تیرا جو راز میرے سینے میں ہے اسے کس طرح بیان کروں۔ وہ تو تو جانتا ہے یا
میں جانتا ہوں مجھے تو اس کے اظہار کی طلب ہی نہیں ہے۔

(۵)

اعذر حرم جانم کس را بنود منزل
غیر از تو دریں خلوت دیار نمخواہم

ترجمہ: میری جان کے حرم میں کسی دوسرے کی منزل نہیں ہو سکتی اس خلوت خانے میں اے
محبوب تیرے علاوہ کسی دوسرے کا آنا مجھے مطلوب ہی نہیں۔

(۶)

خون منخورم از صحت و آزار نہ چندانم
 کاں خاطر نازک را آزار نہ خواہم
 ترجمہ: میں تیرے ہاتھ سے خون کھا رہا ہوں مجھے اس کا کوئی رنج نہیں ہے۔ میں تیری خاطر
 نازک کو دکھ پہنچانا نہیں چاہتا ہوں۔

(۷)

من بادہ نمی نوشم اما چوئی ساقی
 اندر تن خود یک رگ ہشیار نہ خواہم
 ترجمہ: میں شراب نہیں پیتا لیکن جب تک تو میرا ساقی ہے۔ میرے بدن کے اندر ایک ایک
 رگ اس شراب کے نشے میں چور اور سرمست رہتی ہے۔

(۸)

عاشق کہ ترا خواہد با غیر نیار آمد
 جنات نمی خواہم و انہار نہ خواہم
 ترجمہ: جو تیرا طلب گار ہو گا وہ کسی اور کو بھلا کیوں چاہے گا میں نہ تو جنت کے باغوں کا طالب
 ہوں اور نہ ہی وہاں پہنچنے والی (دودھ اور شہد کی) نہروں کا طلب گار ہوں۔

(۹)

دنیا طلبد عاقل عقیلی طلبد عاقل
 من عاشق و بیدل جز یار نہ خواہم
 ترجمہ: جو عاقل لوگ ہیں وہ دنیاوی دولت طلب کرتے ہیں مگر جو فہم و فراست والے اور
 حقیقت کو جاننے والے ہیں وہ عقیلی (موت کے بعد کی حقیقی زندگی) کے طلب گار ہیں میں تو
 عاشق (صادق) ہوں مجھے اپنے محبوب کے علاوہ کسی شے کی طلب نہیں ہے۔

(۱۰)

از ہستی خود بگذر بگذار معنی افسر
 جائیکہ کعبہ سر دستار نہ خواہم

ترجمہ: اے معین یہ دنیاوی منصب ترک کر کے اپنی ہستی جاں سے گزر جا۔ یہ تو ایسی جگہ ہے جہاں سرمائے کی گنجائش نہیں ہے تو بھلا پگڑی مانگ کر کیا کرتا ہے۔

غزل (۶۳)

(۱)

ای نور عشقت تافت اندر سویدای دلم
بگرفت نور عشق تو پنہاں و پیدا ای دلم
ترجمہ: جب میرے دل پر تیرے عشق کا نور جلوہ گر ہوا تو میرے دل پر ظاہر باطن ہر انداز سے تیرے عشق کے اس نور نے قبضہ جمالیا۔

(۲)

بنمود نور ذوالہمن چوں آتش از نخل بدن
اسرار خود گفت او بمن بر طور سینای دلم
ترجمہ: اُس ذوالہمن کا نور اس طرح ظاہر ہوا جیسے تن کے درخت سے آگ کا شعلہ اُسے اپنے راز مجھ سے بیان کر دیئے جب وہ میرے دل کے طور سینا پر ظاہر ہوا۔

(۳)

در تافت نور طلعتش از آسمان عزتش
بگرفت نور وحدتش مجموع اجزای دلم
ترجمہ: عزت و عظمت کے آسمان سے جب اُس نورانی چہرے نے اپنا جلوہ دکھایا تو اس کے نور وحدت نے میرے تمام اجزائے دل کو گھیر لیا۔

(۴)

مسکین دلم بدخوی شد جو یای آں ماہ روئے شد
رب آرئی گوئے شد بیچارہ موسیٰ دلم
ترجمہ: میرا مسکین و بے چارہ دل جب اُس ماہتاب کا طالب ہوا تو موسیٰ کی طرح میرا دل رب آرئی کہنے لگا۔

(۵)

موسیٰ دریاں روز نیرداز کن بکری زخم خورد
دل چچ اندیشہ گردے اوائے صد والے دلم
ترجمہ: اُس روز موسیٰ کن ترانی (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) سن کے زخم خورد ہو گیا میرے عاجز
وسکین دل نے اس بات کا قلعی غم نہ کیا اور اپنی صدائے جلوہ طلبی جاری رکھی۔

(۶)

ہر کس بخود آمد بدراں زخمش آمد بر جگر
دل چوں زخود آمد بدراوگشت جویای دلم
ترجمہ: ہر ایک نے ہوش میں آکر اُس کا زخم اپنے جگر پہ کھایا لیکن میرا دل تو ہوش میں آکر
میرے دل کی جستجو کرتا رہا۔

(۷)

دل درپے روی نکوی میرفت ہر دم کو بکو
بہاد قید زلف او زنجیر بر پای دلم
ترجمہ: میرا دل ہر دم اُس روئے مبارک کی طلب میں کو بہ کو پھرتا رہا ہے۔ افسوس کے اُس کی
زلفوں کی گرفت نے میرے پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔

(۸)

نور تحلیی صمد از مطلع دل زد علم
نورش فزوں شد دمبدم بگرفت صحرای دلم
ترجمہ: دل کے افق پر صبح کے وقت نور تجلی کا ظہور ہوا۔ جب اُس کا نور روشن ہوا تو صحرائے
دل پر چھا گیا۔

(۹)

من سوی او بھانتم دیں پردہ ہانکا فتم
الحمد لله یا تم مقصود مادای دلم

ترجمہ: میں اس کی جانب دور رہا تھا اور سارے پردے پھاڑ کے چلا جا رہا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے دل کو اپنا مقصود مل گیا۔

(۱۰)

گفتم چو یائتم زد خبر آرام گیرد دل بیر
چو دیدش شد بیشتر فریاد غوغای دلم
ترجمہ: میں نے کہا جب میں اس کی خبر پاؤں گا تو میرے دل کو آرام میسر آئے گا۔ مگر جوں ہی اُسے دیکھا میرے دل نے غوغا و فریاد کا دواویلا مچا دیا۔

(۱۱)

در مجلس مسکین معین یکدم نشیں صدور بچیں
بگرچہ درہائے شمعیں وادست دریائے دلم
ترجمہ: غریب و مسکین معین کی مجلس میں ایک لمحہ کے لیے بیٹھ جا اور موتی جن لے اس وقت تمہیں اندازہ ہوگا میرے دریائے دل نے کیسے قیمتی موتی نکالے ہیں۔

غزل (۶۵)

(۱)

صفات و ذات چو از ہم جدا نمی بینم
بہر چہ ی نگریم جز خدا نمی بینم
ترجمہ: میں اس کی ذات اور صفات کو الگ الگ نہیں دیکھتا ہوں پھر میں جدھر بھی نظر ڈالتا ہوں مجھے خدا کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے۔

(۲)

گو کہ دیدہ حادث قدیم کے جیند
ہمیں بس ست کہ من خویش رانی بینم
ترجمہ: یہ نہ کہو کہ حادث آنکھیں قدیم کو کس طرح دیکھ سکتی ہیں۔ بس یہی کہنا کافی ہے اپنی ذات کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔

(۳)

ترا چو آئینہ تیرہ ست چشم ٹاینا
 خور فسوس کہ من ہم چہاکی بنم
 ترجمہ: جب کہ تیری آنکھیں دھندلے آئینہ کی طرح ٹاینا ہیں تو پھر تو فسوس نہ کر کہ میری
 طرح کیوں نہیں دیکھتا۔

(۴)

زمن پیرس کی آں ماہ راکجا دیدی
 چمن از جائے برقم بجانکی بنم
 ترجمہ: مجھ سے مت پوچھ کہ میں نے اُس چاند کو کہاں دیکھا ہے جب میں خود مکاں کی قید
 سے آزاد ہوں تو پھر اس کو قید مکاں کہاں دیکھوں گا۔

(۵)

بہر بلا کہ تو خواہی بیازمائے مرا
 کہ در مشاہدہ تو بلا نئے بنم
 ترجمہ: تو جتنے بھی دکھ درد دے کے مجھے آزمائے مجھے ڈر نہیں کیونکہ تیرے مشاہدہ میں کوئی بلا
 نظر نہیں آتی۔

(۶)

زمن بہر چہ کنی یاد رافیم حقا
 کہ ہر چہ از تو رسد جز عطا نمی بنم
 ترجمہ: اے میرے محبوب تو جس حوالے سے بھی مجھے یاد کرنا چاہے میں حاضر ہوں کہ مجھے
 تیری جانب سے جو کچھ حاصل ہو وہ سوائے عطا کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۷)

بہر طرف کہ مرا می روی بھم اللہ
 کہ خویش را ز تو یکدم جدا نمی بنم

ترجمہ: تو مجھے جس طرف بھی لے جانا چاہے شکر ہی کا مقام ہے میں تو اپنے آپ کو تجھ سے
ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہیں پاتا۔

(۸)

عروج جان معنی بر اوج کو اُٹے
جز متابعت مصطفیٰ نبی بنم

ترجمہ: اے معین جان کو اُٹھائی کی منزل پر عروج حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت
کے بغیر نہیں مل سکتا۔

غزل (۶۶)

(۱)

تا من باد پیوستہ ام از غیر او بریدہ ام
من حل و عقد عقل در یکدگر چہیدہ ام

ترجمہ: میں جب اپنے محبوب کے ساتھ وابستہ ہوا غیروں سے بالکل جدا ہو گیا ہوں میں نے
عقل کے حل و عقد کو ایک دوسرے سے ملا دیا۔

(۲)

ترسم نہ از دوزخ بود نکم نہ از برزخ بود
امید و نکم رو بود از غیر نیکو شیدہ ام

ترجمہ: میں نہ تو دوزخ سے ڈرتا ہوں اور نہ برزخ سے مجھے خوف آتا ہے۔ مجھے صرف امید
وہم اسی ہے۔ اُس کے سوا کسی کا خوف نہیں ہے۔

(۳)

با مالک دوزخ بگو کر من مراد خود بگوے
ہر لحظہ من از عشق او در دوزخ سوزندہ ام

ترجمہ: دوزخ کے مالک سے کہہ دو کہ وہ مجھ سے تیری مراد پوری نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ میں
تو اُس کے عشق میں ہر لحظہ دوزخ سوزاں بنا ہوا ہوں۔

(۴)

اے حورو رضواں جنوں در پردہ پنہاں شورواں
 کامروز از عین عیاں من دگر دیدہ ام
 ترجمہ: اے جنت کی حورو اور اے رضواں کی پردے کے اندر چھپ جاؤ کہ میں نے ظاہری
 آنکھوں سے آج ایک بہت مختلف اور منفرد حسن دیکھا ہے۔

(۵)

نہ حور خواہم نہ ملک نہ عرش جویم نہ ملک
 دہا نخواہم یک یک عشق دگر دزیدہ ام
 ترجمہ: نہ مجھے فرشتوں کی خواہش نہ حوروں کی تمنا نہ مجھے عرش کی جستجو نہ ملک کی۔ مجھے ان کی
 کوئی خواہش نہیں ہے میں تو ایک دوسرے ہی (الگ سے) محبوب کا عاشق ہوں۔

(۶)

شہباز عشقم درز میں نہ مرغی ام دانہ چمن
 از بہر صیدی انجمنی از دست شہ پریدہ ام
 ترجمہ: میں زمین پر شہباز عشق ہوں دانہ چمن کے پکے والا مرغ نہیں ہوں۔ میں تو ایک خاص شکار
 کے لیے بادشاہ کے ہاتھ سے آزا ہوں۔

(۷)

یا بلبلے ام گل طلب اندر گلستان طرب
 ہر دم بدستان عجب از بہر گل نالیدہ ام
 ترجمہ: میں خوشیوں کے باغ میں (محبوب کے باغ میں) پھول کا طالب ایک بلبل ہوں۔
 ہر لمحہ ایک نئے ساز کے ساتھ اس محبوب کے لیے میں نے نالے کیے ہیں۔

(۸)

تا دہر گلگوں من واں لیلیٰ موزون من
 گفتا کہ اے مجھوں من من گوشہ بگویدہ ام

ترجمہ: کہا کہ اے میرے مجتوں میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔ جب سے میرے اُس
دلبر گلگلوں نے اور میری حسین بلبل لیلیٰ نے مجھ سے

(۹)

تاہم نمی آرد یقین نہ آسماں و زمین
با رفعت قدر چمن اندر دلت گنجیدہ ام
ترجمہ: تب سے یہ نو آسماں نو زمین میری اس بڑائی کا یقین نہیں کرتے کہ میں نے تجھ جیسی
شان و شوکت کے دل میں جگہ بنالی ہے۔

(۱۰)

کہ مرکزی ام درمیاں کہ نقطہ ام بی نشان
گاہی پرکار رواں برگرد تو گردیدہ ام
ترجمہ: کبھی میں مرکز کی طرح درمیان میں ہوتا ہوں اور کبھی نقطہ کی طرح بے نشان ہوتا ہوں
لیکن کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ پرکار کی طرح تیرے ارد گرد چکر کاٹتا ہوں۔

(۱۱)

داد او مرا پیانہ ہا کر دم تھی خٹانہ ہا
وز ترس ایں بیگانہ ہا خاکی بلب مالیدہ ام
ترجمہ: مجھے اُس نے پیانے عطا کئے میں نے بھی مے خانے کے مے خانے خالی کر دیئے۔
لیکن ان بیگانوں کے خوف سے میں نے اپنے لب کو خاک آلودہ کر دیا ہے۔

(۱۲)

نے ہرزہ میگوید معین مدخر و نزد یکم نشیں
بوکن دہان من بہ میں تا از چہ می نوشیدہ ام
ترجمہ: معین یونہی بے وجہ نہیں کہتا کہ اٹھ اور میرے پاس بیٹھ تو ذرا آگے ہو کے میرا منہ سوکھ
کے دیکھ میں نے کونسی شراب پی ہے۔

غزل (۶۷)

(۱)

ما بگوش از بهشت و حورو غلاماں قارغیم
از نعیم ہر دو عالم بہر جاناں قارغیم
ترجمہ: ہم اُس (محبوب) کی یاد میں جنت حور اور غلامان کے غم سے آزاد ہیں اور دونوں
جہاں کی نعمتوں کو اُس محبوب کے لئے بھی چھوڑ (ٹھکرا) دیا ہے۔

(۲)

قوت از خوان لیسف عند ربی خوردہ ایم
آں غذا نوشیدہ ایم از آب و ازناں قارغیم
ترجمہ: اپنے رب کے دستِ خوان (آبیت عند ربی کے حوالے سے) مجھے غذا ملی ہے۔ اس غذا
کے مقابلے میں چونک میں نے وہ غذا کھائی ہے۔ دنیاوی روٹی پانی (عمدہ سے عمدہ کھانا) بھی
قاصر ہے۔

(۳)

خلل جانزادای لطف ازل می پرورد
لا جرم از مہدو شہد شیر پستاں قارغیم
ترجمہ: خلل جان کو لطفِ ازل کی دایہ پرورش کر رہی ہے اسی وجہ سے ہم گہوارے شہد و شیر
پستاں سے بے نیاز ہیں۔

(۴)

بچولار دایہا یر دل نہادم تاکوں
عمد گل در باغ وصل از داغ ہجراں قارغیم
ترجمہ: گل لالہ کی طرح میں نے دل پر داغ کھائے ہیں جب جا کر کہیں اب پھول کی طرح
باغ وصل میں ہجر سے بے فکر اور مطمئن ہوں۔

(۵)

ماکڑاں لہیا حیات جاودانی یاقیم
از طلبکاری خضر و آب حیاں فارغیم
ترجمہ: ہم محبوب کے لیوں سے حیات جاوداں حاصل کر چکے ہیں (اب) خواجہ خضر کی طلب
بھی نہیں رہی اور آب حیات سے بھی فارغ ہیں۔

(۶)

واعظا عشاق را خوش نیست ترغیب بہشت
ما بدیدارش زباغ خلد و رضواں فارغیم
ترجمہ: اے واعظ عاشقوں کو جنت کی ترغیب نہ دے۔ ہم کو تو اس کی امداد حاصل ہے ہم کو
باغ خلد اور رضواں سے کیا مطلب ہے۔

(۷)

طار عشق کز قید طبائع جتہ ایم
دام تن بکسینہ در دانہ جاں فارغیم
ترجمہ: ہم اس کن فکاں کی تنگیوں سے باہر نکل چکے ہیں۔ فضا کے لامکاں میں پہنچ کر ہم عالم
مکاں کی تنگیوں سے محفوظ ہیں۔

(۸)

ماچو بیروں رفتہ ام از سنگناں کن فکاں
در قضای لا مکاں از ضیق امکاں فارغیم
ترجمہ: ہم اس کن فکاں تنگیوں سے نکل کر باہر آگئے ہیں۔ لامکاں کی فضا میں پہنچ کر ہم عالم
امکاں کے مصائب سے فارغ ہو گئے۔

(۹)

عارفاں را چوں نظر بر عین معروفست و بس
از وسائط در ظہور نور عرفاں فارغیم

ترجمہ: عارف لوگوں کی نظر معرفت سے ہٹ کر کسی اور جانب نہیں جاتی۔ نور عرفان سے فیض یاب ہونے کے سبب نسبتوں اور واسطوں سے فارغ ہیں۔

(۱۰)

ماکہ از عین یقین حق یقین را دیدہ ایم
از دلیل غنی و تشکیک برہاں فارغیم
ترجمہ: ہم نے عین یقین کے وسیلے سے حق یقین کو دیکھا ہے۔ کسی بھی طرح کے شک و شبہ اور غن و گمان کی دلیلوں سے فارغ ہیں۔

(۱۱)

چونکہ در غیب ہوت اعتبار غیر نیست
از ظہور اسم در مرآت اعیان فارغیم
ترجمہ: چونکہ عالم ہوت میں غیر کا اعتبار ناممکن ہے اس لیے ہم اعیان ثابت کے آئینہ ہیں
ظہور اسم سے بے نیاز ہیں۔

(۱۲)

ہرچہ دیدیم با حجاب دوست یا خود عین دوست
لا جرم از عشق و عقل و کفر و ایمان فارغیم
ترجمہ: جو کچھ مجھے نظر آیا تو وہ حجاب ذات ہے یا عین ذات ہے۔ بس یہی سبب ہے کہ ہم
عشق، عقل، کفر، ایمان ہر شے سے فارغ ہو گئے۔

(۱۳)

ماہ پستی گرم باراز امانت می لشم
در ظلومی و جھولیہائی انساں فارغیم
ترجمہ: ہم تو بڑی مستعدی کیساتھ بار امانت اٹھا رہے ہیں اور ہم کو انسان کے اوصاف ظلوم
اور جھول کی پروا نہیں ہے۔

(۱۴)

چونکہ سلطان جہاں در حکم و در فرمان ماست
از گزند حاجب و تہدید دریاں فارغیم
ترجمہ: میرے حکم میں سلطان دو جہاں کا حکم شامل ہے۔ (میری ہر بات اس کے حکم کی تعمیل میں ہے) ہم دربان کی ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ سے فارغ ہیں۔

(۱۵)

حاجبی اندر میاں عاشق و معشوق نیست
ما بجا ناں و اسلم و از رقیباں فارغیم
ترجمہ: عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا میں جب اپنے محبوب سے واسل ہوا
تو دیگر لوگوں رقیبوں وغیرہ سے محفوظ ہو گیا۔

(۱۶)

در ملامت رو معین خلق آنچہ خواہد گو بگو
ما کنوں از مدح و قدح جملہ خلقاں فارغیم
ترجمہ: اے معین اس ملامت کے راستہ کو طے کر مخلوق جو تجی چاہے کہے ہم تو اب زمانہ کی
مدح و قدح سے فارغ ہیں۔

غزل (۶۸)

(۱)

من ہنگ بحر عشقم تاجکے دم در کشم
کشتی تن بظلم نقد دو عالم در کشم
ترجمہ: میں بحر عشق کا نگر چھ ہوں۔ کب تک خاموش رہوں۔ میں اب بدن کی کشتی کو توڑ کر دو
عالم کی نعمتوں کو سمیٹے بیٹھا ہوں۔

(۲)

ساقیا از ساغر جاں بادہ و سلم چشاں
تاجکے از خون دل جام و ما دم در کشم

ترجمہ: (۲) اے ساتی مجھے جان کے پیالے سے وصل کی شراب پلاوے۔ میں کب تک اپنے جگر کا خون (ان) پیالوں میں بھر بھر کے پیتا رہوں گا۔

(۳)

خاک شد چشم بر آتش اے صبا گردی پیار
تا بجای سرمہ اندر چشم پریم در کشم
ترجمہ: میری آنکھیں اس کے انتظار میں خاک ہو گئیں ہیں۔ اے صبا تو اس کے راہوں کی
مٹی لے کر آ۔ تاک میں اپنی پریم آنکھوں میں سرمہ کی بجائے اے لگاؤں۔

(۴)

روح قدسی سجدہ آرد پیش آن حسن و جمال
گر نقاب آب و خاک از روئے آدم در کشم
ترجمہ: اس حسن و جمال کو دیکھ کر قدسی روح سجدے میں گر جائے اگر میں آب و خاک کا
نقاب آدم کے چہرے سے اٹھا دوں۔

(۵)

دردرون قصر تن بر تخت دل سازم مقام
طیلسان استوار عرش اعظم در کشم
ترجمہ: جسم کے محل کے اندر دل کے تخت پر اپنی جگہ بنا لوں تو عرش اعظم کی چادر مجھے اوڑھنے
کو مل جائے۔

(۶)

گر کشم دست طبع از آستین ہر دو کون
پای دردامن بر لوج ہفت طارم در کشم
ترجمہ: اگر حرص و ہوس اور لالچ کا ہاتھ دو جہانوں کی آستین سے باہر نکال لوں اور (بھر
یوں) ہفت آسمانوں کی بلند یوں پر اپنا قدم رکھ سکوں۔

(۷)

گر شکم دلق ہستی را بہتر از فنا
رشتہ کے در سوزن عیسیٰ مریم در کشم
ترجمہ: اگر میں دلق ہستی کو فنا کی قیمتی سے کاٹ ڈالوں تو ابن مریم کی سوزن میں رشتہ جوڑ سکتا
ہوں۔

(۸)

پای کوباں میردم سوی فلک تازاں نشاط
جامہ ازرق زودش اہل ماتم در کشم
ترجمہ: میں رقص کرتا ہوں سوئے فلک جا رہا ہوں اور اس خوشی سے اہل ماتم کے دوش سے نیلی
چادر اتار لوں۔

(۹)

پریم تا عقل را بہ عشق دہوی میرسد
من ہمیں توقع نے واللہ اعلم در کشم
ترجمہ: عقل کا عشق کے اندر کوئی عمل دخل نہیں ہوتا مگر میں ڈرتا ہوں اللہ کرے ایسا خیال کبھی
بھی میرے دل میں نہ آئے۔

(۱۰)

ساتیا اہل طرف را جام شادی وہ کہ من
در میان درد نوشتان دردی غم در کشم
ترجمہ: اے ساتی! اہل طرب کو خوشی کا جام پلا دے۔ میں (بھی) درد نوشوں کے (غم کے
پیالے پینے والوں کے) اندر شامل ہو کر غم کے جام پیا جاؤں۔

(۱۱)

دمبدم تا بے عشقش در معینتی میدد
فاش خواہم کرد رازش بغالم در کشم

ترجمہ: معین کے اندر لکھ رہے تھے روح القدس کو چھوٹا جا رہا ہے ایسا نہ ہو کہ مجھ سے راز فاش ہو جائے اور میرا شمار کالموں میں ہو جائے۔

غزل (۶۹)

(۱)

ترا میخواستم اے دلبر کہ بنم
توئی مقصود من در ہر کہ بنم

ترجمہ: اے محبوب میری خواہش ہے کہ تجھے دیکھتا رہوں میں جدھر جدھر بھی دیکھوں گا تو ہی میرا مقصود ہے۔

(۲)

مرا چشم از برائے دیدن تست
تو زخ نمانیم پس در کہ بنم

ترجمہ: میری آنکھیں صرف تجھے دیکھنے کے لئے ہیں۔ میں بس جدھر بھی دیکھوں مجھے تو ہی نظر آتا ہے۔

(۳)

جمال ساقی من ی نماید
بہر آت سے و ساغر کہ بنم

ترجمہ: مجھے میرے ساقی کا جمال ہی نظر آتا ہے جب میں سے ساغر کا آئینہ دیکھتا ہوں۔

(۴)

چنانک دیدہ ام از دیدہ دل
کہ نظام چشم سر کہ بنم

ترجمہ: میں نے دل کی آنکھوں سے تجھے ایسا دیکھا ایسا دیکھا ہے کہ میں ان ظاہری آنکھوں سے جسے دیکھتا ہوں نہیں پہچانتا۔

(۵)

ہزاراں در زدل سویت کشادہ ست
ترامے ینم از ہر در کہ ینم
ترجمہ: دل کے ہزاروں در تیری طرف کھلے ہیں۔ میں (ان میں سے) جس در میں بھی
دیکھوں گا تو ہی دکھائی دے گا۔

(۶)

رخت گر ینم و در رہ بمرم
چو خواہم مرد آں بہتر کہ ینم
ترجمہ: (۶) جہاں تجھے دیکھوں (اللہ کرے) میں وہیں مر جاؤں کیونکہ مرنا تو بہر حال ہے۔
تو کیوں نہ تجھے دیکھ کے مروں۔

(۷)

معینؒ امروز می خواہد وصالش
ندارد مبر تا محشر کہ ینم
ترجمہ: آج معین تیرا وصل طلب کر رہا ہے (کیونکہ) مجھ سے اس سلسلے میں شریک مبر نہیں
ہو سکتا ہے۔

غزل (۷۰)

(۱)

ایں منم یا رب کہ اندر نور حق فانی شدم
مطلع انوار فیض ذات سبحانی شدم
ترجمہ: (۱) اے خدا میں ہی ہوں کہ جو تیرے نور حق میں فنا ہو گیا ہوں اس طرح ذات سبحانی
کے فیض کا مطلع انوار بن گیا ہوں۔

(۲)

ذره ذره از وجودم طالب دیدار گشت
تا کہ من مست از تجلیہائے ربانی شدم

ترجمہ: میرے تن کا ذرہ ذرہ تیرے دیدار کا طالب ہے جب سے میں ربانی تجلیوں سے
مست ہوا ہوں۔

(۳)

رنگ فیرت رازم آت دم یزدود عشق
تہنگی واقف اسرار پنهائی شدم
ترجمہ: میرے دل کے آئینے سے تیرے عشق نے فیرت کا رنگ دور کر دیا تاکہ مجھے چپے
رازوں سے کھل آگئی ہو سکے۔

(۴)

من چناں بیروں شدم از علمت ہستی خویش
تاز نور ہستی او آنکہ میدانی شدم
ترجمہ: میں اپنی ہستی کے اندھیروں سے باہر نکل آیا ہوں تاکہ ”اس“ ذات کے نور کے فیض
سے مجھے آگئی نصیب ہو۔

(۵)

گرزدود نفس علمت پاک بوم سوختہ
زا حجاج آتش عشق تو نورانی شدم
ترجمہ: (۵) اگر چہ تاریک نفس کی غلمتوں کی آگ نے مجھے جلا ڈالا تھا لیکن تیرے عشق کی
آگ نے مجھے نورانی بنا دیا ہے۔

(۶)

خلق میکنہد کیں رہ را بدشواری روند
اے عفاک اللہ کہ من باری بآسانی شدم
ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ یہ راستہ بہت مشکل سے طے ہوتا ہے یا دش بخیر! میں نے اس راہ
کو آسانی سے طے کر لیا ہے۔

(۷)

دمیدم روح القدس اندر معینے میدم
من نمیدانم مگر من عینے ثانی شدم

ترجمہ: ہر دم روح القدس کو معین کے اندر پھونکا جا رہا ہے مجھے تو علم نہیں کہ یہ کیوں ہے کیا میں
عینے ثانی بن جاؤں گا۔

غزل (۷۱)

(۱)

چون زیادہ عشق تو مست بنجرم
ہم جمال تو بنیم بہر چہ درمگرم

ترجمہ: جب میں تیرے عشق کی شراب پی کر مست الٹ ہوا ہوں تب سے تو میں جدھر بھی
نظر دوڑاتا ہوں مجھے بس صرف تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے۔

(۲)

تو ہر حجاب کہ خواہی فرو گذار کہ من
بعرہ کہ زخم صد حجاب رابدرم

ترجمہ: تو جتنے بھی چاہے نقاب لڑھکھ میں ایک نعرہ (مستانہ لگا کر سوپوں کو چاک کر دوں گا۔

(۳)

چو درمیانہ نمائے حجاب مانع چیست
کہ پر یہ آرم واز ہفت چرخ در گذرم

ترجمہ: جب درمیان سے سارے حجاب ہی اٹھ جائیں تو پھر باقی کیا رکاوٹ ہے کہ میں پر
پھڑ پھڑاؤں اور تو سات آسمانوں کو ہل بھر میں طے کر جاؤں۔

(۴)

چہ جائے ہفت فلک کز فراز طارم عرش
ہزار منزل دیگر بیک قدم ہیرم

ترجمہ: یہ سات آسمان کیا ہیں کہ میں طارم عشق کی بلندی سے ایک جست (ایک قدم) میں
ہزار منزلیں طے کر سکا ہوں۔

(۵)

چو جای نیست بخرم بہت چرخ بہشت بہشت
سزا ست گردو جہاں را بہ نیم جو خرم
ترجمہ: جب خریدنا ہی ہے تو سات آسمان اور آٹھ جنتیں کیوں نہ خریدوں میں دونوں جہاں کو
آدمے جو کے بدلے خریدوں تو بجا ہے۔

(۶)

درخت عمر مرا بہ امید دیدن تست
اگر بغیر تو یتیم زمر بر خورم
ترجمہ: میری امید کے درخت کا پھل صرف تیرا دیدار ہے اگر تو دکھائی نہ دے تو زندگی بھر
میں (اس پودے کا) پھل کھائیں سکا ہوں۔

(۷)

مستحق نظر ز خدا باقی است اے واللہ
کہ عرش و فرش عدارند تاب یک نظرم
ترجمہ: اے مستحق خدائے باقی سے یہ نظر ملی ہے۔ خدا کی قسم یہ عرش و فرش میری اس ایک نظر
کی تاب نہیں لاسکتے۔

غزل (۷۲)

(۱)

تو خاصہ زما باش کہ ما نیز ترا نیم
در ہر دو جہاں مقصد و مقصود تو ما نیم
ترجمہ: چونکہ ہم تیرے (بندے) ہیں تو بھی ہمارا این جا۔ دونوں جہانوں میں ہمارا مقصد
و مقصود ہی ہے۔

(۲)

گریک قدم از کوئے طلب سوی من آئی
 ماصد قدم از راه کرم پیش تو آئیم
 ترجمہ: اگر تو کوچہ طلب سے ایک قدم میں بھی میری طرف آئے تو ہم اپنے فضل و کرم سے
 تیری جانب سو قدم آگے بڑھیں۔

(۳)

ما گنج نہائیم و تو متاع فتوے
 ہم از تو برائے تو در گنج کشائیم
 ترجمہ: ہم پوشیدہ خزانہ ہیں اور تو ان خزانوں کے کھولنے والی کنجی ہے۔ ہم تجھ سے ہی تیرے
 لیے ایک خزانہ کا دروازہ کھولیں گے۔

(۴)

ماہ صفت خویش ترا جلوہ نمودیم
 تا ز آئینہ ذات تو خود انمائیم
 ترجمہ: ہم نے اپنے اوصاف کے لحاظ سے تجھے اپنا جلوہ دکھایا ہے تاکہ تیرے آئینہ ذات
 سے تجھ کو اپنا جلوہ دکھائیں۔

(۵)

تو آئینہ صافی و مانیز چو خورشید
 در آئینہ تائیم و حرارت بطرائیم
 ترجمہ: تو ایک شفاف آئینہ ہے اور ہم اس میں سورج کی مانند ہیں۔ ہم اُس آئینہ میں چمکتے
 ہیں اور حرارت کا اضافہ کرتے ہیں۔

(۶)

چو رنگ گل از آئینہ دل بزدند
 جاں نعرہ بر آورد کہ ما نور خدائیم

ترجمہ: جب دل کے آئینے کا رنگ اتار کر اسے صاف و شفاف کر دیا تو (میری) جان نے
نعرہ لگایا میں خدا کا نور ہوں (انا الحق کا نعرہ بلند کیا)۔

(۷)

جز نور جمال تو در آئینہ چہ تابد
آدم کہ غبار از رخ آئینہ زدائیم
ترجمہ: تیرے جمال کے بغیر آئینہ دل میں کیا چمک سکتا ہے۔ جب (جس وقت) آئینے کا
گرد و غبار اور رنگ اتاروں تو وہ اس قائل ہوتا ہے کہ کچھ نظر آئے۔

(۸)

تو بحر قدم بودی و ما شبنم امکاں
بابا تو چنائیم کہ گوئے ہمہ مانیم
ترجمہ: تو ایک سمندر کی مانند اور ہم عالم امکان کی شبنم ہمارا تو تجھ سے ایسا رابطہ ہے گویا سراپا
ہم ہی ہم ہیں۔

(۹)

در عالم توحید نہ یاریم و نہ اغیار
آں لخط کہ از پردہ ہستی بدر آئیم
ترجمہ: تیری توحید کے جہان میں نہ کوئی اپنا نہ پرایا کوئی حیثیت رکھتا ہے بشرطیکہ ہم ہستی کے
پردے سے قدم باہر رکھیں۔

(۱۰)

از شش جہت کون گذست معینے
از جا چو بروئیم چہ گوئی کہ کجائیم
ترجمہ: معین اُس کون و مکاں کی شش جہت سے گزر چکا ہے جب ہم مکاں کی قید سے باہر
ہیں تو کیا بتائیں ہم کس مکاں پر ہیں۔

غزل (۷۳)

(۱)

من بلبل عشقم کنوں سوئے گلستاں میروم
 بوئے ازاں گل یا تم اندر پے آں میروم
 ترجمہ: میں بلبل عشق ہوں اب گلستان سے جا رہا ہوں مجھے جس پھول کی خوشبو آئی تھی اُس
 کی تلاش میں نکلا ہوں۔

(۲)

چوں آب جو گشتم رواں بی پاؤں سرور باغ جاں
 جامی بمن دادست ازاں سرمست غلطاں میروم
 ترجمہ: میں ایک آب جو کی طرح رواں ہوں باغ جاں میں بے سرو پا جا رہا ہوں میرے
 دوست نے مجھے ایک جام دیا ہے اُس سے سرمست ہوں۔

(۳)

من عند لب پیخودم کز عشق گل ٹالاں شدم
 نے نے کہ من آں ہم سوئے سلیمان میروم
 ترجمہ: میں ایک بے خود والست بلبل ہوں۔ عشق گل میں ٹالاں ہوں نہیں نہیں میں وہ ہم ہم
 ہوں جو سلیمان کی جانب جذبہ شوق کے ساتھ جا رہا ہوں۔

(۴)

یا صفدری ام صف شکن می بودہ در زندان تن
 افتادہ بنداز پائے من اکتوں بمیداں میروم
 ترجمہ: یا میں وہ صفدر صف شکن ہوں جو اپنے تن کے قید خانے میں بند تھا۔ میرے پاؤں
 زنجیر سے آزاد ہوئے ہیں سواب میدان (اعمال کی دنیا میں) میں رواں ہوں۔

(۵)

مدد بند را بکینتم و ز دشمنان بکترنتم
 بالشکرش آیتیم تا پیش سلطان میروم

ترجمہ: سو قیدوں کو توڑا ہے تب کہیں دشمنوں سے بھاگا ہوں اور اپنے سالار کی طرف جاؤں
تاکہ اس کے لشکر میں شامل ہو جاؤں۔

(۶)

در راہ دیم دلیری عاشق کشتے عار نگرے
در سر کشیدہ چادری یعنی کہ پنہاں میروم
ترجمہ: میں نے راہ طلب میں ایک ایسے دلیر کو دیکھا جو عاشق کش اور عار نگر ہے۔ اب وہ سر
پر چادر اوڑھ کر مجھ سے چھپ کر جا رہا ہے۔

(۷)

گفتم کہ اندر نیم شب مکی دمیدہ ہوا العجب
گفتا کہ ہر شب بیطلب بیمار پرساں میروم
ترجمہ: تعجب ہے کہ آدمی رات کو صبح کیسے نمودار ہو گئی۔ کہنے لگا کہ میں ہر رات بغیر بلائے
بیماروں کی بیمار پرسی کے لیے جا رہا ہوں۔

(۸)

عشاق رای میدہم پس جانب خود میکشم
گر پیش من ناندہم من پیش ایٹاں میروم
ترجمہ: میں عاشقوں کو طلب رکھنے والوں کو شراب پلاتا ہوں پھر اپنی جانب کھینچ لیتا ہوں۔ اگر
وہ میرے سامنے نہ تھیں پیش کر میں تو میں ان کے سامنے سے ہٹ جاؤں۔

(۹)

باشد ز قید جسم و جاں مطلق معینے یر کراں
دیگر سکبارم ازاں در راہ آساں میروم
ترجمہ: شاید معین ایسا ہو کہ میں جسم و جاں کی قید سے آزاد ہو جاؤں اگر اس سے بکیار
ہو جاؤں تو راستہ مجھ پر آسان ہو جائے۔

غزل (۷۴)

(۱)

پردہ بری اقتدار رخسار او بکشای چشم
ی نماید لمحہ انوار او بکشای چشم

ترجمہ: آنکھ کھول اور دیکھ اس کے رخ سے پردہ سرک رہا ہے۔ اب اُس کے انوار کی کرن پکٹنے والی ہے اپنی آنکھیں کھول۔

(۲)

شاید ار دیدہ نہ بکشائی سوئے حور و قصور
لیکن اندر دیدن دیدار او بکشای چشم

ترجمہ: شاید تو حور و قصور کی دید کے لیے آنکھیں نہ کھولے لیکن اُس کے دیدار کے لیے تو اپنی آنکھوں کو کھول۔

(۳)

جان قدسی کردہ نرغ دیدش دلال عشق
گر تو جاں داری دریں بازار او بکشای چشم

ترجمہ: عشق کے دلال کا کہنا ہے کہ محبوب کے درشن کی قیمت جان کا نذرانہ مقرر کیا ہے۔ اگر تو جان دے سکتا ہے تو پھر اُس کے بازار میں آنکھیں کھول۔

(۴)

دیدہ ات حسن موثر بے وساطت گردید
باری در آئینہ آثار او بکشای چشم

ترجمہ: اگر تیری نگاہیں بغیر ذرائع اور واسطوں کے اُس کا جمال نہ دیکھ سکیں تو پھر آئینہ آثاری میں اُس کے مشاہدہ کے لیے آنکھیں کھول۔

(۵)

ہچکس بیچار غم یک گل دریں بستان مدید
گر گلت باید بر خم خار او بکشای چشم

ترجمہ: دنیا کے باغ میں کبھی کسی نے کوئی پھول کاتوں کے بغیر حاصل نہیں کیا تو پھر اگر تجھے
پھول کی جستجو ہے تو کاتوں کے زخم کے لیے تیار رہ۔

(۶)

بندگان در خواب سلطان پاسبانی می کنند

در سپاس دیدہ بیدار اوبکشای چشم

ترجمہ: بندگان خدا خواب میں بھی اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اگر دیدہ بیدار میسر
ہے تو شکر گزار ہو کر آنکھیں کھول (توجہ کر)۔

(۷)

دوست را صد پردہ است دہر کیے را دیدہ است

پس برف ہر کی ز آستار اوبکشای چشم

ترجمہ: محبوب تو سو پردوں میں ہے اور ہر پردے میں نظر آ سکتا ہے تو اُس کے پردوں کو
اٹھانے کے لیے اپنی آنکھیں کھول۔

(۸)

آں نہ منصور ست کاغذ دار انا الحق میزند

نیمت فیر حق کسی دردار اوبکشای چشم

ترجمہ: وہ منصور نہیں تھا جو سولی پر انا الحق کی صدا بلند کر رہا تھا بلکہ وہ خدا تھا اس کے مشاہدہ
کے لیے آنکھ تو کھول۔

(۹)

دیدہ بدست است زاہد تا بغردار و زبار

نے کہ امروز است روز ماہ اوبکشای چشم

ترجمہ: زاہد نے اپنی آنکھیں آنے والی کل (حشر کے روز) تک کے لیے بند کر لی ہیں لیکن
اُس کا خیال غلط ہے اُس کے احسان کا دن تو آج ہے۔ دیکھ لے۔

marfat.com

Marfat.com

(۱۰)

کاروبار خود معینے در سرکار تو کرد
 بر امید یک نظر درکار ادبکشای چشم
 ترجمہ: تجھ سے تعلق پیدا کر کے معین نے اپنے کاروبار کو سرانجام دیا ہے اور وہ ایک نگاہ کا
 طلب گار ہے محبوب ایک نظر اس کو دیکھ لے۔

غزل (۷۵)

(۱)

ماہر وصال از دل و جاں نیز گزشتیم
 در وصل نخواستی تو ازاں نیز گزشتیم
 ترجمہ: میں (تیرے) وصال کی طلب میں دل و جان سے ہاتھ اٹھا چکے ہیں۔ لیکن اگر تجھے
 یہ وصل منظور نہیں ہے تو میں اسے بھی تیری رضا جان کر قبول کرتا ہوں۔

(۲)

در بحر فنا غرق رضائے تو چنانیم
 کز جوئے مراد دو جہاں نیز گزشتیم
 ترجمہ: تیری رضا کو تسلیم کر کے ہم بحر فنا میں ایسے غرق ہوئے کہ دونوں جہاں کی ایک زاری
 بھی مراد (آرزو) ہمارے دل میں نہیں ہے۔

(۳)

عمرے زپے نام و نشان تو دو بدیم
 تادیر طلب از نام و نشان نیز گزشتیم
 ترجمہ: تیرا نام و نشان پانے کی غرض سے ساری عمر دوڑتے رہے ہیں۔ (اور پھریں ہوا
 کہ) تیری اس طلب میں اپنے نام و نشان کو کھو بیٹھے ہیں۔

(۴)

در پائیکہ نفس بھیجے چہ کند دل
 کز مرتبہ روح و رواں نیز گزشتیم

ترجمہ: اس دنیاوی (نفسانی) خواہش میں ہمارے دل کا کیا کام کہ ہم تو عشق میں روح رواں مرتبہ کو بھی ترک چکے ہیں۔

(۵)

یک جام بھاداد کہ تن دل شد دل جاں
یک جام دگر داد نہ جاں نیز گزشتیم
ترجمہ: ایک جام پلا کر میرے تن کو دل اور دل کو جاں بنادیا اس کے بعد ایک اور جام پلا کر دل و جان سے بھی بے خبر کر دیا۔

(۶)

ناگاہ رسیدیم بہر چہ کہ جستم
از پا بستم و ازاں نیز گزشتیم
ترجمہ: اچانک ہم ایسی منزل پر آگئے ہر تصور و ہاں موجود تھا۔ کچھ پروہاں قیام کیا اور پھر اس منزل سے بھی گزر گئے۔

(۷)

دیدیم عیاں چہرہ منصور ہوئے
کز ضابطہ شرح و عیاں نیز گزشتیم
ترجمہ: ہم نے اس منزل پر منصور کا چہرہ اس طرح عیاں دیکھا وہاں شرح و عیاں کے ضابطہ کو چھوڑنا پڑا۔

(۸)

از تفرق عاشق و معشوق رہیدیم
فی الجملہ نہ آئیم و ازاں نیز گزشتیم
ترجمہ: ہم عاشق اور محبوب کے درمیان جو فرق ہے اس سے محفوظ ہو گئے اس منزل پر نہ ہم عاشق ہیں نہ ہم معشوق ہم اس سے بھی گزر گئے۔

(۹)

ایں طرفہ کہ ہم نقطہ و ہم دائرہ مانیم
وز دائرہ دور زماں نیز گزشتیم

ترجمہ: کیا عجیب تماشہ ہے کہ خود ہی نقطہ اور خود ہی دائرہ بن گئے اور ادھر زمانہ کے دور کے دائرہ سے ہم نکل چکے ہیں۔

(۱۰)

ور منزل مقصود کہ خلوتگہ قدس است
از - حادثہ کون و مکاں نیز گزشتیم

ترجمہ: اس منزل مقصود پر پہنچ کر کہ جو قدسیوں کا خلوت خانہ ہے اس دنیا کے حادثے و معاملات سے محفوظ ہو گئے۔

(۱۱)

از عین عیاں دید معین حسن تو امروز
کز وعدہ فردا بجاں نیز گزشتیم

ترجمہ: معین کے عین عیاں سے آج تیرا حسن دیکھا ہے اس کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ کل کو جنت کا جوٹو نے وعدہ کر رکھا ہے اسکی خواہش سے جان بھولی۔

(۷۶) غزل

(۱)

چشم غیر ست دریں بردہ چنانش بینم
بہتر آنت کہ از دیدہ جانش بینم

ترجمہ: میں اپنے محبوب کو کیسے دیکھوں کہ بیگانی آنکھ کا پردہ درمیان میں ہے۔ سو بہتر یہ ہے کہ میں دیدہ جاں سے اُس کا مشاہدہ کروں۔

(۲)

اوچو از دیدہ بیدیدہ کیم می بیند
چارہ آنت کہ من نیز چنانش بینم

ترجمہ: وہ کہ مجھے اپنے دیدہ بیدیدہ سے دیکھ رہا ہے تو یہی چارہ کار بنتا ہے کہ میں بھی اپنے محبوب کو اسی طریقے سے دیکھوں۔

(۳)

بی نشانیت نشان طلب اندر عشق
بی نشان تا شدہ حاشا کہ نشانیں بنم
ترجمہ: عشق کی گلی میں بے نشانی ہے اُس کا نشان ہے جب تک میں بے نشان نہیں ہوں گا
اُس کا نشان نہیں دیکھ سکا۔

(۴)

رفت آوقت کہ بروئے نگراں مہیوم
وقت آنت کہ برخود نگراں بنم
ترجمہ: وہ زمانہ گیا جب میں اس کے چہرے کو دیکھتا رہتا تھا۔ اب یہ وقت آیا ہے کہ میں خود
اُس کو اپنا نگراں جاتا ہوں۔

(۵)

پردہ گو بر فلن امروز زرخ در نہ مرا
میراں نیست کہ فردا بجائیں بنم
ترجمہ: اُسے کہو کہ پردے میں سے اپنے چہرے کو آج ہی نکالے (اور دیدار دے) ورنہ مجھ کو
یہ میر نہیں ہے کہ میں کل جنت میں اُس کے دیدار کا انتظار کروں۔

(۶)

خوابم اول کہ ز سر تا بقدم جاں گرم
تاچہ جان در ہم پیدا و نہالیں بنم
ترجمہ: میری خواہش ہے کہ سر سے پاؤں تک جان ہو جاؤں تاکہ جان کی طرح پھر اُس کو
ظاہر و باطن میں ہر جگہ دیکھ سکوں۔

(۷)

حسنش از پردہ ہستی معین می تابد
باشد این پردہ بر اند کہ عیالش بینم

ترجمہ: اُس کا حسن خود معین کی ہستی کے پردہ میں موجود ہے۔ یہ پردہ درمیان سے اٹھ جائے گا اور میں بھی اسے کھلے عام دیکھوں گا۔

غزل (۷۷)

(۱)

براہ عشق چوپائے حدوث پے کرم
بیک قدم کہ زدم ہر دو کوں طے کرم

ترجمہ: عشق کی راہ میں جب میں نے حدوث کے پاؤں کاٹ ڈالے تو ایک قدم اٹھا کر دو جہانوں کا فاصلہ طے کر لیا۔

(۲)

ازیں سراچہ قانی قدم زدم بیروں
چو عزم بارگہ کبریاے دے کر دم

ترجمہ: اس سرائے قانی سے باہر قدم اٹھا لیا ہے۔ جس وقت اُس عظیم بارگاہ کا ارادہ کیا۔

(۳)

بسوخت از نسیم پردہائے ہفت فلک
کنوں کہ غسل طریقت باب سے کرم

ترجمہ: (۳) میری سانسوں کی حدت سے سات آسمانوں کے پردے جل گئے ہیں۔ جس وقت میں نے شراب کے پانی سے غسل طریقت کیا۔

(۴)

زدست پخت خرد آنچہ خورده بود ولم
بجرم زے عشق جملہ قے کرم

ترجمہ: عقل کے ہاتھوں کا پکوان جو کچھ میں نے کھایا تھا جب مئے عشق کا ایک گھونٹ پیا تو وہ
سب قے بن کے باہر الٹ گئے۔

(۵)

دمیدنائی عشق تو رازِ ہا بدم
من از سلیم ولے نسبتش بہ نے کردم
ترجمہ: میرے دل میں تیرے عشق کی بانسری نے راز بھر دیئے۔ میں ہوں لیکن اُس کی
نسبت میں نے بانسری سے کی ہے۔

(۶)

دمید روح قدس در معین مسج مفت
بہ میں کہ مردہ دلاں را چگونہ جے کردم
ترجمہ: معین کے اندر حضرت عیسیٰ کی مانند روح قدس ڈال دی گئی ہے۔ دیکھ کہ میں نے اُس
کی مدد سے مردہ دلوں کی کس طرح زندہ کیا۔

غزل (۷۸)

(۱)

چمن از ہستی خود دور باشم
بخود ہم ناظر و منظور باشم
ترجمہ: جب میں اپنی ہستی سے دور ہو جاؤں گا تو میں خود ہی ناظر خود ہی منظور بن جاؤں گا۔

(۲)

چو جام و بادہ ساقی مہیا ست
روا باشد کہ من مخمور باشم
ترجمہ: (۲) جب جام بھی ساقی بھی اور شراب بھی مہیا ہے تو پھر یہ عین روا ہے کہ میں
(شراب پی کر) نشے سے مست ہو جاؤں۔

(۳)

ز جام و حاتم یک جرمہ بخش
کہ در دار فنا منصور باشم

ترجمہ: اگر تو مجھے جام و حاتم کا ایک گھونٹ عطا کر دے تاکہ میں بھی اس دار فنا میں منصور بن جاؤں۔

(۴)

ازان جامی کہ چوں سر انا الحق
برآید برزباں معذور باشم

ترجمہ: اس جام سے پی کر جب انا الحق کا راز میری زبان سے نکل جائے تو مجھے معذور سمجھے۔

(۵)

ز تاب عکس خورشید حقیقت
چو ذرہ منظر آں نور باشم

ترجمہ: خورشید حقیقت کے عکس کی چمک سے ذرہ کی طرح میں بھی اُس نور کا منظر ہوں۔

(۶)

ندارد تاب نورم چشم خفاش
ہاں بہتر کہ من مستور باشم

ترجمہ: میری آنکھوں کے نور کی چمک کو تاب کب ہو سکتی ہے اس لیے بہتر ہے کہ میں پردے ہی میں چھپا بیٹھا رہوں۔

(۷)

ز شہر عشق سے آید معینے
عجب بنود اگر مشہور باشم

ترجمہ: معین عشق کی مگر سے آرہا ہے کوئی تعجب نہیں کہ وہ (اس عشق ہی کے سبب) دنیا میں

غزل (۷۹)

(۱)

جام دیدار خدا کرد چٹاں مخمورم
کہ خمارش عشق بہ بہشت و حورم

ترجمہ: مجھے خدا کے دیدار کی شراب نے مست کر دیا ہے کہ اس کا حمار بہشت اور حور سے بھی دور نہیں ہوگا۔

(۲)

مست اگر نعرہ زند نعرہ زلی داں نہ ازد
مست حقم نہ کم از مست مئے انگورم

ترجمہ: جب مست است لوگ نعرہ لگاتے ہیں تو اس کا باعث شراب ہے وہ نہیں ہے میں تو شراب عشق سے مست ہوں انگور سے نہیں۔

(۳)

آہ سوزاں زدل آندم کہ فرستم بہ فلک
گر بسوزد پروبال ملکہ معذورم

ترجمہ: میں اپنے دل سے اٹھنے والی آہ سوزاں (جلاڈالنے والی آہ و فغاں) آسمان پر بھیجتا ہوں تو اگر فرشتوں کے بال و پر جل جائیں تو میں معذور ہوں۔

(۴)

روز و شب باہن و من در طلبش سرگرداں
مشکل این است کہ ہم حاصل وہم مجبورم

ترجمہ: دن رات اور میں اس کی طلب میں سرگرداں ہوں اور وہ میرے پاس ہے مشکل تو یہ ہے کہ میں واصل بھی ہوں مجبور بھی۔

(۵)

او بعد مرتبہ نزدیکترست از رگ جاں
من بعد مرحلہ افسوس کہ ازوئے دورم
ترجمہ: وہ جاں سے بھی سو درجے نزدیک ہے مگر افسوس کہ میں اس سے سو مرحلے دور ہوں۔

(۶)

روح قدس بقیود بشری گشتہ اسیر
ہجو خورشید کہ درمشت گلے مستورم
ترجمہ: میری روح قدس قیود بشری میں قید ہے بالکل ایسے ہی ہے میں سورج کی مانند ہوں لیکن مٹی بھر خاک میں چھپ گیا ہوں۔

(۷)

ازچہ در سایہ تن ذرہ صفت گم نام
من کہ خورشیدم و در عالم جاں مشہورم
ترجمہ: یہ کیا بات ہے کہ میں ذرے کی مانند تن کے سائے میں گم ہوں حالانکہ میں تو سورج ہوں اور دونوں عالم میں مشہور ہوں۔

(۸)

پردہ از پیش بر اندازم و گویم کہ یکم
لیک ترسم کہ بسوزد دو جہاں از نورم
ترجمہ: میں اپنے اوپر سے پردہ ہٹا کر یہ واضح کر سکتا ہوں کہ میں کون ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ دونوں عالم میرے نور سے جل جائیں گے۔

(۹)

منہ سلطنت بر سر افلاک زود
تا کہ سلطان ازل زود رقم منشورم

ترجمہ: میری سلطنت کی مستراقلاک پر بچھائی گئی تاکہ ازلی سلطان میرے منشور پر کچھ تحریر کرے۔

(۱۰)

موسے دل کہ بطور بدغم گفت ارنی
یعنی از جام بقا بادہ بدہ مخورم
ترجمہ: میرے طور جسم پر دل کے موسیٰ نے ارنی پکارا۔ یوں مجھے جام بقا کی شراب عطا کر کے
مخور ہوں۔

(۱۱)

جرمہ داد ازاں بادہ وحدت کہ مرا
نہ کنوں موسیٰ دل ماند بجان طورم
ترجمہ: میری گزارش پر مجھے (اُس نے) جام وحدت کا ایک گھونٹ پلایا پھر اُس کو پیتے ہی
جان کے طور پر موسیٰ دل کا پتہ نہیں ہے۔

(۱۲)

منکہ در دیر فنا لاف انا الحق زودہ ام
عشق در دار بقا دادہ سے منصورم
ترجمہ: میں کہ اس فانی جہان میں انا الحق کا دعویٰ کرتا تھا تو عشق نے اس دار فنا (دنیا) میں
مجھے منصور کی شراب پلا دی۔

(۱۳)

حرفے از سطر تجلیش اگر بر خوانم
دائی آں لحظہ کہ بر لوح قدم مسطورم
ترجمہ: اگر میں اُس کی تجلی کی سطر کا ایک حرف بھی پڑھ کے سنا دوں تو اس لمحے معلوم ہو جائے
گا کہ لوح قدم پر لکھا ہوا ہوں۔

(۱۳)

من چو در آئینہ دل نظرے افکندم
گشت معلوم کہ ہم ناظر وہم منظورم
ترجمہ: میں نے جب دل کے آئینے میں ایک نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ دراصل میں خود منظر ہی
ناظر ہوں اور خود ہی منظور ہوں۔

(۱۵)

بارِ غم گرچہ بمقدار کلیب است معین
لیک پیدا است کہ تا چند بود مقدورم
ترجمہ: اے معین اگرچہ غم کا بوجھ اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ اسے اٹھانے کی استطاعت ہو لیکن یہ
ظاہر ہے کہ اُس کی برداشت کی طاقت آخر کب تک رہے گی۔

غزل (۸۰)

(۱)

کہ چو احمدیؒ در شب معراج وصل
از حرم تا صواب اقصیٰ میروم
ترجمہ: (کاش کبھی ایسا ہو کہ) میں بھی نبی اکرمؐ کی طرح معراج کی رات کو حرم کی
طرف سے مسجد اقصیٰ کی طرف جاؤں۔

(۲)

از زمیں تا سدرہ و ز سدرہ بعش
بر براق برق آسا میروم
ترجمہ: زمیں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور وہاں سے عرش تک میں براق پر بیٹھ کر بجلی کی سی
تیزی کے ساتھ میر کے لیے جاؤں۔

(۳)

از فلک بگذشت وز انس و ملک
از دلتے سوئے تدلی میروم

ترجمہ: افلاک سے اور انس و ملک سے گزر کر میں دنی کے مقام سے تدلی کے مقام پر پہنچ جاؤں گا۔

(۴)

قاب و توسین ست و اولے حجاب
بے جب تا حق تعالیٰ میروم
ترجمہ: یہ قاب و توسین اور اودائی بھی تو ایک حجاب ہے۔ میں حق تعالیٰ تک بغیر کسی درمیانی حجاب و پردہ کے پہنچوں گا۔

(۵)

من نمیدانم دریں بحر عیق
نشت ام استاد ام یا میروم
ترجمہ: مجھے علم نہیں ہے کہ اس گہرے سمندر میں میری کیا حالت ہے میں بیٹھا ہوں کھڑا ہوں یا چل رہا ہوں۔

رویف ”ن“

غزل (۸۱)

(۱)

حم یکہ پر گھر بود از دے دکان جاں
شکر یکہ پر شکر بود از دے دہان جاں
ترجمہ: حمد وہ ہے جس سے زندگی کی دکان بند گھر ہے اور وہ حمد جس سے زباں جاں شریں ہو۔

(۲)

حم یکہ جاں بیاں کنش از ادای دل
شکری کہ دل ادا کنش از بیان جاں
ترجمہ: حمد وہ ہے کہ دل کی گہرائیوں سے جسے جان بیان کرے اور شکروہ ہے کہ جسے دل جان

کی انتہاؤں کے ساتھ ادا کرے۔

(۳)

حمد یکہ در قلائد انعام در کعبہ

لولو ز بحر خاطر گوہر ز کان جاں

ترجمہ: وہ حمد جس کو انعام کے ہاروں میں پروونے کے لئے جان کی کان سے برآمد شدہ گوہر نکال کر دل پر دتا ہے۔

(۴)

حمد یکہ در عزیمت گلشن سرائے قدس

بر بام عرش بدو و از نزد بان جاں

ترجمہ: حمد وہ ہے جس کو پاک ارادے کے ساتھ بارگاہ ایزی میں پیش کیا جائے اور جسے جان و روح کی سیڑھی سے عرش کی بلندیوں تک پہنچا دے۔

(۵)

حمد یکہ چوں ہا غنجد سایہ شرف

بر اوج بارگاہ قدم زآشیان جاں

ترجمہ: وہ حمد ہے کہ جو ہا کی مانند عزت و شرف کا سایہ جان کے آشیانے سے بارگاہ قدم کی بلندی پر ڈالے۔

(۶)

باد افکار بار کہ واجب الوجود

کور انگر شاید گر دل من از زبان جاں

ترجمہ: اُس واجب الوجود کی بارگاہ پر غبار ہو جس کی تعریف و توصیف میرا دل اپنی جان کی زباں سے کر رہا ہے۔

(۷)

مانند آفتاب جہاں تاب روشن ست

آثار بادشاہی او در جہان جاں

ترجمہ: جہاں تک آفتاب کی طرح روشن ہے اُس واجب الوجود کی بادشاہی دونوں جہاں میں ہے۔

(۸)

جان و جہانم اوست دلی چوں بجویش
اعدا جہاں نیایم و یایم میان جاں
ترجمہ: میری جان میری دنیا میرا سب کچھ دلی ہے لیکن میں اُس کو کس طرح تلاش کروں وہ
دنیا میں کہیں نہیں ملتا اور جان کے اعدا موجود ہے۔

(۹)

عالم نشان آدم و آدم نشان اوست
ہیچوں بدن نشان دل و دل نشان جاں
ترجمہ: (۹) یہ دنیا آدم کے پہچان کی نشانی اور آدم اللہ کی پہچان ہے بالکل ایسے جیسے یہ بدن
دل کا نشان اور دل کی جان کی نشانی و علامت ہے۔

(۱۰)

تن زندہ چوں بجاں شد و جان زندہ شد بدوست
تن جان نمود شمس و جان نیز جان جاں
ترجمہ: جان کے سبب یہ تن زندہ ہے اور جان محبوب کی بدولت زندہ ہے۔ جسم جان کو پہچانتا
ہے اور جان اپنے جانِ جان کو پہچانتی ہے۔

(۱۱)

در شوریدہ زار تن بد صد گل مراد
چوں فیض حق نزول کند آسماں جاں
ترجمہ: شورہ تن میں مراد کے سینکڑوں پھول کھل سکتے ہیں جب جان کے آسمان سے رحمت
حق کے قطرے نزول کرتے ہیں۔

(۱۲)

گر وصل دوست می طلبی جاں بدہ معین
 زیرا کہ سود عاشقی آمد زیان جاں
 ترجمہ: اے معین اگر تو محبوب کا وصل چاہتا ہے تو جان نثار کر دے اس لیے کہ عاشقی کا نفع
 جان کے زیان میں موجود ہے۔

غزل (۸۲)

(۱)

اے ذات تو بر بساط کونین
 سیر دو جہان چو در بہ بحرین
 ترجمہ: سرکار دو جہاں آپ کی ذات گرامی اس دنیا میں اس طرح ہے جیسے موتی سمندر میں رہ
 کر دو جہانوں کی سیر کرتا ہے۔

(۲)

چشم دو جہاں بہ تست روشن
 وردیدہ جاں تو قرۃ العین
 ترجمہ: دو جہاں کی آنکھ آپ ہی کی بدولت روشن ہے اور دیدہ جاں کے لیے آپ ہی آنکھوں
 کی ٹھنڈک ہیں۔

(۳)

آلودہ نقد بئیر عرفاں
 داماں نو از غبار کونین
 ترجمہ: سیر عرفان میں آلودہ نہیں ہوا آپ کا پاک دامن دونوں عالم کے غبار سے۔

(۴)

کے نقد ماتم سپردی
 گر تو نعدی حناں آں دین

ترجمہ: وجود کی امانت مجھے کب سوچنی جاتی اگر آپ اس قرض کے ضامن نہ ہوتے۔

(۵)

از شین شفاعت توں رست
در روز قیامت از جہاں شین
ترجمہ: آپ کی شفاعت کے تین (شان) قیامت کی ہولناکی سے رہائی پا سکتے ہیں۔

(۶)

محل از سفر براق عشقت
تا چہ کند سواں لے این
ترجمہ: تیرے عشق کے براق کے سفر کے حوالے سے محل کب تک سوال کرے گی کہ کہاں
تک جاتا ہے (کہاں تک کا سفر ہے)

(۷)

در دائرہ معاد و مبدا
مہوم خطے فائدہ فی البین
ترجمہ: آپ کی ذات گرامی معاد و مبدا کے مابین اس مہوم خط کی طرح ہے جو درمیان میں
واقع ہے۔

(۸)

زائد شدن دے تہلے
آں دائرہ گشتہ قاب تو سین
ترجمہ: قرب کی جانب زیادہ جھکاؤ سے وہ دائرہ قاب تو سین بن گیا۔

(۹)

آں خط تو ہے براغداخت
تا عکس جدا نباشد از عین

ترجمہ: اُس وقت وہ خط دہی بھی مٹ گیا تاکہ عکس اپنے عین سے الگ نہ ہو جائے۔

(۱۰)

سرش ز غبار غیر وارست
مانندہ آفتاب از عین
ترجمہ: پھر وہ راز غیرت کے غبار سے پاک ہو گیا جس طرح آفتاب تاریکی سے پاک ہوتا ہے۔

(۱۱)

از تابش بادۂ معیت
روشن شدہ جام ثانی اشین
ترجمہ: جب شراب قربت کی چمک دمک ہوئی تو ثانی اشین میں سے ایک کا جام روشن ہو گیا۔

(۱۲)

از مینل معرفت زد وہ
ز آئینہ دل کدورت رین
ترجمہ: حق شناسی کی مینل سے دل کا آئینہ گناہ ہوں کی کثرت کی کدورت سے پاک ہو گیا۔

(۱۳)

بے نقطہ وحدت معین
رین دل طالبان نقد زین
ترجمہ: اے معین بغیر نقطہ وحدت کے طلب گاروں کے دل کو کبھی قرار نصیب نہیں ہوتا ہے۔

☆☆☆

marfat.com

Marfat.com

غزل (۸۳)

(۱)

گر چشم عاشقان جی جمال خوشن
 بھو من آشفہ گردی در خیال خوشن
 ترجمہ: (۱) اگر تو اپنے عاشقوں اپنے چاہنے والوں کی آنکھ میں اپنا جمال دیکھ لے تو پھر تو بھی
 اپنے ہی (حسن کے) خیالوں میں کھویا ہے اور میری طرح دیوانہ بن جائے۔

(۲)

چوں ہائے عشق موراں راہد بر قصر قرب
 من دریں ایوان نے پر پال خوشن
 ترجمہ: عشق کا حاجہ تھیوں کو قرب کے ایوان تک لے جاتی ہے۔ میں اس ایوان میں اپنے
 پروبال سے نہیں اڑ رہا ہوں۔

(۳)

من چو مرآت ویم حسن از جمالش برده ام
 جز جمال اونے بنم مثال خوشن
 ترجمہ: میں چونکہ اس کا آئینہ ہوں سو مجھے اس کے جمال سے ہی حسن ملا ہے میں اس کے
 جمال کے علاوہ خود اپنے آپ کو بھی (بلور مثال) دیکھ نہیں سکتا ہوں۔

(۴)

آئینہ مغرور حسن خوشن ہرگز نہ
 بلکہ می بیند جمالے در جمال خوشن
 ترجمہ: آئینہ اپنے حسن پر مغرور نہیں ہوا ہے بلکہ وہ اپنے حسن و جمال کے اندر ہی اپنے محبوب
 کے حسن کو دیکھتا ہے۔

(۵)

ساتیا وقت ست اگر جائے بستاں میدی
 کہ از غمارے ماندہ ام اندر لال خوشن

ترجمہ: ساقیا ابھی وقت ہے مستوں کو ایک جام دے کہ اب نثار کے عالم میں مجھے اپنے وجود سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔

(۶)

بادۂ خواہم کہ بستاد مرا ازمن تمام
تا چو منصور آں زمان یابم وصال خویشمن

ترجمہ: مجھے ایسی شراب کی طلب ہے کہ جس سے مجھے کچھ ہوش نہ رہے اور منصور کی طرح مجھے دوست کا وصال نصیب ہو جائے۔

(۷)

قطرہ زان بادۂ کوہ طور را صد پارہ ساخت
عاشق مسکین کجا ماند بحال خویشمن

ترجمہ: وہ شراب جس کے ایک قطرے نے کوہ طور کو پارہ پارہ کر دیا اسے پی کر بے چارہ عاشق بھلا اپنے آپ میں کب رہ سکتا ہے۔

(۸)

از یرائے طوطیان باغ قربت می برم
تنگ تنگ شکر از شریں مقال خویشمن

ترجمہ: باغ قدس کے نغمہ خوانوں کے لیے اپنی شیریں بیانی ڈھیر و ڈھرائد میں پہنچاتا ہوں
(کہ ان کو بھی میرے خوش متالی کا مٹھاس نصیب ہو سکے)

(۹)

آں گل کاندہ سحر بھگفت در باغ دلم
بلبل طبع معین را کردہ لال خویشمن

ترجمہ: وہ پھول جو دل کے باغ میں بوقت سحر کھلا اس نے معین کی بلبل طبع کو اپنا فریفتہ بنا کر گنگ کر دیا۔

غزل (۸۴)

(۱)

چو قصد بارگہ کبریا کند دل من
فراز عرش بود کترینہ منزل من

ترجمہ: جب میرے دل نے بارگاہ کبریا کا قصد کرتا ہے بس یوں سمجھو کہ عرش کی بلندیاں بھی
میری ادنیٰ ترین منزل ہے۔

(۲)

مرا بجاؤ بہ عشق می کشد سو خود
کیسکہ دست محبت نہاد در گل من

ترجمہ: وہ عشق کی طاقت سے مجھے اپنی طرف کھینچتا ہے وہ ہی ذات جس نے میرے خیر
میں محبت کو گوندھا ہے۔

(۳)

بگفتمش جو واصل کر میشود گفتا
ز خویش ہر کہ ہرید کشت واصل من

ترجمہ: میں نے اُس محبوب سے پوچھا کہ تیرا واصل کس طرح نصیب ہو سکتا ہے۔ اُس نے کہا
کہ جب اپنی خودی اور وجود کو مٹا دے گا۔

(۴)

چو ماہ بوم دہس جامہ سیاہ شدم
چو آفتاب رخت رفت از مقابل من

ترجمہ: میں چاند کی مانند تھا مگر اب میرا لباس سیاہ ہو گیا ہے جب سے تیرے جمال کا آفتاب
میری نگاہوں سے پوشیدہ ہوا۔

(۵)

خسوف من نہ زہر قصور خورشیدست
دل زمین بدن گشت است حائل من

ترجمہ: میرے چاند کو جو گرہن لگ گیا ہے وہ خورشید کی کوتاہی سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ میرے آگے میرے بدن کی زمین آگئی تھی (حائل ہو گئی تھی)۔

(۶)

زخمن دو جہاں گرنشد جوئے حاصل
بسینہ ختم محبت بس ست حاصل من
ترجمہ: کیا ہوا اگر دو جہاں کے اس زخمن (انا ج کے ڈمیر) سے ایک جو بھی حاصل نہ ہو سکا۔
میرے سینے میں جو محبت کا بیج ہے وہ ان سب سے بہتر حاصل ہے۔

(۷)

معین زسوز دلم شمر چو بنوید
زخامہ دود بر آید ز آتش دل من
ترجمہ: اگر معین اپنے سوز دل کا ایک شمر بھی لکھ دے تو میرے قلم سے آتش دل کی بدولت
دھواں بلند ہو جائے۔

غزل (۸۵)

(۱)

چشم دیگر بایت تاحسن او دیدن توں
گوش دیگر تا کلام دوست بشنیدن توں
ترجمہ: ایک مختلف نوعیت کی روشن آنکھ میری ہو تو محبوب کے حسن کو دیکھا جاسکتا ہے۔ (اس
طرح) کوئی الگ سے کان میری ہو تو اس کی آواز سننے کی تاب ہو سکتی ہے۔

(۲)

رشتہ جانزا اگر پیوند با وصلت بود
خرقہ تن را ز سر تا پائے بدریدن توں
ترجمہ: رشتہ جاں کا اگر تیرے وصل سے تعلق استوار ہو جائے تو خرقہ تن سر سے پاؤں تک
چاک کیا جاسکتا ہے۔

(۳)

چو بگوش مرغ جاں آمد صدائے ارجی
 ایں نفس بگشتن و سوئے تو پریدن تو اں
 ترجمہ: (۳) جب میری روح کے پرندے کے کان میں "ارجی" کی آواز آئے تو اس وقت
 یہ نفس جاں کو توڑ کر تیری جانب اڑ سکتا ہے۔

(۴)

گر تو خواہی تج راندن وقت بسل بر گلو
 درین خاک خوں چوں مرغ غلطیدن تو اں
 ترجمہ: اگر تڑپتے وقت گلے پر تو نکوار چلانے پر رضا مند ہو جائے تو خاک و خوں میں مرغ
 کی مانند تڑپا جاسکتا ہے۔

(۵)

مہ امید آنکہ دامان تو گیرد دست من
 در لحد ریزیدن و در خاک پوشیدن تو اں
 ترجمہ: اس امید میں کہ میرے ہاتھ تیرا دامن تمام لیں گے تو قبر میں لیٹ کر اپنے اوپر مٹی
 ڈال کر (دنیا کی نظروں سے) پوشیدہ ہو جانا منظور ہے۔

(۶)

ہر زماں در باغ رخسارت گلی دیگر شکفت
 یا رب از گزار تو ہر گلے چیدن تو اں
 ترجمہ: ہر لمحہ تیرے رخساروں کے باغ میں ایک نیا پھول کھلتا ہے اے خدا کسی طرح اس
 گزار سے کوئی پھول توڑا جاسکتا ہے۔

(۷)

از عمت مسکین معنی بر دم بدر دی جلاست
 اے طیب عاشقان بیار پر سیدن تو اں

ترجمہ: تیرے غم میں بے چارہ معین ہر دم درد میں مبتلا رہتا ہے اے عشق والوں کے طیب کیا ان بیماروں کی پرستش بھی ہوگی۔

غزل (۸۶)

(۱)

عشقت دل و جانم راتا کرد جدا از من
جان و دل دیگر تاخت ترا از من
ترجمہ: تیرے عشق نے میرے دل و جان کو مجھ سے جدا کر دیا۔ تو پھر اس کے بعد میرے
جان و دل تجھے نہیں پہچان سکیں گے۔

(۲)

بر شمع جمال تو پروانہ مفت گشتم
یک شعلہ پدید آمد بستاند مرا از من
ترجمہ: میں تیرے حسن کی شمع کے گرد پروانہ مفت کی طرح چکر لگاتا تھا۔ ایک شعلہ جمال
نے مجھے میرے وجود سے دور کر دیا۔

(۳)

شب تا بھر ہستم اندر حرمت محرم
چوں روز شود پوشی رخسار چرا از من
ترجمہ: میں رات سے سحر تک اپنے محبوب کی محبت میں رہا۔ جو نہی دن نکلا تو نے اپنے رخسار
مجھ سے کیوں چھپا لیے۔

(۴)

ہر چند کہ داغشتم او درپے من آمد
او کرد وفا افزوں چوں دید جفا از من
ترجمہ: میں کئی بار اس سے بھاگا ہوں لیکن وہ میرے درپے رہا جتنی میں نے جفا کی اتنی ہی
اُس نے وفا کی۔

(۵)

تا از کف آں ساقی یک جام بقا خورم
بزدور سے وحدت زنگار فنا از من

ترجمہ: جب سے میں نے اپنے ساقی کے ہاتھ سے بقا کا جام پیا ہے۔ تو میرے من میں جونا
کا رنگ لگ چکا تھا اُسے وحدت کے جوش نے مٹل کر دیا۔

(۶)

منصور صفت گرچہ زیں درِ فارتم
صد نور ہی گیرداں دار بقا از من

ترجمہ: (۶) جیسے منصور سولی چڑھ کے اس دار فنا سے رخصت ہوا اور اب دار بقا اور
(دوسرے جہان) میں اُس سے سینکڑوں نور تاباں ہیں۔

(۷)

خواعی کہ رخس بینی در چہرہ من بگر
من آئینہ اویم او نیست جدا از من

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ اُس (محبوب) کا چہرہ دیکھے تو میرے چہرے کو دیکھ میں اُس کا
آئینہ ہوں وہ مجھ سے جدا نہیں ہے۔

(۸)

دل ولس قرن آمد اندر یمن قالب
بشنو ز مشام جاں آں بوئے خدا از من

ترجمہ: میرے قالب کے یمن میں دل اولیس قرنی کی طرح ہے اب تو جان کے مشام سے
خدا کی خوشبو مجھ سے سونگے۔

(۹)

گفتا کہ چو برکیم برقع ز جمال خود
دانی کہ زے باشد مستی تو یا از من

ترجمہ: اگر میں اپنے جمال سے برقع اٹھاؤں گا تو اس لمحہ شراب کی مستی تجھ سے ظاہر ہوگی یا مجھ سے۔

(۱۰)

گفتہم چو معینِ زیں سے صد جام اگر نوشم
در کشم و ناید چوں کوہ صدا از من

ترجمہ: میں نے کہا اگر معین کی مانند عشق کی سے کے سو جام پی جاؤں تو میرے دل سے پہاڑوں کی مانند کوئی آواز (بازگشت) نہ ابھرے اور میں مست الست ہو جاؤں۔

غزل (۸۷)

(۱)

مراں چوزو تو آئیم توئی وسیلہ من
منم چوں آئینہ حسن تو جیلہ من

ترجمہ: جب میں تیرے پاس آؤں تو مجھے دور نہ کر کہ تو ہی میرا وسیلہ ہے۔۔۔ کیونکہ میں تیرے حسن و جمال کا آئینہ ہوں اور تو میرے حسن کا سبب ہے۔

(۲)

در آں زماں کہ زیاران و دوستان ہر دم
تقریم بتو بہتر کہ با قبیلہ من

ترجمہ: مبارک ہے وہ وقت جب میں دوستوں سے الگ تھلگ ہوتا ہوں (اس لیے کہ) تیری قربت میں رہنا اپنے قبیلے کے ساتھ رہنے کی نسبت بہتر ہے۔

(۳)

تو کار بندہ بندہ بیر خویش سازی بہ
کہ مشکلات کجا حل شود بحیلہ من

ترجمہ: اگر تو ہی اس بندے کے کام اپنی تدبیر سے بتا دے یہی بہتر ہے کہ میرے حیلے سے میری مشکلات کب حل ہو سکتی ہیں۔

(۴)

کجاست عشق کہ تا بگذر اندم ز حجاب
کہ سد راہ شدایں عقل پر عقیلہ من
ترجمہ: وہ عشق کہاں ہے کہ جو سب پردوں میں سے نکال لائے کیونکہ میری یہ عقل ہی
میرے ان راستوں کی رکاوٹ بن گئی ہے۔

(۵)

ز قید تن پچہ مانم بستان خر بخلاف
براق عشق چو بر بستہ در طویلہ من
ترجمہ: تن کی قید میں رہ کر میری مثال اس خر کی ہے جو کچھڑ میں پھنسا ہے جب سے عشق
کا براق میرے طویلہ میں موجود ہے۔

(۶)

چناں مرا بخیالت خوش اوفتادہ وصال
کہ حور عین نتواند شدن حیلہ من
ترجمہ: تیرے خیال کے باعث وصال اس قدر مسرت بخش ہے کہ جہاں بہشت کی حور بھی
اپنی جگہ نہیں بنا سکتی (محبوب کی جگہ نہیں لے سکتی)۔

(۷)

برین روغن عرفاں دریں زجانبہ دل
چراغ عشق بر افروزد از فقیلہ من
ترجمہ: میرے دل کے چراغ (قندیل) میں عرفان و آگہی کا تیل ڈال دے بس کے سبب
عشق کا چراغ من کی جتنی سے جل کے زیادہ روشن ہو سکتا ہے۔

(۸)

معین کی دست تھی میرود و بدرگہ دوست
مگر کہ ہم و کرم او شود وسیلہ من

ترجمہ: معین اپنے محبوب کی درگاہ سے خالی ہاتھ واپس نہیں ہوگا مگر یہ اسی وقت ممکن ہے اگر اُس کا کرم میرا وسیلہ بن جائے۔

غزل (۸۸)

(۱)

دلا بچشم حقیقت جمال دوست ہیں
ز مظهر ہمہ اشیاء ظہور دوست ہیں
ترجمہ: اے دل! محبوب کے جمال کو چشم حقیقت سے دیکھ کیونکہ دنیا کی ہر شے میں اسی کا جلوہ
ظہور پذیر ہے دیکھ۔

(۲)

دلا تو حسن خدا دیدہ غلط کنی
کر در جمال خدا جلوہ گر، ہوسست بہ ہیں
ترجمہ: اے دل! اگر تو نے خدا کا جلوہ دیکھ لیا ہے تو غلطی نہیں کر گیا، بھٹک نہ جانا کہ وہ خدا کے
جمال کی شکل میں ہر شے اور ہر جگہ رہی موجود ہے۔

(۳)

مرا ز دیدن ساقی ست مستی ای ہشیار
نہ مستیم ز شراب خم و سیوست ہیں
ترجمہ: میری یہ ساری مستی وہ ہشیاری دراصل ساقی کے دیدار جمال کے سبب ہے۔ میری یہ
مستی شراب خم اور سیو سے نہیں ہے دیکھ لے۔

(۴)

بگوش ظاہر و باطن حدیث عشق شنو
بچشم صورت معنی جمال دوست ہیں
ترجمہ: ظاہر و باطن کے کانوں سے عشق کی داستان سنو اور ظاہر و باطن کی آنکھ کے ساتھ
محبوب کے حسن کے نظارہ کو دیکھو۔

(۵)

لب از حدیث فرو بند گوش جاں بکشاہ
 درون پردہ دل اپنے گفتگو ست ہمیں
 ترجمہ: بے کار کی باتوں سے زبان بند کر کے اپنے جان کے کان کھول (اور) دل کے
 پردے کے اندر کیا گفتگو چل رہی ہے وہ سن۔

(۶)

مگر تو دعویٰ عشق ہمکنی شاباش
 تو قارغ از طلب او جستجو ست
 ترجمہ: شاید تو نے اُس (محبوب) کے عشق کا دعویٰ کیا ہے تیرے شاباش۔ اُس صورت میں
 تجھے لازم ہے کہ اُس کی طلب اور جستجو سے قارغ رہ۔

(۷)

بمغر جان معینے نہاں شدہ است کے
 چنانکہ جان من اندر دروں پوست بہ میں
 ترجمہ: معین کی مغز جان میں کوئی پوشیدہ ہو گیا ہے اسی طرح جیسے پوست میں میری جان
 چھپی ہوتی ہے۔

غزل (۸۹)

(۱)

سوختہ از بہر تو جان و جگر سوزنکاں
 ایں چہ روز ست کہ آمد بسر سوزنکاں
 ترجمہ: جلنے والوں کے جان و جگر تیرے عشق تیری طلب میں جل گئے۔ یہ کیا دن ہے کہ
 جو ہم جل بجھنے والوں کے سر پر آیا ہے۔

(۲)

سوخت سرتا قدم جملہ دریں دوزخ ہجر
 یہ محمدؐ کہ رساند خبر سوزنکاں

ترجمہ: ہجر کے دوزخ میں میں سرے پاؤں تک وجود جل گیا میرے جل بجھنے کی یہ خبر رسول کریم ﷺ تک کون پہنچائے گا۔

(۳)

دیدہ خوں ریخت زسوز و بگر آب نمائد
آتش افتاد دریں خشک و تر سوختگاں
ترجمہ: سوز محبت کے سبب آنکھوں سے خون ٹپک گیا اور جگر میں پانی نہیں عاشقوں کے
اس خشک و تر میں آگ لگی ہے۔

(۴)

ایک ہر شب بدلم آتش دیگر زدہ
ہم بیندیش زآہ سحر سوختگاں
ترجمہ: ہر رات میرے دل میں ایک الگ اور منفردی آگ لگاتا ہے تجھے ہم سوختہ دلوں کی آہ
سحر کا تو کچھ خیال ہونا چاہیے۔

(۵)

بر جگر داغ نہادی و گریزی
بشکر خندہ نمک بر جگر سوختگاں
ترجمہ: پہلے میرے جگر کو داغ دار بنا کر چلا گیا اور لب تبسم سے زخموں پر نمک پاشی کر رہا ہے۔

(۶)

ہدم نیست بجز نالہ و آہ سحری
ہر کہ باشد بگر یزد زبر بر سوختگاں
ترجمہ: میری آہ سحر کے علاوہ میرا کوئی ہدم و ساقی نہیں ہے (ظاہر ہے) جلنے والوں کے
قریب کون آتا ہے بھی اپنا دامن بچاتے ہیں۔

(۷)

آتش عشق معین شعلہ چناں زویر دل
کہ بود دوزخ سوزاں شرر سوختگاں

ترجمہ: اے معین عشق کی آگ نے دل پر وہ شعلہ گرایا ہے کہ یوں بجھو دوزخ کی آگ اس
شعلے کی ایک چنگاری ہے۔

غزل (۹۰)

(۱)

ایں درد من دارم باکس نتواں گفتن
سوز دل عاشق را باحسن نتواں گفتن
ترجمہ: میرے دل کو ایسا درد لاحق ہے کہ جس کا اظہار کسی سے ممکن نہیں کیونکہ وہ لوگ جو سطحی
سوچ رکھتے ہوں ان سے عاشق کے دل کا سوز کہا نہیں جاسکتا۔

(۲)

پیش دل خود کہ دردی تو ہمیکفتم
دل نیز رمید از من زیں پس نتواں گفتن
ترجمہ: میں نے اپنے دل کے سامنے جب تیری محبت کا درد و غم کہتا تھا اب دل نے بھی ساتھ
چھوڑ دیا اب یہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔

(۳)

ہر چند بن زیں در واپس ترم از ہر کس
چون پیش تو جانبازم واپس نتواں گفتن
ترجمہ: اگرچہ کہ اس جسمانی حالت و صورت میں سب سے گیا گزرا ہوں لیکن تجھ پر چونکہ
میں جان نچھادر کر نوالا ہوں اس لیے کمزور نہیں۔

(۴)

بردار دلم از تن تا صید کنم جاں را
شہباز ہمایوں را کرکس نتواں گفتن
ترجمہ: اگر میرے دل کو تن سے جدا کر دے تو میں جان قربان کر دوں کہ جو ہمایوں شہباز ہے
اُس کو کرکس نہیں کہا جاسکتا۔

(۵)

بیار لب لعلت بر بستر خون خنجر
بالین غریباں را اطلس نتوان گفتن

ترجمہ: تیرے سرخ لبوں کا بیار خون کے بستر پر سوتا ہے غریبوں کے تکیے کو اطلس تو کہا نہیں جاسکتا۔

(۶)

سر غم عشقش را با خلق معین کم گوے
احوال سلاطین را با کس نتوان گفتن

ترجمہ: اے معین اُس کے غم کے راز عام لوگوں کے سامنے کم بیان کر کیونکہ بادشاہوں کی باتیں ہر ایرے غیرے سے تو کی نہیں جاسکتیں۔

(۹۱) غزل

(۱)

از پس پردہ جمالی می نماید کیست آن
آنکہ یک یک پردہ از رخ میکشاید کیست آن

ترجمہ: وہ کون ہے جو پردے کے پیچھے سے اپنا جمال جلوہ دکھا رہا ہے۔ وہ کہ جو ایک ایک پردہ اپنے رخ سے اٹھاتا ہے وہ کون ہے۔

(۲)

تا کیے چوں احوال جنی لباس مختلف
آنکہ ہر دم در لباس می نماید کیست آن

ترجمہ: بھینگی نظر والے لوگوں کی طرح کب تک مختلف لباس میں اُس کو تو دیکھے گا وہ کہ ہر لباس میں نظر آتا ہے وہ کون ہے۔

(۳)

جام می برکف نہادہ عکس خود دیدہ دریاں
ہر زماں در بادہ مستی میغزاید کیست آن

ترجمہ: اپنے ہاتھ میں جام پکڑ کر اس کے اندر اپنا ہی عکس دیکھا ہے۔ وہ جو بادہ مستی کی خواہش کو ہر لمحہ بڑھاتے چلا جا رہا ہے وہ کون ہے۔

(۴)

من یقین وانم کہ بیرونست یا راز ششجہت
آنکہ ہر دم از در دیگر در آید کیست آن

ترجمہ: مجھے یقینی طور پر معلوم ہے کہ میرا محبوب شش جہات (کائنات کی وسعتوں) سے ماورا ہے کہ جوت نئے راستوں سے ظاہر آتا ہے وہ کون ہے۔

(۵)

در مقام خانہ عشق از متائی ہر دو کون
ہر چہ دید اندر کف دل میر باید کیست آن

ترجمہ: عشق کے گھر میں دونوں جہاں کی پونجی جس کے پاس دیکھی اُس کو اچک لیا اور وہ اچک لینے والا کون ہے۔

(۶)

گر تدارم ویچ اما عاشق آن دلبرم
گو دہم عاشقاں راہر چہ باید کیست آن

ترجمہ: میں اگر چہ غریب: مفلس ہوں مگر اپنے محبوب کا عاشق ہوں عاشقوں کو جو درکار ہوتا ہے وہ دیتا ہے وہ دینے والا کون ہے۔

(۷)

چوں نگیرد ظلمت غم ساخت دل شام ہجر
آن مجھے کز برج جاں تا کہ بر آید کیست آن

ترجمہ: جب شام ہجر میں دل کی وسعتوں پر غم کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو اچانک جان کے افق پر سے ایک چاند نکل آتا ہے وہ کون ہے؟

(۸)

گل یہ تخت ناز و شمت خوردہ گیری میکند
بلبل کا بجا زباں درہم نہاید کیست آں
ترجمہ: وہ گل ناز و شمت کے تخت پر نکتہ چینی کرتا ہے وہ بلبل کونسا ہے جو یہ سب کچھ دیکھتا ہے
مگرم مارنے کی جرأت نہیں۔

(۹)

گر بصورت ہجو بلبل محو گل گشتہ معین
آنکہ در گلزار معنی می سراید کیست ایں
ترجمہ: معین اس سے محبوب میں بلبل کی طرح محو ہے لیکن وہ جو کہ گلزار معنی میں چہماتا ہے وہ
کون ہے؟

غزل (۹۲)

(۱)

میدہ بولے ندانم تا کدایے بوست ایں
بوی عشقت اینکہ می آید ز سوائے دوست ایں
ترجمہ: ایک خوشبو پھوٹ رہی ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں سے آرہی ہے (میرا خیال
ہے) یہ خوشبو تیرے ہی عشق کی ہے جو آرہی ہے۔

(۲)

جان چو بولیش بشنود بدخود بدرد پیرہن
روح پاکست ایں نمیکند پوست ایں
ترجمہ: جب جان اس کی خوشبو کو پاتی ہے تو اپنا پیرہن تار تار کر دیتی ہے یہ پاک روح اپنے
بدن کے اندر چھپی نہیں رہ سکتی۔

(۳)

بچہ نورست اینکہ جاں چوں ذرہ سرگردان اوست
آفتاب ایں نور کے دارد جمال دوست ایں

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: یہ کون سا نور ہے جس کے لیے جان زور کی طرح سرگرداں ہے میرے دوست کا
جمال ایسا ہے کہ آفتاب میں بھی اسکی روشنی نہیں ہے۔

(۴)

ایں ہاں جانت کوراہر طرف میجست دل
کیں زماں لب بر لبم جہادہ رو و بر دوست ایں
ترجمہ: یہ وہی جان ہے کہ دل جس کی جستجو میں ادھر ادھر بھاگتا پھرتا تھا۔ اب یہ صورت حال
ہے کہ وہ میرے لب پر لب رکھے میرے دہرو ہے۔

(۵)

بر دل عاشق زہد ہر لحظہ عشقش نشتری
زخم آں نشتر میں بگر چہ خوش دا دوست ایں
ترجمہ: عاشق کے دل پر اس (محبوب) کا عشق ہر لحظہ نشتر لگا رہا ہے۔ اس نشتر کا زخم مت
دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ دوا کیا عمدہ ہے۔

(۶)

دل کہ بر خواں وصال دوست بنسیند کراست
خام سوری دارم امازاں سگان کوست ایں
ترجمہ: وہ دل کون سا ہے جو محبوب کے دستر خوان وصال پہ بیٹھا ہے مجھے بھی خوشی کی امید ہے
کہ یہ دل ہی اس گلی کا کتا ہے۔

(۷)

بادہ ہو چوں ہیا ہو ریخت بر جاں معین
از دلش تا عرش صد جانفرہ یا دوست ایں
ترجمہ: جب ہو کی شراب معین کی جان پر ڈالی تو اس کے دل سے عرش تک ہو کا نعرہ مستانہ
گوں گزشتہ۔

غزل (۹۳)

(۱)

تن میاں خلق و جاں نزد خداوند جہاں
تن گرفتار زمیں و روح در ہفت آسماں
ترجمہ: تن خلق جہاں کے درمیاں ہے اور جان خدائے دو جہاں کے حضور ہے۔ جسم گرفتار
زمین میں ہے (دنیاوی لذتوں کا طلب گار) اور روح ہفت آسماں میں مگن ہے۔

(۲)

تن نشانہ گشتہ تیر حادثات دہر را
روح اندر خلوت خاص از دو عالم نشاں
ترجمہ: میرا تن حادثات زمانہ کے تیروں کا نشانہ بن گیا ہے (اور) روح انتہائی خاص خلوت
میں ہے جبکہ زمانہ اس کے نام و نشان سے بھی بے خبر ہے۔

(۳)

گوہری در خاتمی ی بودیک قرنی قریں
شد جدا از خاتم و آسخت ہم با اصل دکان
ترجمہ: یہ گویا ایک نگینہ تھا جو ایک قرن تک اس میں موجود رہا پھر وہ نگینہ خاتم سے جدا ہو کر
اپنے اصل اور کان سے واصل ہو گیا۔

(۴)

قطرہ برداشت ابر قدرت از دریائے جود
یاز آں قطرہ بدریافت شد ہر رنگ آں
ترجمہ: قدرت نے رحمت کے دریا سے ایک قطرہ گر لیا پھر وہ قطرہ واپس دریا میں آن گرا
تو دریا کے ساتھ دریا ہو گیا۔ (اُس کے رنگ میں رنگا گیا)

(۵)

قطرہ راگر ابر از دریا نبردی در ہوا
در شہوار از کجا بودی بگوش مہوشاں

ترجمہ: اگر بادل دریا میں سے پانی کا ایک قطرہ اٹھا کر نہ لے جاتے تو یہ شہوار موتی مہوشوں کے کان میں کہاں سے آتے۔

(۶)

گوہری آورد در بازار ادعالم در فروخت
ہم بخود دلال گشت و خود خریدار خود نہاں
ترجمہ: پھر خود ہی اُس گوہر کو دنیا کے بازار میں فروخت کر دیا۔ اور خود ہی (چھپ چھپا کر)
دلال بن کر اُس کو بکوا یا اور خود ہی درپردہ خریدار بن گیا۔

(۷)

از پس پردہ معین نگر کہ از سلطان غیب
عشق خود با خود ہے نازد نام عاشقان
ترجمہ: اے معین پردے کے پیچھے سے دیکھ کہ وہ سلطان غیب خود ہی اپنی ہی زبان سے
عاشقوں کے نام سے عشق کر رہا ہے۔

غزل (۹۴)

(۱)

آتش عشق تو در جان من افتاد کنوں
رفت آرام و قرارم ہمہ برباد کنوں
ترجمہ: عشق کی آگ میری جان میں جل اٹھی ہے اور اس نے میرا چین و قرار سب کچھ برباد
کر ڈالا ہے۔

(۲)

آنکہ بر رگ جاں زخم تو خوردم چوں چنگ
چہ عجب گر کنم از دست تو فریاد کنوں
ترجمہ: باد جو دیکہ میں چنگ کی طرح ہر رگ جاں پر تیرا زخم کھاتا ہوں۔ تعجب کی بات کیا
ہے اگر میں تیرے ہاتھ سے فریاد کروں۔

(۳)

گرچہ دل درخم چو گان بلا افتاد مست
بہر تحمل چہ توان کرد جو قتاد کنوں
ترجمہ: اگرچہ دل چو گان کھیلنے والی کھوٹی میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ اب اگر پھنس ہی گیا ہے تو
حوصلہ و صبر کے علاوہ اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔

(۴)

شاہ عشق آمد و شہر دل من ویراں کرد
لیک صد گنج مہر زادیہ بہادر کنوں
ترجمہ: شاہ عشق آیا اور اس نے میرے دل کے شہر کو ویران کر ڈالا۔ لیکن اس ویرانے کے
ہر گوشہ میں سینکڑوں خزانے چھپا دیئے۔

(۵)

خلق گویند کہ ایں شہر چرا ویراں شد
واہ کہ ویراں نشد ایں بلکہ شد آباد کنوں
ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ یہ شہر دل ویران کیوں ہو گیا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے وہ تو ویران نہیں
ہوا بلکہ (عشق کے دم سے) آباد ہوا ہے۔

(۶)

مدتے بست زنداں طبیعت بودم
دست غیب آمد و بندم ہمہ بکشاد کنوں
ترجمہ: میں ایک مدت سے زندانِ طبیعت میں بند تھا۔ ایک غیبی ہاتھ آیا اور میرے سارے
بند (زنجیریں) کھول دیئے۔

(۷)

ساقی بزم خدائی در میخانہ کشاد
صد ہزاراں خم خمخانہ بمن داد کنوں

ترجمہ: وحدت کی بزم کے ساقی نے مے خانے کا دروازہ کھول دیا ہے اور اس مے خانے سے ہزاروں جام مجھے عطا کر دیئے۔

(۸)

تا رہن ساقی ما پرده عزت برداشت
طور ہستی مرا کند ز بنیاد کنوں

ترجمہ: جب میرے ساقی نے اپنے چہرے سے پردہ سر کا یا ہے تو میری زندگی کے کوہ طور کو بنیاد سے ہی اکھاڑ دیا ہے۔

(۹)

آہمہ بادہ کہ از جام صفا خوردہ معین
ہیچاں از طلب خویش نہ استاد کنوں

ترجمہ: معین نے جام صفا سے جو ساری شراب نوش کی ہے پھر بھی وہ خودی کی طالب سے اب تک باز نہ آیا۔

غزل (۹۵)

(۱)

من نہ آں رندم کہ ازی سرگراں خواہم خدن
گر نمی لب بر لبم مست آں رماں خواہم خدن

ترجمہ: میں وہ رند نہیں ہوں کہ شراب پی کر بے خود دست ہو جاؤں لیکن جب تو مجھے اپنے لب میرے لب پر رکھ دے تو اسی لمحے مست الٹ ہو جاؤں گا۔

(۲)

حالی باری چوں نے دم در کشیدم در فراق
چوں بست بوسم من آندم در فغاں خواہم شدن

ترجمہ: (۲) میں بانسری کی مانند ہجر و فراق میں اس وقت آہ و زاری کر رہا ہوں جب تیرے لبوں کا بوسہ لوں گا تو اس وقت فغاں بلند ہوگی۔

(۳)

ایں زماں مستم زمن از غمزہ ساقی پیرس
چوں شوم ہشیار در شرح و بیاں خواہم شدن
ترجمہ: میں اس وقت مست ہوں مجھ سے غمزہ ساقی کے بارے میں مت پوچھ جب ہوش
میں آؤں گا تو پھر اُس وقت شرح و بیان کروں گا۔

(۴)

من ہمیکستم چو ینم گویش احوال خویش
من چہ دانستم کہ آنکہ بے زباں خواہم شدن
ترجمہ: میں کہتا تھا کہ جب اُس کو دیکھوں گا اس وقت اپنا حال بیان کروں گا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ
اُس کو دیکھ کر میں گنگ ہو جاؤں گا۔

(۵)

زور قم شد عرق و با بحر آشنای مشکل است
یا رب از گرداب حیرت برکراں خواہم شدن
ترجمہ: سمندر سے دوستی مشکل بات ہے کشتی غرق ہو گئی ہے یا رب اس حیرانوں کے
گرداب سے کب نجات ملے گی۔

(۶)

بے نشان مستم من اندر بختن آں بے نشان
عاقبت در بے نشانے بے نشان خواہم شدن
ترجمہ: اُس بے نشان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں خود بے نشان ہو گیا ہوں۔ عاقبت میں
جب اُس بے نشان کے ساتھ جالوں گا تو میں بھی اس کے رنگ میں رنگا جاؤں گا اور اُس
جیسا بے نشان ہو جاؤں گا۔

(۷)

گفتمش بہر تو تا کی در جہاں خواہم دوید
در طلب تا چند نزد ایں و آن خواہم شدن

ترجمہ: (۷) میں نے اُس سے پوچھا کہ میں اس دنیا میں تیری دید و طلب کے کارن کب تک بھٹکتا پھروں گا اور کب تک تیری جستجو میں وسائل تلاش کروں گا۔

(۸)

گفت زین دآں چہ جوری خود جوی زانکہ من
در سنت چوں جاں زبیدائی نہاں خواہم شدن
ترجمہ: اُس نے کہا! ادھر ادھر کیا تلاش کرتا ہے خود اپنے وجود میں دیکھ کہ میں تیرے جسم میں
اس طرح پوشیدہ ہوں جیسے جسم میں جاں

(۹)

آئینہ ہستی خود مستقلے میزان کہ من
گرچہ بے نام ولے آخر عیاں خواہم شدن
ترجمہ: اپنی ہستی کے شیشے کو مکمل طور پر مستقل کر میں اگرچہ پوشیدہ ہوں لیکن اس آئینہ میں ظاہر
ہو جاؤں گا۔

(۱۰)

زاہد از من صلاح و عافیت دیگر مجوی
زانکہ من در عشق رسوائی جہاں خواہم شدن
ترجمہ: اے زاہد مجھ سے صلاح اور عافیت طلب کر اس لیے کہ اب میں عشق میں رسوائے
جہاں ہو جاؤں گا۔

(۱۱)

گر امید دیدنش بنود من از کجنج جیم
واللہ از ہر سو غلد جتاں خواہم شدن
ترجمہ: اگر محبوب کے دیدار کی امید نہ بھی ہو تو اس گنج جیم سے کل کر خدا کی قسم جنت کی
طرف کیوں جاتا۔

(۱۲)

از مضیق کن فکام کے بود دانے عبور
آں زماں کاندہ فضاے لامکاں خواہم شدن
ترجمہ: اس کن فکاں کے تنگ مکان سے مجھے کب نکلنا ملے گا تجھے بتاؤں اُس وقت جبکہ میں
فضائے لامکاں میں داخل ہو جاؤں گا۔

(۶)

نقد کو عینم بکف گردیت برد امان جاں
آستیں افشاں بردوں زیں خاکداں خواہم شدن
ترجمہ: (۶) میری جان کے دامن میں دو جگہ کی متاع بندگی ہے۔ میں ہاتھ جھاڑ کر اس
خاکدان سے آگے نکل جانا چاہوں گا۔

(۷)

ذره حاکم ولے باہر دارم دوستی
پائے کوباں تا فراز آسماں خواہم شدن
ترجمہ: (۷) میں خاک کا ایک ذرہ ہوں مگر سورج کے ساتھ میری دوستی ہے میری خواہش
ہے کہ میں تپتے قدموں کے ساتھ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاؤں۔

(۱۵)

از نَفَخْتِ فِیہ من رُوحی دمیدی در معین
لا جرم وچوں روح قدسی جملہ جاں خواہم شدن
ترجمہ: نَفَخْتِ فِیہ من رُوحی کہہ کر معین میں جان ڈالی ہے بیشک میں روح قدس کی طرح اب
سراپا جان بن جاؤں گا۔

غزل (۹۶)

(۱)

رسید یک نظر از شاہ و نواز بہمن
فتاد سایہ آں سرد سرفراز بہمن

ترجمہ: (۱) دلنواز محبوب کی جانب سے ایک نظر میری طرف آئی ہے اور میں اس سرد سر فراز کے سایہ میں آ گیا ہوں۔

(۲)

ہمای قدس کہ بودیم سایہ پرور او
ہزار شکر کہ افگند سایہ باز بہمن
ترجمہ: جہان قدس کا پرندہ ہما جس کے ہم سایہ پرور تھے خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایک بار
پھر میرے اوپر سایہ ڈال دیا ہے۔

(۳)

دل چہ قاتر از آسیب روزگار شود
رسد ز فیض تو مدد گوئد اعترا ز بہمن
ترجمہ: (۳) میرا دل اگر زمانے کے آسیب کے سائے میں آ جائے گا تو تیرے فیض سے مجھ
کو فرحت و شادمانی حاصل ہوگی۔

(۴)

مرا کہ پایہ جاسیت فوق نہ طارم
ز خدمت تو رسیدت اعترا ز بہمن
ترجمہ: میں کہ میرا مقام تو آسمانوں سے بلند ہے میں نے تیری خدمت کی ادویوں مجھے اعلیٰ
درجات نصیب ہوئے۔

(۵)

زمین دولت سلطان عاقبت محمود
اگر رسد چہ عجب منصب ایاز بہمن
ترجمہ: نیک انجام سلطان کی دولت کی برکت سے اگر مجھے بھی ایسا منصب مل جائے تو
تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔

(۶)

چو رو بعالم غیب آدرم باستقبال
عراس فلک آید پیش باز بمن

ترجمہ: جب میں عالم غیب کی طرف متوجہ ہوں گا۔ تو عروس ہائے فلک پھر میرے استقبال کو آئیں گی۔

(۷)

بگوئمت کہ بوقت ظہور نیر وجود
رموز عشق چہ گفتند الی راز بمن

ترجمہ: (اگر گو کہے تو) میں تجھے سنا دوں۔ کہ راز وجود کے ظہور کے وقت الی راز نے عشق کے کون کون سے رموز مجھ سے بیان کیے ہیں۔

(۸)

کہ نامقید قید وجوب و امکان
نیاز روئے تو دارد چنانکہ ناز بمن

ترجمہ: تو جب تک وجوب و امکان کا قیدی ہے نیاز تجھ سے اس طرح رہے گا جیسا کہ میرے ساتھ ناز وابستہ ہے۔

(۹)

چگونہ سود توایں بردازاں : دکان کہ درد
قناعت است بمشغال و حرص و آرزوین

ترجمہ: درد کی اس دکان سے کس طرح کوئی منافع حاصل کر سکتا ہے جہاں خواہشات اور لالچ تو بہت ہو مگر صبر نام کی شے کم ہو۔

(۱۰)

نشستہ خنجرم تاکہ پردہ دار جلال
بدست غیب کشاید در فراز بمن

ترجمہ: (۱۰) میں مختصر کھڑا ہوں کہ جلال کا پردہ وار اپنے بھی ہاتھوں سے میرے بند
دروازے کو کھول دے۔

(۱۱)

درد و زنگ تن از جانِ جاں کند جلوہ
حقیقت تو در آئینہ مجاز بمن
ترجمہ: (۱۱) اپنے تن پر لگا زنگ صاف کر دیا ہے تاکہ جلوہ نما ہو سکے تیری حقیقت میرے مجاز
کے آئینہ ہے۔

(۱۲)

وقاز مر چہ جوئم کہ ہر نفس کہ زوم
چناں برفت کہ دیگر نہ گشت باز بمن
ترجمہ: میں مر سے وفا کیسے مانگوں جو سانس نکل گیا وہ ایسا گیا کہ دوبارہ کسی صورت واپس
نہیں آئے گا۔

(۱۳)

بہر دے قدے میزنم دلے چکنم
کہ عمر کوتاہ در میشود در از بمن
ترجمہ: (۱۳) میں جو لہو بہ لہو چند قدم چلتا ہوں اے میرے دل تو بھلا کیا ہوتا ہے۔ عمر چھوٹی
ہے اور محبت کا راستہ بہت طویل ہے۔

(۱۴)

متاع جان و جہاں برد بشدر غم
در غمیت بیاید ترک و تا ز بمن
ترجمہ: جان اور جہان کی ساری متاع لٹ گئی میں غم سے حیران و پریشان ہوں اب تو میری
ترک و تار کے لیے دوسرا غم ہی درکار ہے۔

(۱۵)

ہر آنچہ سوخت بسازد چشیں شنید ستم
ایا سپہر کہ سے سوزیم بساز بہمن
ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ جو جل جائے گا اس سے موافقت ہوگئی کیا آسمان اسی طرح مجھ کو
جلا کر مجھ سے موافقت کرے گا۔

(۱۶)

بود کہ ختم سعادت کند بخود واجب
چنانکہ فاتحہ در فتح ہر نماز بہمن
ترجمہ: ممکن ہے کہ واجب اسی طرح خود سعادت کو پایہ تکمیل پر پہنچا دے جس طرح ہر نماز
میں سورہ فاتحہ سے مجھے فتح کشادگی حاصل ہوتی ہے۔

(۱۷)

سپہر باتو نساہ معین تو رو بحق آر
مگر کند نظری لطف کار ساز بہمن
ترجمہ: اے معین آسمان تیرے موافق نہیں۔ اپنا رخ خدا کی جانب موڑ لے۔ ہو سکتا ہے وہ
اپنے خاص لطف سے تجھ پر نظر کرم ڈال دے۔

غزل (۹۸)

(۱)

من شراب عشق را پیانہ ام اے عاشقاں
آں پری را دیدم و دیوانہ ام اے عاشقاں
ترجمہ: (۱) اے عاشقو! میں شراب عشق کا ایک جام ہوں۔ میں نے اُس پری (محبوب) کو
جب دیکھا تو اُس کا دیوانہ ہو گیا۔

(۲)

زاں نسوں کاں لب بگو شمع خواند در روز ازل
در زبانہا تا ابد افسانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۲) وہ فسوں جو اُن جادو گریوں نے پہلے روز میرے کان میں دی اس کے سبب اب تک (اے چاہنے والو) خلق کی زبانوں پر میرا ہی تذکرہ رہے گا۔

(۳)

گفتش بنمای رخ گفتا کہ دیدار مرا
دیدہ باید ورنہ من نہ پنہاں نہ ام اے عاشقاں
ترجمہ: (۳) میں نے اُس سے کہا کہ مجھے اپنا دیدار دکھا۔ کہنے لگا مجھے دیکھنے کے لیے آنکھیں
درکار ہیں اے عاشقو میں پنہاں کہاں ہوں۔

(۴)

من چو حسن نگر اندر چہرہ بت دیدہ ام
بعد ازیں سر بر در بتخانہ ام اے عاشقاں
ترجمہ: میں نے بت میں بت گر کا چہرہ دیکھا ہے پس اب تو میرا سرا اسی بت خانے کے در
پر اے عاشقو رہے گا۔

(۵)

جذبہ نور جمالش میکشد سوئے خودم
گوینا او شمع دمن پردانہ ام اے عاشقاں
ترجمہ: اس کے نور جمال کا جذبہ مجھے خود ہی اپنی جانب کھینچتا (متوجہ کرتا) ہے جیسے کہ وہ شمع
اور میں اس کا پردانہ ہوں۔

(۶)

اندریں کاشانہ ویرانہ کے منزل کنم
من کہ باشاہ جہاں بتخانہ ام اے عاشقاں
ترجمہ: (۶) میں کب تک اس دنیا کے ویرانے میں رہ سکتا ہوں۔ میں کہ شاہ جہاں (اللہ
تعالیٰ) کا ہم نشین ہوں (اسی کے ساتھ اسی گھر میں رہتا ہوں)

(۷)

بادل اشکتہ گفتم تو کیا و او کیا
گفت او گنج ست دمن ویرانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۷) میں نے اپنے شکستہ دل سے کہا کہ کہاں تو اور کہاں وہ کہنے لگا کہ میں ویرانہ ہوں اور وہ خزانہ ہے جو ویرانہ میں ہوتا ہے۔

(۸)

تن چو بحر و دل صدف دلبر چوں دُر پنداشتیم
نی کہ او بحرست دمن و روانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: تن ایک سمندر و دل پتلی اور محبوب اس میں چھپے ہوئے موتی کی طرح ہے نہیں بلکہ وہ دوست بہر ہے اور میں اُس بحر میں دردانہ کی طرح ہے۔

(۹)

تا تم دل گشت و دل جاں گشت دجاں جانانہ شد
نی تنم نی دل نہ جان جانانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: جب سے میرا جسم دل اور دل جان اور جان جانانہ بنا ہے تب سے اے عاشقو نہ تن ہے نہ جسم ہے اور نہ وہ محبوب ہے۔

(۱۰)

گرمیان و ساقی صد ہزاراں پردہ است
میدراند نعرہ مستانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۱۰) اگرچہ ساقی اور محبوب کے درمیان ہزاروں پردے حائل ہیں لیکن میں ایک نعرہ مستانہ لگاؤں اور سارے پردے چاک کر دوں اے چاہنے والو!

(۱۱)

تا معین گشت آشنا بایار خود ایدوستان
من دگر اندر میاں بیگانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۱۱) جب شاہ معین اکے دوستو! محبوب کا یار بن گیا تو دوسرے غیر لوگوں سے بیگانہ ہو گیا ہوں۔

غزل (۹۹)

(۱)

تن چو از خاکست او را خاک می باید شدن

جان ر افلاک ست بر افلاک می باید شدن

ترجمہ: (۱) چونکہ تیرا تن خاک سے وجود میں آیا ہے اس لیے اسے خاک ہی میں سہانا ہے اور جان (روح) اس میں افلاک سے آکر شامل ہوئی تھی اس لیے روح کو آسمانوں ہی کو (واپس) چلے جانا ہے۔

(۲)

گر تو خوائی در نہ در آتش بیاید سو خشن

چوں زر منشوش کورا پاک می باید شدن

ترجمہ: اگر تو چاہے یا تو اور بات ہے در نہ آگ میں جلنا چاہیے کھوٹے سونے کی طرح اس کو بالکل جلا دینا ہی خوب ہے۔

(۳)

در طریق عشق دادی ہاست کا اندر قطع آں

کاٹے کی میواں چالاک می باید شدن

ترجمہ: (۳) عشق کی راہ میں کئی اجازتیں ہیں بچ کے گزر۔ اس عمل میں سستی کام نہیں آتی بلکہ ہوشیار اور چست بننا چاہیے۔

(۴)

ایدل از تیر قضا تا کی تو اس کردن حذر

ہچو صیدت بست فتراک می باید شدن

ترجمہ: اسے دل تجھ میں قضا کے تیرے بچنے کی کہاں طاقت رکھتا ہے تجھ کو تو حید کی طرح شکار

بند سے بستہ رہتا چاہیے۔

(۵)

گر عروج جاں معینی بایت بر نہ فلک
در رکاب خواجہ لولاک می باید شدن
ترجمہ: (۵) اے معین! اگر تو اپنی روح کو آسمان کی بلندیوں تک لے جانا چاہتا ہے تو پھر
حضرت رسول اکرمؐ کے رکاب کو تمام لے۔ اُن کے لڑکے جا۔

غزل (۱۰۰)

(۱)

چشمہ سار دل کہ شد مجوب خر سنگ بدن
تیشہ بردار و این خر سنگ را در ہم شکن
ترجمہ: دل کا چشمہ سار جو بدن کے بڑے پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے تو تیشہ پکڑ اور اس بڑے
پتھر کو توڑ پھوڑ دے (تاکہ یہ پوشیدہ چشمہ پھوٹ نکلے)۔

(۲)

آب حیوانیت اندر خلقت ہستی تو
ماہی شو خویش را در آپ حیوانی شکن
ترجمہ: تیری اپنی ہستی کے اندر میرے میں آب حیواں موجود ہے۔ تُو خود کو مچھلی بنا کر اس آب
حیوانی میں اپنے آپ کو ڈال دے۔

(۳)

وہ چہ سوزست اینکہ ماہی میطہ از بہر آب
باوجود آنکہ دارد در دل دریا شکن
ترجمہ: اس مچھلی کا سوز بھی کیا سوز ہے جو پانی کے لیے تڑپ رہی ہے باوجود اس کے دل میں
دریا شکن سمندر موجود ہے۔

(۳)

گرچہ مانی بر سر تاپہ بسوزم جای آتست
زیں ہمہ آتش کہ افتادست اندر جان من
ترجمہ: اگر میں پھلی کی طرح توڑے میں جلوں تو روا ہے اس آگ کی بدولت جو میرے دل
میں لگی ہے۔

(۵)

دل مرا در سینہ میسوزد ہمہ شب تا بروز
ز آتش ہجرانش چوں شمع کی سوزد در لگن
ترجمہ: میرا دل رات سے دن ہونے تک سینے کے اندر جلتا رہتا ہے جیسے اُس (محبوب) کے
ہجر کی آگ میں شمع جلتی اور جل کے فنا ہو جاتی ہے۔

(۶)

لیک چوں شمع کی بر بالین پیاراں بود
نی چو آں شمع فروزاں در میاں انجمن
ترجمہ: تو اُس شمع کی مانند جل جو (عشق کے ماروں) پیاروں کے سرہانے جلتی ہے نہ کہ اُس
شمع کی طرح جو انجمن میں روشن ہوتی ہے۔

(۷)

بلبل جانم کہ سے تالہ بدام آب و گل
نوحہ غم کی سراپد بہر مرغان چمن
ترجمہ: (۷) میری روح کا بلبل اس وجود کے جال میں پھنسا آہ و زاری کرتا رہا ہے وہ
دوسرے مرغان چمن کے لیے نوحہ غم سنا رہا ہے۔

(۸)

چوں زباغ وصل آمد سوی زندان فراق
جای آں دارد کہ تالہ از پی حب وطن

ترجمہ: اس کا یہ رونا ہے وجہ نہیں کہ ہارغ و مل سے زمان فراق کو بھیج دیا گیا ہے اب وہ وطن کی محبت میں اگر روئے تو کچھ بچائیں۔

(۹)

بلبل تا چند می نالی دریں مجلس سرائے
قوت از بازوی حق جوئی نفس درہم شکن
ترجمہ: اے بلبل تو اس مجلس میں کب تک آؤ و نفاں کرے گا تو اپنی بازوئے حق سے تلاش کر
اور اس نفس کو تو زدے۔

(۱۰)

محنت ہجراں بہ یعقوب از ز ہجرا ہن رسید
عاقبت ہم مژدہ و صلش رسید از ہجرا ہن
ترجمہ: جدائی کی مصیبت حضرت یعقوبؑ کو ہجرا ہن دریدہ ہی سے پہنچی تھی آخر اسی لباس کا
ملتا ہی اس کے وصال (ملاقات) کی خوشخبری بھی بنا۔

(۱۱)

چوں تو مرأت خدائے ہر چہ ہست از خیر و شر
اندریں آئینہ می بین و بدیش دم حزن
ترجمہ: (۱۱) جب تو خدا کا آئینہ ہے تو ہر نیکی ہی اس شے میں دیکھ (مگر خیال رکھ) اس کو
دیکھ کر دم مت مار۔

(۱۲)

چوں دل مسکین معین آئینہ تست اے کریم
آئینہ خود را صنعائے وہ نور خوشن
ترجمہ: (۱۲) اے رب کریم جب بے چارے معین کا دل تیرا آئینہ ہے تو پھر اپنے نور سے
اپنے اس شے کو روشن فرما۔

رویف ”و“

غزل (۱۰۱)

(۱)

ای صدائے بلبلوں در سخن بستان حمد تو
وی نوائے مرغ جاں در باغ ایمان حمد تو

ترجمہ: بلبلوں کے چمن بوستان میں نغمے الٹی تیرے لیے ہیں اور ایمان کے باغ میں میری
جان کا پٹھمی بھی تیری ہی حمد و ثنا کے نغمے گاتا ہے۔

(۲)

تاب خورشید شہود افتاد در قمر وجود
گفت ذرات جہاں پیدا و پنہاں حمد تو

ترجمہ: تیرے جگمگاتے شہودی سورج کی کرنیں میرے وجود میں جلوہ فگن ہیں۔ دنیا کے
ذرات در پردہ اور بے پردہ تیری ہی حمد بیان کرتے ہیں۔

(۳)

قرعہ قسمت دریاں روزے کہ ی اندر اہل
نعت آمد قسم جسم و قسمت جاں حمد تو

ترجمہ: مقدور کا قرعہ ازل میں جب ڈالا گیا تو ہر جسم کو نعمتوں سے نصیب ملا اور جان کے حصے
میں تیری حمد آئی۔

(۴)

مشکل از فکر ہمیں نعت ہر دوں آیم کہ چوں
بر زبان قاصر من گشت آساں حمد تو

ترجمہ: (۴) میرے حصے میں جو قسمت سے نعت آئی ہے میرے لیے اس کا شکر ادا کرنا
مشکل ہے میری زبان اس سے قاصر ہے مگر تیری حمد آسان ہے۔

(۵)

گر نبودی حمد معراجِ قصرِ قربت

کے شدی سرودِ اختر الفاظِ قرآنِ حمد تو

ترجمہ: تیری قربت کے قصر کے لیے حمد زباں کا کام دیتی ہے یہی بات ہے کہ قرآن حکیم کا آغاز تیری حمد ہی سے ہوا ہے۔

(۶)

حامداں گر عرشِ را در مدحِ فرشِ رہ کنند

زاوجِ عزتِ پایہِ ناید بیایاں حمد تو

ترجمہ: (۶) تیری تعریف کرنے والے اگر مدح میں عرش کو فرشِ راہ بنادیں تب بھی عزت کی بلندی کے مرتبہ سے تیری حمد اختتام نہ پاسکے۔

(۷)

مگ شمسکیں معینِ ہم خود ثنائے خود گو

بہتر آں باشد کہ من گویم بد نیساں حمد تو

ترجمہ: بے چارہ معینِ خاموش ہو گیا وہ تیری صفت خود کیا بیان کرے بہتر ہے کہ تو خود اپنی حمد بیان کر کہ میں اس طرح تیری حمد کب کر سکتا ہوں۔

غزل (۱۰۲)

(۱)

من نمیگویم انا الحق یار میگوید

چوں گویم چوں مرا دیدار میگوید بگو

ترجمہ: (۱) میں انا الحق کب کہہ رہا ہوں میرا محبوب مجھے کہتا ہے کہ تو یہ کہہ۔ پھر بتاؤ کہ جب وہ دلدار کہہ رہا ہے تو کس طرح نہ کہوں

(۲)

ہر چہ میگفتی بمن ہر بار میگفتی بگو

من نمیدانم چرا این بار میگوید بگو

ترجمہ: وہ جو کچھ مجھ سے جتنی بار کہتا ہے تاکید ہوئی کہ مت کہنا اب نہیں معلوم کہ اس بار اس نے کیوں کہا کہ کہہ دو

(۳)

آنچه نتوان گفتن اندر صومعه با زاهدان
بی تماشای سر بازار میگوید بگو
ترجمہ: وہ بات جو عبادت گاہ کے اندر بھی پرہیزگار لوگوں سے نہیں کہہ سکتے۔ وہ (محبوب)
مجھے کہتا ہے کہ بے دھڑک سر بازار کہہ دو۔

(۴)

سر منصوری نہاں کردن نہ حد چوں من است
چوں کنم ہم ریسماں ہم دار میگوید بگو
ترجمہ: میں اپنے من کے اندر منصوری راز (انا الحق کا فلسفہ) چھپا کے رکھ نہیں سکتا تو جب
پھانسی کا سر خود بول رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بول تو پھر کیسے نہ بولوں۔

(۵)

گفتش رازیکہ کہ دارم با کہ گویم در جہاں
نیت محرم با در و دیوار میگوید بگو
ترجمہ: میں نے اُس سے کہا کہ اس جہاں میں راز حقیقت کس سے جا کے کہوں۔ میرا کوئی
محرم نہیں ہے تو وہ کہنے لگا کہ جا کے در و دیوار سے کہہ دے۔

(۶)

آتش عشق از درخت جان من برزد علم
ہرچہ با موسیٰ بگفت آں یار میگوید بگو
ترجمہ: میری جان کے درخت سے جب عشق کی آگ نے نمودار ہو گئی جو کچھ موسیٰ سے طور پر
کہا گیا تھا دوست کہتا ہے کہہ ہی کہو۔

(۷)

گفتش من چوں نیم درمن مردم میدے
من نخواہم گفتن این اسرار میگوید بگو

ترجمہ: میں نے کی طرح ہوں مجھ میں دمبدم دم کیوں بھر رہا ہے میں اسرار نہیں کہونگا لیکن
تقاضہ ہی کہہ دو۔

(۸)

اے صبا پرست کز ماچہ میگوید بد معنی
ایں دوئی را از میاں بردار میگوید بگو

ترجمہ: اے صبا اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ معین ہمارے بارے میں کیا کہتا ہے تو اس دوئی کو
درمیان سے اٹھا کر کہنا کہ وہ کہتا ہے کہ راز فاش کرو۔

غزل (۱۰۳)

(۱)

نور جلی میرسد اے طور دل صد پارہ شو
ایرغ جاں بخلن نفس زیں خاکداں آوارہ شو

ترجمہ: (۱) نور جلی ظاہر ہو رہا ہے اے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جا۔ اے میری روح کے پرندے
بدن کے اس پنجرے کو توڑ دے اور اس خاکداں سے نکل جا۔

(۲)

بہاد استاد ازل بنیاد این قصر ترا
بگذر نفس آب و گل حیراں آں گل کارہ شو

ترجمہ: مالک ازل نے تیرے اس گل کی بنیاد خود رکھی ہے۔ اس نقش آب و گل سے کنارہ کر جا
اور اس نقاش کی ذات پر حیراں ہو جا۔

(۳)

ایں ہفت کوب از فلک بر آب و گل باید دے
تو نور جان و دل طلب بالای ہفت ستارہ شو

ترجمہ: یہ سات سیارے اس دنیا پر آسمان سے تاباں ہیں تو دل و جان کا وہ نور (خدا سے مانگ) اور ان سب سیارگان سے بالا ہو جا۔

(۴)

خواہی خمارت کم شود ساقی طلب نہ جام سے
در ہم صکن خم و سیو اندر پی خمارہ شو
ترجمہ: (۴) اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا خمار کم ہو جائے تو جام سے کے بجائے ساقی کی طلب کر خم
سیو توڑ کر اس خمار بخشنے والے کی طلب کر

(۵)

در کوی بد نامی مرا پیوند شد با دلبرے
ایں خرقہ ناموس من گو صد ہزاراں پارہ شو
ترجمہ: میرا دل کو چہ بد نامی میں میرے دلبر نے لوٹ لیا اور میرے عزت و ناموس کا خرقہ صد
پارہ ہوتا ہے تو ہوا کرے۔

(۶)

گفتی چو بچارہ شوی آنکہ ترا چارہ کنم
واللہ کہ بچارہ شدم بچارہ گان را چارہ شو
ترجمہ: (۶) اُس نے مجھ سے کہا جب تو بے بس ہو جائے تو میرے پاس آ جانا میں تیرے
درد کا چارہ کروں گا۔ قسم خدا کی۔ میں بے چارہ ہو بے بس ہو گیا ہوں اب تو میرا چارہ کر ہو جا۔

(۷)

تا چند در مہد زمیں چوں کہ دکان باشی معین
برچیں بساط ما وطنی وارتہ از گہوارہ شو
ترجمہ: (۷) اے معین! زمین کی گود میں کب تک بچوں کی طرح روئے گا۔ اس آب و گل
کی بساط کو الٹ دے اور اس گہوارہ کو ترک کر دے۔

غزل (۱۰۴)

(۱)

آئینہ وجودم چوں گشت منظر تو
گرچہ بنود قابل خُدا خوب و در خور تو

ترجمہ: جب سے میرے وجود کا آئینہ تیرے منظروں کا عکاس ہوا ہے اگرچہ کہ اس قابل نہیں
تھا لیکن وہ خوب بن کر تیرے قابل بن گیا۔

(۲)

خورشید بودی و من آئینہ ز آہن
گشتم چو ماہ روشن اندر برآمد تو

ترجمہ: تو سورج ہے اور میں فولاد کا ایک شیشہ ہوں جب تیرے مقابل ہوا تو ایک چمکدار
چاند بن گیا۔

(۳)

ہر جا کہ رخ کشودم حسن تو میموم
ہر ذرہ از وجودم چوں گشت منظر تو

ترجمہ: میں جہر بھی اپنا رخ دکھاتا تو تیرا حسن ظاہر کرتا اس لیے کہ میرے وجود کے
ایک ایک ذرے میں تیرا ہی نور جھلکتا ہے۔

(۴)

گفتم ز خود خبر کن گفتار خود گذر کن
وانکہ بخود نظر کن تا کیست در بر تو

ترجمہ: میں نے کہا کہ اے دوست اپنی خبر دے اُس نے کہا کہ اپنے وجود سے گزر جا اور اپنی
ذات کے اندر جھانک کے دیکھنا کہ وہاں کون بیٹھا ہے۔

(۵)

بگذر معین ز کثرت اندر مقام وحدت
آں شاہ تاج عزت بہاد بر سر تو

ترجمہ: اے معین وحدت کے مقام میں کثرت سے گزر جا کہ اُس بادشاہ (مالکِ حقیقی) نے
تیرے سر پہ عزت کا تاج سجایا ہے۔

غزل (۱۰۵)

(۱)

بیاد یزیم آو اولے کی حرفی ز من بشو
زباں اسرار ماوچی کی طرزِ سخن بشنو

ترجمہ: او ادنیٰ کی محفل میں آ جا اور میری ایک بات آ کے سن اور اُس کے بعد ماوچی کے
رازوں سے ایک اندازِ کلام حاصل کر۔

(۲)

اگر اسرار وحدت را ز من باور نمیداری
تو گوش نہ ہوش خود بکشی و بی کام و زباں

ترجمہ: اگر میری زبان اسرار وحدت پر یقین نہیں آتا تو پھر خود اپنے گوش ہوش کھول اور بے
کام و دہن کے اُن کو سن

(۳)

بر آئین نور و علمت را ز رہ بردار کثرت را
پس آنگہ سر وحدت را تو ہم از خویش متن بشنو

ترجمہ: علمت کے اندھیروں سے نکل اور کثرت کو راستہ سے اٹھا ڈال جہاں توحید کے راز
اپنے وجود کے اندر سے تو سن لے گا۔

(۴)

نیاز عاشقاں و نیاز معشوقاں چہ مہری
زباں چوں سوسن گل است از مرغ چمن بشنو

ترجمہ: عاشقوں کے نیاز اور محبوب کا نیاز و انداز تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے میری تو زبان گل
ہو چکی ہے (بہتر ہے) تو یہ بات باغ کے پرندے سے سن لے۔

(۵)

گہی کز شوق می تالم خبر کی دارم از عالم
رخنی بر خاک می تالم کہ ای جاں در دتن بشنو
ترجمہ: اگر کبھی میں شوق میں ہی تالم و فریاد کروں تو دنیا کی مجھے خبر نہیں ہوئی بس میں خاک پر
اپنا رخسار ملتا ہوں کہ اے دوست درد دل دیکھ۔

(۶)

جوابی میر سد ہروم بگوں من ازاں عالم
کہ من راز تو بشنیدم تو اکتوں راز من بشنو
ترجمہ: (۶) آسمانوں سے ہر لحظہ میرے کان میں جواب آتا ہے کہ میں نے تیرا راز (نالہ
و فریاد) سن لیا ہے اب تو میرا راز سن لے۔

(۷)

معین درکش می باقی بن لب برب ساقی
پس انگہ درد مشاقی ازاں خوب ختن بشنو
ترجمہ: (۷) اے معین! ساقی کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کے شراب (وصل) پی لے۔
بس اُس کے بعد مشاقی کا درد اُس محبوب ختن سے سن۔

غزل (۱۰۶)

(۱)

نعلین زپا بفلک و بر عرش معلّا رو
آنجا کی جانبد بی جا شود آنجا رو
ترجمہ: اپنے پاؤں سے جوتا اتار پھینک اور عرش بریں پر پہنچ جا۔ اس مقام پر جہاں
مقام نہیں بے مقام ہو کر پہنچ جا۔

(۲)

اے قطرہ تو از بحرے ہر چند جدا افتے
گر سر بفلک سائے ہم جانب دریا رو

ترجمہ: اے قطرے اتیری ہستی دیا سے ہے اگر تو دیا سے الگ ہو بھی جائے اور اگر تو
آسمان ہی پر کیوں نہ پہنچ جائے دریا ہی سے ملتا ہے۔

(۳)

مرغ دل ہر زاہد تا باغ جتاں پرد
اے دل تو ازاں بگذر پر قُبہ اعلیٰ رو
ترجمہ: زاہد کے دل کا پیچھی (زیادہ سے زیادہ) جنت تک پرواز کرتا ہے لیکن اے دل تو اس
مقام کو چھوڑ کر قُبہ اعلیٰ تک پہنچ جا۔

(۴)

ماتہ جمل تاکی ہر حدقی پری
چوں بال و پری داری ہر پر سو بالا رو
ترجمہ: تو گند خور کیڑے کی طرح کب تک ہر ناپاکی پر پہنچے گا اگر تیرے بال و پر سلامت ہیں
تو لامکاں کی دستوں میں پہنچ جا۔

(۵)

اے بے ادب مسکین ز افعال چہ میجوی
تعلیم خدا خواہی در کتب اسرار
ترجمہ: اے بے ادب بے چارے تو اپنے افعال سے کیا چاہتا ہے اگر خدا کی تعلیم چاہتا ہے تو
اللہ کے اسرار معنائی ناموں کے کتب میں داخل ہو۔

(۶)

گفتی کہ ہر راہ من پنهانست غمی یا بم
زالہ راہ کہ میدانی اندر دل شہارو
ترجمہ: میں نے جب اُس دوست سے کہا کہ میں تجھے دن میں نہیں پاسکا تو اُس نے کہا کہ
مجھے راتوں کے دل میں تلاش کر۔

(۷)

چوں جانب ما آئی ہم راہ برت ما نیم
ہمراہ مجو جڑا چوں میردی با مارو

ترجمہ: جب تو ہماری جانب آئے گا ہم تیرے راہبر ہیں اور اپنے ہمراہ سوائے میرے کسی اور کو نہ پا چلنا ہے تو میرے ساتھ رہو۔

(۸)

ایں قید حدوث از پا بردار معین یک یک
زاں راہ کہ رسیدتی ہم در پی خود وارد

ترجمہ: اے معین! اپنے پیروں میں سے یہ دنیا داری کی زنجیر اتار دے اور تو جس راہ سے تو آیا ہے اس راہ پر خود آزادانہ چل کر منزل پر پہنچ۔

غزل (۱۰۷)

(۱)

در آئینہ جانم بنمود خیال تو
بگسخت دل از عالم از شوق جمال تو

ترجمہ: میری جان کے آئینے میں تیرا خیال نمودار ہوا۔ تیرے حسن و جمال کے شوق میں یہ دل دنیا سے جہان سے بیگانہ ہو گیا۔

(۲)

من محنت ہجراں را امروز خریدارم
سرمایہ و سود من سودائے وصال تو

ترجمہ: میں آج ہجر کے سودے کا خریدار ہوں میرے نفع کا سرمایہ تیرے وصال کا سودا ہے۔

(۳)

ایوان مراد ما از عرش فزوں باشد
زاں سر صفت خود را مستقیم بیال تو

ترجمہ: میری مرادوں کا ایوانِ عرش سے بھی بلند تر ہے اسی لیے جھوٹی کی طرح ہم نے خود کو تیرے بازوؤں سے وابستہ کر لیا ہے۔

(۴)

از خون دل عاشقِ ی نوش بجائے مئے
در مذہبِ عشق آمد این یادہ حلال تو
ترجمہ: انگوری شراب کی بجائے عاشق کے دل کا خون نوش جاں کر (کیونکہ) مذہبِ عشق میں بھی شراب تیرے لئے حلال ہے۔

(۵)

ناقص نشود کامل ہرگز بکمال خود
بگذر زکمال خود انیست کمال تو
ترجمہ: کوئی ناقص جتنی مرضی محنت کر لے کبھی کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ تیرا کمال اس میں ہے کہ کمال سے گزر جا۔

(۶)

در صدر وصال آرند عشاق معینی را
وہ نیست روا با شد در صفت فعال تو
ترجمہ: عشاق وصال کے صدر مقام پر معین کو بٹھاتے ہیں لیکن اے معین تیرے لیے صفتِ فعال ہی میں بیٹھنا بہتر ہے۔

غزل (۱۰۸)

(۱)

از مطلع دل زد علم یک لمحہ از رخسار او
شد ذرہ ذرہ مستقیم در پردہ الوار او
ترجمہ: میرے مطلع دل سے اس کے رخسار کی ایک جلی صودا اس سے میری ہستی کا ذرہ ذرہ اس کے پردہ الوار میں آ گیا۔

(۲)

با آنکہ ذرات تم ہر یک ہزاراں دیدہ نقد
یک زرہ ہم دیدہ نقد از پرتو رخسار او
ترجمہ: میرے جسم کے ایک ایک ذرے سے ہزاروں آنکھیں پھوٹ پڑیں لیکن اُس کے پر
تو رخسار سے ایک زرہ بھی ہم دیدہ نہ ہو سکا۔

(۳)

حسنش چو آید جلوہ گر طاقت نیار و چشم سر
از دیدہ دل کن نظر تا بگری دیدار او
ترجمہ: (۳) جب اس کا حسن اپنا جلوہ دکھاتا ہے تو آنکھوں میں تاب دید نہیں رہتی۔ (سو
بہتر ہے) اُس کے دیدار کے لیے تو دیدہ دل سے کام لے۔

(۴)

عشق نہال باغ جاں میوہ وصال جاوداں
تو بر نخواستی حور و ازاں ہم دوست بر خوردار او
ترجمہ: جان و روح کے باغ میں اس کے عشق کا پودا وصال کے پھل سے ہمیشہ جاودانی ہے
لیکن تو اسے چاہے بھی تو نہیں کھا سکا وہ خود ہی اس پھل سے بہرہ اندوز ہے۔

(۵)

بگذر ز کوی آب و گل درو بقصر جان و دل
ماتر خود ہیں متصل سرے ہم از اسرار او
ترجمہ: آب و گل کے اس کو چے کو چھوڑ کر اور جان و دل کے گل میں پہنچ جا۔ اس وقت اس
اسرار تیرے اسرار کے شریک بن جائیں گے۔

(۶)

عاشق ز راہ معرفت بگذشتہ از فعل و صفت
دیں عاقل غافل صفت سرگشتہ در آثار او

ترجمہ: بچے عشق کا راہی (جسے عرفان الہی حاصل ہے) اپنے افعال اور صفات کے وسیلے سے معرفت کی راہ سے گزر جاتا ہے۔ اور وہ جو عقل کو راہبر ماننے والا ہے وہ غافل صفات اور افعال کے چکر میں پھنسا رہا جاتا ہے۔

(۷)

اظہار حسن دلیری می میں زہرہ پیکری
پیدا است در ہر مظہری آں حس و آں اظہار او
ترجمہ: محبوب کے حسن کا جلوہ ہر جگہ میں دیکھو کہ ہر مظہر میں اُس کا حسن اور اس کے نور کا جلوہ نظر آتا ہے۔

(۸)

منصور کی بود آزماں کورا انا الحق بر زباں
زنہار غیر حق مداں دیار اندر دار او
ترجمہ: جب منصور نے منہ سے ”انا الحق“ کا بول ادا کیا تو وہ بولنے والا منصور نہیں تھا۔ کس کی دار کے گرد پھرنے والا سوائے حق کے کوئی اور نہیں تھا۔

(۹)

گویند یار یار شو تا چند باشی یار خود
نی نی کہ یار خویش شو تا چند باشی یار او
ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ اُس کا دوست بن اپنی صفات کا یار کب تک رہے گا نہیں نہیں یہ غلط اپنا یار بن اُس کا یار کب تک رہے گا۔

(۱۰)

پر شد جہاں یکسر ازو شد نیک و بد منظر ازد
مومن ازد کافر ازد درقید نور اوتار او
ترجمہ: سارا جہاں اُس سے پر ہے نیک اور بد اُس کا منظر ہے مومن بھی اُسی سے ہے کافر بھی تمام نور و تاریکی اُسی سے ہے۔

(۱۱)

خواہد کند در خود نظر آئینہ سازو از بشر
بارش کند زیرو زیر حیرانم اندر کار راد
ترجمہ: جب اُس نے چاہا کہ وہ اپنا جمال دیکھے تو بشر کو اپنا آئینہ بنایا پھر اسی آئینہ کو زیرو زیر کر
دئے گا مجھے حیرت ہے۔

(۱۲)

در ظلمت آباد عدم یک شعلہ ز انوار قدم
در ہر دے کو زد علم از جاں نمود اقرار او
ترجمہ: عدم کے ظلمت آباد میں اُس کے انور قدم کا ایک شعلہ چکا اور ہر اُس دل نے جس میں
جان آئی اس کا اقرار کیا۔

(۱۳)

در پردہ آتش مگر حسن تو آمد جلوہ گر
پیر مغاں کرد آں نظر کس چوں کند انکار او
ترجمہ: تیرا حسن آگ کے پردے میں بھی جلوہ گر ہو جائے جب نے یہ خیال کیا تو پھر کون تیرا
انکار کر سکتا ہے۔

(۱۴)

ترسا سویت بھانفہ بوئے و از چلیپا یافتہ
زلف تو برہم تافتہ آں حلقہ زنار راد
ترجمہ: ترسا بھی تیری طرف رواں رواں ہے اُس کو چلیپا میں تیرا ہی جلوہ نظر آیا ہے۔ تیری
ہی زلف نے اُس کی زنار کے حلقہ کو برہم کیا ہے۔

(۱۵)

مسکین معین در یک غزل محمود اسرار ازل
بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

ترجمہ: بے چارے معین نے ایک غزل میں سارے راز کھول کے دکھا دیئے تم اُس کے لباس گفتار میں کلام طہم یزلی کو سن سکتے ہو۔

غزل (۱۰۹)

(۱)

ہستی طلیعہ آیت ز نور وجود او

کوئین شبنمی ست ز دریائے جود او

ترجمہ: ہستی اُس کے نور وجود کی ایک کرن ہے یہ دونوں جہان اس کے جود کرم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔

(۲)

در جب آفتاب کجا ذرہ را بقاست

اندر جوار سایہ نماید وجود او

ترجمہ: آفتاب کی موجودگی میں کسی ذرے کی کیا مجال کہ تاب لائے۔ صرف سایہ ہی میں اُس کا وجود ظاہر ہوتا ہے۔

(۳)

نادر دچوں صدف گہر وصل او بکف

تا دل نغمشت غرق بحر شہود او

ترجمہ: صدف کی طرح اُس کے وصل کا گوہر حاصل نہیں ہو سکا جب تک کہ دل بحر شہود میں غرق نہیں ہوتا۔

(۴)

ز آئینہ دست نمودار حسن دوست

زنگ وجود تست حجاب نمود او

ترجمہ: دل کے آئینے میں محبوب کے حسن کا جلوہ نمایاں ہوتا ہے (مگر وہ اس لیے دکھائی نہیں دیتا ہے کہ) صرف تیرا رنگ وجود اُس کی نمود میں حجاب بنا ہے۔

(۵)

کہ شعلہ ز عشق کہ در جاں خود زخم
تا دارہم ہم ز ظلمت ہستی دور او
ترجمہ: وہ شعلہ عشق کب لپکے گا کہ میں اپنی جان کو اس سے روشن کر لوں۔ تاکہ میں اُس کے
دھوئیں سے ظلمت ہستی سے نجات پا لوں۔

(۶)

عاقل چہ بی برد کہ فنا مایہ بقاست
و اندر زیاں عقل نہادند سود او
ترجمہ: عاقل کب سمجھ سکتا ہے کہ فنا ہی بقا کا سرمایہ ہے عقل کے نقصان سے ہی اُس کا تمام تر
نفع موجود ہے۔

(۷)

از تار عنکبوت چہ پرواہ ہائے را
دائے ست بہر صید گس تار و پود او
ترجمہ: (۷) ہا (وہ پرندہ جو کسی کے سر پہ بیٹھے تو اے بادشاہ بتادے) کو مڑی کے جالے کی
کیا پرواہ ہو سکتی ہے یہ تو گس کو شکار کرنے کے لیے جاتی ہے۔

(۸)

بہی جو جاں ز قید حوادث بدر پرد
بزر وہ ولے قتلے صعود او
ترجمہ: (۸) جب قید حوادث سے جان بچ کر نکل جائیگی اُس وقت دنی قتلے کے
پردوں کی طرف اُس کا عروج ہوگا۔

(۹)

از روح خاص خویش و میدی در آدے
ورنہ کا ملائکہ کردے سجود او

ترجمہ: تو نے آدم میں اپنا خاص روح پھونکا تو اسے عزت و شرف ملا اور نہ یہ فرشتے اسے کہاں
بجہ کرنے والے تھے۔

(۱۰)

از گنج عشق نردہ جہاں مایہ دیں عجب
کامرد دو کون یافت نہ هیچ از نقود او
ترجمہ: دنیا کو تمام دولت و ثروت عشق کے خزانے سے ملی ہے۔ مگر یہ عجیب ہے دونوں جہاں
میں اس کی نقدی کا کہیں وجود نہیں ہے۔

(۱۱)

باشد جہاں و مانہ غم خویش خور معین
تا چند غم خوریم زبود و نبود او
ترجمہ: (۱۱) اے معین نہ دنیا ہوگی نہ ہم ہو گئے بس اپنا غم کرو اس دنیا کے بود و نبود کا کب
تک ہم غم کریں۔

ردیف "و"

غزل (۱۱۰)

(۱)

پیش ازاں کا استاد فطرت فرش و ایوان ساخت
پایہ قدرت فراز کون امکاں ساخت
ترجمہ: استاد فطرت نے اس سے قبل زمین و آسمان کو بنانے سے پہلے اپنی قدرت کا پایہ کون
و مکاں سے بلند تر بنایا۔

(۲)

قالب آدم چو از خواب عدم برداشت سر
خاک پایت طوطیای دیدہ جاں ساخت
ترجمہ: جب آدم کے بھلانے خواب عدم سے سر اٹھایا تو اس کی خاک پا کو دیدہ جاں کے

لیے سرمہ بنایا۔

(۳)

ہمچو بسم اللہ بر منشور قرآنت خدائے
 تاقیامت ہم عناں مانند عنوان ساختہ
 ترجمہ: بسم اللہ کی طرح قرآن پر تیرے منشور کو بھی قیامت تک باری تعالیٰ نے ایک ساتھ
 رکھا ہے۔

(۴)

اندراں عنوان دو رحمت کردہ ظاہر اندریں
 جسم و جاننت رحتی برانس ویر جاں ساختہ
 ترجمہ: اس فرمان میں دو رحمتوں کا عنوان ظاہر فرمایا یعنی آپ کے جسم و جاں مبارک کو انس و
 جاں کے لیے رحمت بنایا۔

(۵)

دشمنان از کیس تو برنار حرماں سوختہ
 دوشاں از مہر تو بانور ایماں ساختہ
 ترجمہ: دشمن آپ کی دشمنی میں محرومی کی آگ میں جلیں گے اور دوست آپ کی محبت میں نور
 ایمان حاصل کریں گے۔

(۶)

شہسوار دلدل شوقے کہ در میدان چرخ
 عشق از بدر و ہلاکت گوی و چوگاں ساختہ
 ترجمہ: آپ دلدل شوق کے شہسوار ہیں کہ چرخ کے میدان میں عشق نے بدر و ہلال کو آپ
 کی گونے و چوگاں بنایا ہے۔

(۷)

خواجہ عالم تو بودی لا جرم بنائے صنع
 از برایت چتر و طاق و ہفت ایواں ساختہ

ترجمہ: تخلیق عالم کی بنیاد اے خواجہ عالم آپ ہی کی ذات ہے آپ کی خاطر ہی ترقی طاق اور
ہفت فلک بنائے گئے ہیں۔

(۸)

دور وحدت راکہ مجھوید در بحر قدم
حق دروں حد جسم تو پنہاں ساختہ
ترجمہ: دنیا کے سمندر میں وحدت کا موتی تلاش کرتے ہیں اُس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے
درج جسم میں پنہاں رکھا ہے۔

(۹)

از برای ماحضر پیش گدایانت خدائے
ہشت جنت باہزاراں حورو غلاماں ساختہ
ترجمہ: (۹) آپ کے فقیروں کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آٹھ جنتیں اور ہزاروں حورو
غلام رکھے ہیں۔

(۱۰)

راہ جنت گرچہ دشوار ست پیش دیگران
بر طلبکاران این اُمت چہ آساں ساختہ
ترجمہ: اگرچہ کے دوسرے لوگوں کے لیے جنت کی راہ دشوار ہے مگر آپ کے پیروں کی اس اُمت
پر اُس کو کس قدر آسان کر دیا گیا ہے

(۱۱)

نار نمرودے بر اہل اہم گرشد گلستاں
آتش دوزخ بریں اُمت گلستان ساختہ
ترجمہ: (۱۱) اگر نار نمرود حضرت اہل اہم پر بگڑا ہو گئی تھی (تو) دوزخ کی آگ اس اُمت کے
لیے گلستان بن جائے گی۔

(۱۲)

بہر فرزند خلیل از گو سپند آمد فدا
بہر ایں امت فدا از نوع انساں ساختہ
ترجمہ: حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے فرزند (حضرت اسماعیلؑ) کے لیے دو نہ کو فدیہ بنایا گیا
لیکن اس امت کے لیے نوع انسان کو ایک دوسرے کا فدیہ بنایا ہے۔

(۱۳)

گوہر وصلش جہد ہر دو عالم مجرّم
لیکن از بہر گدایان تو ارزاں ساختہ
ترجمہ: اُس کے وصل کا گوہر ہر دونوں جہاں کی نقدی کے عوض خریدتے ہیں جو تیرے طلب
گار ہیں انہیں تو اس مول بھی یہ سودا سستا ہے۔

(۱۴)

یا رسول اللہ ﷺ بحال عامیاں کن یک نظر
تا شود زان یک نظر کار فقیراں ساختہ
ترجمہ: (۱۴) یا رسول اللہ ﷺ ہم عامیوں کی جانب اک نظر کرم فرمائیے تاکہ اس ایک نظر
عی سے فقیروں کا کام بن جائے گا۔

(۱۵)

رحمۃ اللعالمین ہر معنی رحم کن
کز جہالت خویش را محکوم شیطان ساختہ
ترجمہ: (۱۵) اے رحمت اللعالمین۔ معنی پر اپنا کرم کیجئے۔ کیونکہ یہ اپنی جہالت کے سبب
شیطان کے تابع ہو گیا ہے۔

غزل (۱۱۱)

(۱)

اے کس دولت تو ملک ہر ملک زدہ
عشقت علم بسینہ ہر یک بیک زدہ

ترجمہ: آپ کی دولت و شہرت کا خزانہ فلک پر بچا رہا ہے۔ اور آپ کے عشق کا علم ہر ایک کے سینہ پر نقب ہے۔

(۲)

آئینہ دار طلعت تو بود آفتاب
خگاہ زور طناب ازاں بر فلک زود
ترجمہ: یہ سورج تیرے چہرے کا آئینہ بن کے آیا ہے یہی سبب ہے کہ اُس نے شعاعوں کا زریں خیمہ آسمان پر لگایا ہے۔

(۳)

مہ لاف حسن زد بھلک لا جرم شکات
از پنچہ سیاست تو آن فلک زود
ترجمہ: فلک پر چاند نے دھوی حسن کیا اسی وجہ سے فلک نے اپنی سیاست کے پنچے سے اُس کے دھگڑے کر دیئے۔

(۴)

از صنی پیر نقد حل مشکلات
زاں نسر و آتش مہ خط بہر شک زود
ترجمہ: آسمان کے صنی پر آپ کی مشکلات کا چونکہ حل نہ ہو سکا اس وجہ سے نسر و آتش نے فلک کے تین نقطے ظاہر کر دیئے۔

(۵)

دیو یکہ کردہ خدمت دولت سرائے تو
در اوج کبریائے تو پر بر فلک زود
ترجمہ: وہ فرشتہ جو آپ کے دولت سرا کی خدمت کرتا تھا آپ کی بزرگی کی بلندی پر خدمت کے لیے فلک پر پہنچ گیا۔

(۶)

دانستہ نقد بے غش عیار چست

صراف عقل نقد تو چوں بر محک زدہ

ترجمہ: جب عقل کے صراف نے کسوٹی پر لا کر پرکھا تو اس نے پہچان لیا کہ تیرے پاس جو نقدی ہے وہ کھوٹ کے بغیر یعنی خالص ہے۔

(۷)

در بزم خاص محرم إنا اللہ آمدہ

چوں تیغ لا تو ہر ہر ہر مشترک زدہ

ترجمہ: اے اللہ کی بزم خاص کے محرم صرف آپ ہی ہیں نہ آپ نے لا کی تلوار ہر مشترک کے سر پر چلائی ہے۔

(۸)

در نعت خواجہ دوسرا روز و شب معین

کوس مجبش زما تا سک زدہ

ترجمہ: خواجہ دوسرا (رسول اکرم ﷺ) کی شان عالی مقام میں معین آسمان کی بلندیوں سے لے کر زمین کی چٹائیوں تک دن رات مدح و ثناء کی پکار کرتا رہتا ہے۔

غزل (۱۱۲)

(۱)

یک قطرہ بحر قدرش بر دو عالم ریختہ

واں قطرہ صد دریا شدہ در کام جانم ریختہ

ترجمہ: اُس نے اپنی قدرت کے سمندر میں سے ایک قطرہ دو عالم کو عطا کیا۔ اُس قطرے سے سینکڑوں دریا بہن کر میرے کام جاں میں سا گیا۔

(۲)

نور تجلے زد علم ہر صبح از برج علم

کو وجودم لا جرم چوں طور از ہم ریختہ

ترجمہ: علم کی بلندیوں سے ہر صبح تجلیوں کا نور ہمارے لیے لپکتا ہے اور یہ نور تجلی میرے کوہ وجود کو کوہ طور کی طرح پارہ پارہ کر دیتا ہے۔

(۲)

از جملہ ذرات جہاں نور تجلی میں عیاں
زیرا کہ بحر بیکراں در طرف عالم ریند
ترجمہ: دنیا کے تمام ذروں سے تجلیوں کا نور عیاں ہے اس لیے کہ وہ بحر بیکراں تمام اطراف عالم میں جاری ہے۔

(۳)

چوں بر زند خورشید سر قفا کہ نگزارد اثر
سوج ہوا شب تا سحر چندانکہ شبنم ریند
ترجمہ: جب سورج سر پر چڑھ آتا ہے تو پھر کچھ اثر باقی نہیں رہتا سوج ہوانے تمام رات صبح تک جس قدر شبنم گرائی تھی۔

(۵)

شہ چوں خورد جام صفا بر خاک ریزد جرعا
زاں حق شراب عشق را بر خاک آدم ریند
ترجمہ: سلطان جب شراب پیتا ہے تو چند گھونٹ بطور حق گرا دیتا ہے اسی طرح شراب عشق بطور حق آدم کی خاک پر گھرائی گئی ہے۔

(۶)

من عاشق دیوانہ در سے کشم خمخانہ
زاں می کہ یک پیانہ بر عرش اعظم ریند
ترجمہ: میں تو وہ دیوانہ عاشق ہوں پورا شراب خانہ پی جاتا ہوں اُس شراب کے جس کا ایک پیار عرش اعظم کو ملا ہے۔

(۷)

نار محبت از ازل میسوخت تا روز اجل
دل را کہ عشق لم یزل در بوتہ غم ریختہ
ترجمہ: محبت کی آگ روز ازل سے شریک جلاتی رہے گی اُس دل کو جسے عشق لم یزل نے
بوتہ غم میں رکھا ہے۔

(۸)

چشتی کہ از انوار اوی بود پر خوردار او
از حسرت دیدار او اشک دما دم ریختہ
ترجمہ: وہ آنکھ کہ جو اُس کے انوار سے کامیاب و کامراں تھی وہ اس کے دیدار کی حسرت میں
ہر لحظہ اشک بہا رہی ہے۔

(۹)

عشق از داری نہ فلک آتش زد اندیک بیک
دانگہ بدایغ مانمک بر جای مرہم ریختہ
ترجمہ: عشق نے آسمان سے بھی بلند ہو کر ہر جگہ اپنی آگ لگادی پھر مرہم کے بجائے ہمارے
دانگوں پر نمک چھڑکا ہے۔

(۱۰)

خود میدی در دل ازاں میرنبرد و اسرار زماں
چوں خدرہ آہنگراں کز فریت دم ریختہ
ترجمہ: اور یہ آہن گروں (لوہے کا کام کرنے والے) کی طرح سے ہے کہ (ہتھوڑے کی)
ضرب پڑتے ہی اندر سے چنگاریاں پھوٹنے لگتی ہیں۔ دل کو تو خود بھونک رہا ہے اس لیے
اُس سے راز ظاہر ہو رہے ہیں۔

(۱۱)

در تافت خورشید یقین از مطلع جان معین
واللہ کہ فیضی ایں چنین بر ہر دلی کم ریختہ

:

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: معین کی روح کے افق پر یقین و ایمان کا سورج طلوع ہوا۔ بخدا اس انداز میں کسی اور نے کم ہی (میری طرح) فیض پایا ہے۔

غزل (۱۱۳)

(۱)

جانی کہ مذاش حرہ عشق مزیدہ
از لطف گریزاں شدہ در قبر خریدہ

ترجمہ: (۱) وہ جان کہ جس نے محبوب کی طلب میں عشق کا حرہ لیا پھر اس نے آرام سے بھاگ کر قبر کو خرید لیا ہے۔

(۲)

در قید تعلق نتوان داشت بعد بند
مرحکہ کہ زدام سر زلف تو پریدہ

ترجمہ: بیٹکڑوں بند باندہ کر بھی قید تعلق میں نہیں رہ سکتے اس مرغ کو جو تیری زلف کے جام سے اڑا ہے۔

(۳)

ساک کہ در اول قدم ایں رو نغوش طے
رو رفتہ بسی بیکہ بجائے زسیدہ

ترجمہ: وہ ساک (سلوک کی منزل میں طے کرنے والا) جس سے پہلے ہی سر طے میں یہ راستہ طے نہ ہوا وہ پھر بے شک بے شمار سفر کرتا کرتا چلا جائے لیکن کسی مقام پر نہیں پہنچتا۔

(۴)

از گلبن غم خار ستم خورد و نالید
آں دیدہ کہ در گلشن جاں روئے تو دیدہ

ترجمہ: گلبن غم سے خار ستم کھا کر بھی آف بھی نہیں کرتی وہ آنکھ جس نے گلشن جاں پر تیرے جمال کا مشاہدہ کیا ہے۔

(۵)

جانم چوگل از غنچہ بردوں آید ازاں باد
گو وقت سحر پردہ ز روئے تو کشیدہ
ترجمہ: میری جاں غنچہ سے پھول کی طرح نکل آئی اُس ہوا سے جو صبح کے وقت تیرے رخ
سے پردہ ہر کا کے آئی۔

(۶)

کو محرم جاں تاز دل آرم بزبان
آں نقطہ کے گوئیم زلب عشق شنیدہ
ترجمہ: وہ محرم جاں کہاں ہے جس سے دل کے راز کہہ سناؤں اُس نکتہ کو جسے میرے کانوں
نے لب عشق سے سنا ہے۔

(۷)

دریائے کرم موج محبت زدہ صد بار
درہا ہمہ در رشتہ جان کو کشیدہ
ترجمہ: لطف و کرم کے دریائے محبت کی لہر سو سو بار اٹھائی ہے اور تیری جان کے رشتہ سے
محبت کے موتیوں کی لڑی پرودی ہے۔

(۸)

دانی کہ بہ جنت چہ بود لولو منشور
آں دانہ اٹکے کہ ز چشم تو چکیدہ
ترجمہ: تم کو معلوم ہے کہ جنت میں قیمتی موتی کون سے ہونگے۔ اُن آنسوؤں کے ہوں گے
جو تیری آنکھ سے نکلیں گے۔

(۹)

از بزم الست آمدہ سر مست معینی
زاں جرمہ کہ جانس زلی عشق چشیدہ

ترجمہ: (۹) معین بزم الست میں سرمست و بے خود ہو گیا تھا (کیونکہ) اس نے بے عشق کا
ایک گھونٹ پی لیا تھا۔

رویف ”می“

غزل (۱۱۴)

(۱)

اگر چشم حقیقت وجود خود بینی
قیام جملہ اشیاء بود خود بینی
ترجمہ: اگر تو چشم حقیقت سے اپنے وجود کو دیکھے تو اس کائنات کی تمام چیزوں تجھے اپنے وجود
کے اندر ہی دکھائی دیں گی۔

(۲)

وجود ہی زمیت نار مسوی گردد
اگر بدن کئی از سر تو دود خود بینی
ترجمہ: تیرا وجود جو خشک لکڑی کی طرح ہی ہمارے مسوی بن جائے اگر تو اپنے سر سے خود بینی کے
دھوئیں کو نکال دے۔

(۳)

زقمر لے توحید در عشق ہمار
کہ صبح حقیقی حق رانغور خود بینی
ترجمہ: توحید کے بھنور کی گہرائی سے عشق کے موتی نکال لے آتے تجھے اپنے اندر حق کا قہقہہ
خزانہ کچھ نکلا۔

(۴)

ہر عشق ترا پایہ از سر جہدست
کہ تخت ہر دو جہاں را فرد خود بینی

ترجمہ: عشق میں تیرا مرتبہ تیری کوشش کی بنا پر ہے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں جہاں کے تحت تجھے فروتر نظر آئیں۔

(۵)

تو چوں فرشتہ نظر بہ جمال دوست گمار
نہ چوں لعین کہ ہمیں در سہود خود بنی
ترجمہ: تو فرشتوں کی مانند اپنے محبوب کا نظارہ اُس شیطان (ابلیس) کی مانند نہ کر جو پھر
سجدے کر کے ہار گیا اور مستوجب عی رہا۔

(۶)

ازیں حنیض و نانت چو بگذری شاید
کہ تاری قتل صود خود بنی
ترجمہ: اگر تو اپنے تن اپنے وجود کے (ناقص اور حرم و ہوس والے) بنجرے سے نکل جائے
تو پھر دنی قتل کی منزل تک تجھ کو عروج نصیب ہوگا۔

(۷)

باز خانہ بدوں آ و نور دوست نگر
تو چند شیشہ سرخ و کبود خود بنی
ترجمہ: اپنے گھر سے باہر نکل اور ظاہر باطن میں اپنے محبوب کا نور ہی نور دیکھ۔ تو کب تک
ان سرخ و سبز شیشوں کا مشاہدہ کریگا۔

(۸)

اگر ز آئینہ زنگ حدوث بزداۓ
جمال شاید حق در شہود خود بنی
ترجمہ: (۸) اگر تو اپنے من کے شیشے کا زنگ اتار کر اسے میل کرے گا آئے تو پھر شاید تو خدا
کے وجود کا جلوہ اپنی روح (اپنی ذات) کے اندر دیکھ سکے گا۔

(۹)

بہ بند دیدہ زایاں کہ تا ز عین عیاں
وجود دوست چو جان وجود خود بینی
ترجمہ: اعیان ثابت سے آنکھیں بند مت کرنا کہ تو اپنی ظاہری آنکھوں سے دوست کے وجود
کو اپنے وجود کی طرح مشاہدہ کر سکے۔

(۱۰)

یا بزم گدایاں شہ نشاں خودیست
کہ تا نتیجہ احساں وجود خود بینی
ترجمہ: خودی کے شہ نشاں فقیروں کی مجلس میں آ جا۔ تا کہ تو اپنے احسان وجود کا نتیجہ خود دیکھ
سکے۔

(۱۱)

در آ مجلس مسکین معین شوریدہ
کہ نقل و بادہ زگفت و شنود خود بینی
ترجمہ: آ معین بے چارے کی مجلس میں آ کر بیٹھ تا کہ گفت و شنود کے نقل و بادہ تجھے میر
آئیں۔

غزل (۱۱۵)

(۱)

گوہر عشق چو در چشم تن میطلعی
دل چو دریا کن اگر در عدن میطلعی
ترجمہ: اگر تو چاہے کہ عشق کا موتی تیرے تن کے چشم میں پیدا ہو تو پھر اپنے دل کو، یا کی
مانند وسیع اور گہرا کر لے اُس میں عدن کا موتی تجھے مل جائے گا۔

(۲)

چہ روی دشت و بیاباں آہوی تار
زلف او بوی اگر مشک حقن میطلعی

ترجمہ: (۲) یاد کیا تاتاری ہرن کے تعاقب میں جنگل بیاباں مارا مارا پھرتا ہے۔ (ارے نادان) اپنے نبوب کی زلف کو سونگہ اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے ہرن کے پیٹ سے نکلنے والی کستری کی خوشبو ملے تو وہ تجھے محبوب کی زلف سے مل جائے گی۔

(۳)

باز عشقی تو دریں دام کہ آرام بجوئے
سوی او باز پرواز ز آنکہ وطن میطلعی

ترجمہ: (۳) اگر تو عشق کا عقاب ہے تو پھر اس دنیا میں کہیں آرام (ٹھکانہ) نہ ڈھونڈ۔ اُس کی طرف پرواز کر اگر تجھے وطن کی تلاش ہے۔

(۴)

نکتہ بستم ازاں منطق شریں سوال
گفت بگر کہ کلام پچہ فن میطلعی

ترجمہ: اُس شیریں کلام محبوب سے سوال کر کے میں نے ایک نکتہ تلاش کر لیا اُس نے کہا تو میرے کس کس فن کی دریافت چاہتا ہے۔

(۵)

من نہ جانم نہ دلم نے بدنم چند مرا
کہ زجان گاہ زدل کہ ز بدن میطلعی

ترجمہ: (۵) میں نہ جان ہوں نہ دل ہوں نہ بدن ہوں کب تک وہ میری جان کو کبھی دل کبھی بدن کو طلب کرتا رہیگا۔

(۶)

بر سر عرش دویدم کہ بجویار کجاست
گفت بات شب و روز من میطلعی

ترجمہ: میں نے عرش پر پہنچ کر تلاش کیا کہ وہ محبوب کہاں ہے کہنے لگا کہ میں تو دن رات

تیرے ساتھ ہوں تو کہاں ڈھونڈنا پھرنا ہے۔

(۷)

عاقبت پردہ پر انگنہ کہ ہاں پیشتر آئی
جام ی گیر اگر شرم شکن میطلسی

ترجمہ: آخر کار اس نے پردہ اٹھا دیا اور کہا اور آگے اور جام شراب لے اگر تو شرم توڑنا چاہتا

ہے۔

(۸)

گیر در دار بجا جل انا الحق در دست
چند در دریر فنا دارورن میطلسی

ترجمہ: دار بجا میں انا الحق کی رسی کو قیام لے۔ دار فنا میں بیٹھ کر کب تک سولی کے رے؟
انتظار کرتا رہے گا۔

(۹)

عندیب چمن عشق شواے طائر قدس
گر تماشاہ گل و مکن چمن میطلسی

ترجمہ: تو اے طائر قدس چمن شوق کا عندیب بن جا۔ اگر تجھے مکن چمن میں پھولوں کے
نظارے کی تمنا ہے۔

(۱۰)

خانہ خالی کن از اغیار و بجز یار معین
کیں مجالست کہ ضدیں معا میطلسی

ترجمہ: اے معین اپنے گھر کو خیروں سے خالی کر کے محبوب کو تلاش کر مشکل ہے کہ اللہ اور دنیا
داری دونوں ایک جگہ پا کٹھے ہو جائیں۔

غزل (۱۱۶)

(۱)

چو از جمال نقاب بطون بر اندازی
 دران ظهور وجود مرا عدم سازی
 ترجمہ: جب تو اپنے جمال سے باطنی نقاب کو ہٹائے گا تو اس ظهور میں میرے وجود کو عدم
 بنا دے گا۔

(۲)

زنور حسن چو رخسار شمع آرائی
 مکن ملامت پروانہ بجاں بازی
 ترجمہ: نور حسن سے جب شمع کے رخسار کو لے آراستہ کیا ہے تو پھر پروانے کو اس کی جانبازی
 پر ملازمت مت کر۔

(۳)

نقوش مہر تو از مہر دل نخواہد رفت
 اگر در آتش عشقم چوموم بگذاری
 ترجمہ: تیری محبت کے نقوش دل کی مہر سے محو نہیں ہو سکتے خواہ تو مجھے آتش عشق میں موم کی
 طرح پگھلا دے۔

(۴)

چو چنگ میکسیم ایں گو شمال زخم فراق
 مرادم آنکہ یزم وصال بنوازی
 ترجمہ: جس طرح سارنگی کے اوپر اس کا گز ضرب لگاتا ہے اسی طرح میں فراق و ہجر کے
 زخموں پر چوٹ کھاتا ہوں کہ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ تو مجھے یزم وصال سے سرفراز
 کر دے۔

(۵)

سپاہ درد و بلا صف کشد از چپ و راست
 بقلب ما علم عشق چوں بر افرازی
 ترجمہ: میرے دائیں بائیں جانب سے درد و بلا کی فوج صفیں باندھے چڑھی آتی ہے جب
 سے تو نے میرے دل میں عشق کا علم بلند کیا ہے۔

(۶)

ہمیں دست کہ آئینہ است در دستش
 گہی چو گوی بہر جانے کہ ی تازی
 ترجمہ: یہ جو تیرے ہاتھ میں شیشہ پکڑا ہوا ہے یہی ہمارا دل ہے تو اس کو گیند کی طرح کھیلتے
 ہوئے ادھر ادھر ہر جانب ضرب لگاتا ہے (تو یہ تو ٹوٹ جائے گا)

(۷)

ولے مظاہر و اعیان چو رخت برستد
 تو خواہ آئینہ سازی و خواہ گو بازی
 ترجمہ: جب اشیائے عالم مظاہر و اعیان کی صورت میں ہیں تو اب خواں تو دل کو آئینہ بنائے
 یا گیند بنائے۔

(۸)

ہر آئینہ کہ تو عکس جمال خود بینی
 اگر در آئینہ دل جلی اندازی
 ترجمہ: یہی تو اپنے جہاں کے عکس کا نظارہ کرے گا اگر آئینہ دل میں تو اپنی جلوہ فرمائی کرے
 گا۔

(۹)

رموز عشق لم از با تو میگوید
 چرا کہ بپوش ہم دم آوازی

ترجمہ: میرا دل عشق کے راز تیرے ہے تجھ سے کہتا ہے اس لیے کہ تیرے سوا اس کا کوئی ہدم
وہم اذان نہیں ہے۔

(۱۰)

بغیر راز دل خود نمی توانم گفت
تو راز من شنوی بہ کہ محرم رازی
ترجمہ: میں کسی غیر سے اپنے دل کے راز نہیں کہہ سکتا تو ہی میرے راز من لے کہ تو ہی میرا
رازواں ہے۔

(۱۱)

معین بیک نظر از خاک بر گرفتہ تست
بداں امید کہ بازار نظر نیندازی
ترجمہ: معین کو ایک ہی نظر کرم سے تو نے خاک سے اٹھایا ہے اب اسے یہ اس ہے کہ تو اسے
اپنی نظروں سے دور نہیں کرے گا۔

غزل (۱۱۷)

(۱)

ای کہ اندر عین پیدائی نہانی کیستی
ہرچہ در فہم و گماں آید نہ آنی کیستی
ترجمہ: اے وہ کہ عین ظہور میں بھی چھپا ہے تو کون ہے اور تو وہ نہیں کہ فہم و گمان میں آسکے تو
کون ہے۔

(۲)

جملہ اشیا ز حد وصف شد معلوم خلق
ایکہ بیرون از حد وصف بیانی کیستی
ترجمہ: تمام اشیاء اپنی حد وصف سے خلق کو معلوم ہو گئیں اے وہ کہ تو حد وصف سے باہر ہے
تو کون ہے۔

(۳)

ایکے در ہر مظہر نوی ظہوری کردہ
در لباس جملہ اعیان عیانی کیستی

ترجمہ: اسے وہ کہ تمام مظاہر میں مختلف انداز سے جلوہ گر ہے تو پھر تمام اعیان ثابتہ کے لباس میں اور کوئی جلوہ گر ہے۔

(۴)

نی بدن از تو خبردارو نہ جان از تو اثر
تو چو جاں از بسکہ پیدا پیدائے نہانی کیستی

ترجمہ: نہ وجود کو تیری خبر ہے اور نہ کوئی جان تجھ سے اثر نشانی رکھتی ہے تو کہ جان کی طرح بالکل ظاہر ہے پھر یہ پوشیدہ کون ہے۔

(۵)

ایک اچھو شہد شیر اندر رگ جانی رواں
جان شیریں منی با جان جانی کیستی

ترجمہ: (۵) اے وہ کہ شہد و شیر کی طرح رگ جاں میں رواں ہے اے میری جان شیریں تو کس کی جان جاں ہے۔

(۶)

منزل یسوع قدی یخلق بعالم درزی
ایکے سمع و نطق ہر گوش و زبانی کیستی

ترجمہ: راز لی سمع دلی۔ نطق تمام عالم میں گونج رہا ہے تو کہ ہر سمع و نطق کے لیے گوش و زبان ہے تو وہ کون ہے۔

(۷)

جملہ رداۓم جہاں ہر یک نشان ذات تست
بادجود این نشانہا بی نشانی کیستی

ترجمہ: اس دنیا کے ہر ہر ذرے میں تیری ذات کی نشانی موجود ہے مگر ان سب نشانوں کے باوجود بھی تو بے نشان ہے تو کون ہے۔

(۸)

در فراق آزار ریش درد مندانی ادلیک
در وصال آرام جان عاشقانی کیستی

ترجمہ: فراق و ہجر کا دکھ درد بھی تو ہے اور درد مند بھی ہے لیکن وصال میں عاشقوں کی جان کا آرام ہے تو کون ہے

(۹)

جام شش روی جہاں از عکس رویت روشدت
تویدوں از شش سوی کون و مکانی کیستی

ترجمہ: دنیا کی طرفیں تیرے عکس رخسار سے روشن ہیں تو کہ ان چھ طرفوں سے باہر ہے بتا کہ تو کون ہے۔

(۱۰)

من بچھوئے تو ہر دم روم دیوانہ وار
وئے عجب سو روم بامن روانی کیستی

ترجمہ: میں تیری محبت میں دیوانہ وار پھرتا ہوں لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ ہر طرف میرے ساتھ رواں ہے تو کون ہے۔

(۱۱)

با معینے گفت ہر سو تا کی خواہی دید
ہم ز خود جوہر چہ خواہی تا بدانی کیستی

ترجمہ: (۱۱) معین سے اُس نے کہا کہ اس طرح ہر طرف کب تک دوڑے گا تو اپنے اندر جو کچھ ڈھونڈھتا ہے ڈھونڈھتا کہ معلوم ہو تو کیا ہے؟

غزل (۱۱۸)

(۱)

تو منظر لطافتِ جمالِ معبودی
 ولے درلغِ کز آئینہ زنگِ نزدودی
 ترجمہ: (۱) تو معبود کے نورانی جمال کا منظر ہے لیکن افسوس کہ تو نے اپنے آئینہ سے زنگ
 دور نہیں کیا ہے۔

(۲)

درختِ مستیت از نارِ عشقِ پاکِ بسوز
 کہ تمامِ نسوزی مقیدِ دودی
 ترجمہ: تو اپنی ہستی کے درخت کو عشق کی پاک آگ سے جلا ڈال اور جب تک یہ تمام کا تمام
 جل نہ جائے تو مقید ہستی رہیگا۔

(۳)

چو مفرمانِ مجرد زیرِ دہا بدر آئی
 چو بیوگاں چہ گرفتارِ تاری و پودی
 ترجمہ: ایک جو ہر فرد کی طرح پردے سے باہر نکل آ تو بیوہ عورتوں کی طرح پردوں میں کب
 تک گرفتار رہیگا۔

(۴)

زبان و سود چو در دستِ اختیار تو نیست
 زیاں تو ہم ازاں شد کہ طالبِ سودی
 ترجمہ: نفع و نقصان تو تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تو پھر یہ نقصان اس لیے ہوا کہ تو نفع کی فکر
 میں لگا رہا۔

(۵)

عدمِ وجودِ مجرد کہ در حقیقتِ حال
 مجاز ہے تو نہادِ نامِ موجودی

ترجمہ: عدم وجود نہیں ہو سکتا کہ حقیقت حال میں تو معدوم ہے مجازاً تجھ کو موجود کہا جاتا ہے۔

(۶)

حر پیام فلک طبل عشق میگوید

چہ شد کہ یک حر آواز طبل نشودی

ترجمہ: علی الصبح عرش پر عشق کا نثارہ بجایا جاتا ہے لیکن افسوس کہ تو نے کبھی ایک صبح بھی اس نثارے کی آواز نہیں سنی ہے۔

(۷)

در آبرصہ میداں کہ دو ابدیت حال

ز جملہ منجہاں کوی عشق بر بودی

ترجمہ: اب تو میدان عشق میں نکل آ کہ ابتدائے حال ہی میں تمام مہارت والوں سے تو عشق میں سبقت لے گیا ہے۔

(۸)

تو قدر خود بہ ازیں داں کہ بر مواید فضل

ہمہ طفیل تو اند و توی کہ مقصودی

ترجمہ: تو اپنی قدر کا اندازہ اس سے لگالے کے فضل کے خوابوں پر سب تیرے طفیل ہیں اور مقصود صرف تیری ذات ہے۔

(۹)

ہنوز آدم و عالم نبود نام و نشان

کہ در سراپہ وحدت جلیس حق بودی

ترجمہ: ابھی آدم یا اس دنیا کے وجود کا نام و نشان بھی نہیں تھا اُس وقت آپ وحدت کی خلوت سرا میں حق کے جلیس تھے۔

(۱۰)

ملک بسجدہ آدم قیام نمودی

اگر عیاں نہ بدیدی جمال معبودی

ترجمہ: فرشتے حضرت آدم کو سجدہ نہ کرتے اگر وہ اُن کی ذات میں جمال معبود کو ظاہر نہ دیکھ لیتے۔

(۱۱)

شہید عشق شو ایدل کہ نزد اعلیٰ شہود
کی ست مرتبہ شاہدی و مشہودی
ترجمہ: تو شہید عشق ہو جا کہ اعلیٰ شہود کے نزدیک عشق اور عاشق اور معشوق کا مرتبہ ایک جیسا
ہی ہوتا ہے۔

(۱۲)

اگر بکھ رہا قطرہ رود از جائے
زباہ کہ بہا بے درلغ بیودی
ترجمہ: وہ شراب کہ جو ہمیں بے درلغ پلائی گئی ہے اس کا ایک قطرہ بھی پہاڑ پر گر جائے تو وہ
اپنی جگہ سے مل جائے۔

(۱۳)

کدام بادہ قوی تر ازیں تواند بود
کہ حسن خویش بمابی حجاب بیودی
ترجمہ: جس کی بدولت اے دوست تو نے اپنا جمال ہم کو بے حجاب دکھایا اس سے بہتر اور
قوت والی اور کوئی شراب نہیں ہو سکتی۔

(۱۴)

ز ذرہ ذرہ شنو نعرہ ہای منصوری
کنوں کہ از رخ تاباں نقاب بکشودی
ترجمہ: (۱۴) ایک ایک ذرے سے نعرہ منصوری کی آواز تو سن سکتا ہے کہ اب تو نے اپنے
رخ روشن سے پردہ ہٹایا ہے۔

(۱۵)

ہلاک من ز تو و اجتناب از تو محال
مریض عشق عداود اُمید بہبودی

ترجمہ: جب میری موت ہی تیرے حوالے سے ہے تو میں تجھ سے اجتناب نہیں کر سکتا۔
(بس) مریض عشق اب صحت یابی کی کوئی امید نہیں رکھتا ہے۔

(۱۶)

ہزار بار کشیدم ہزار بار غمت
تو بار دیگر و بار دیگر بیخود

ترجمہ: تیرے غم کے ہزار بوجھ ہزاروں بار اٹھانے کے لیے تیار ہوں اور تو ہر بار ان کے
بوجھ خواہ کتنا ہی اضافہ ہوتا جائے۔

(۱۷)

ز بار عشق تنالہ معین ولے خود گوی
کہ پشہ چند کشد بار بیل محمودی

ترجمہ: معین عشق کے بار سے نہیں روتا لیکن آپ ہی انصاف کرو۔ بھلا ہاتھی کا بوجھ کوئی
چیونٹی بھی اٹھا سکتی ہے۔

غزل (۱۱۹)

(۱)

بخدا غیر خدا در دو جہاں نیست کسے
صد دلیست ولی واقف ازاں نیست کسی

ترجمہ: (۱) خدا کی قسم خدا کے علاوہ اس دو جہاں میں اور کوئی نہیں ہے اس حقیقت کی سو
دلیلیں (سو ثبوت) موجود ہیں مگر پھر بھی کوئی اس سے واقف نہیں ہے۔

(۲)

نکتہ سر محبت چو نہاں از من و تست
لا جرم در صدور شرح و بیاں نیست کسی
ترجمہ: محبت کے راز کے نکات تیرے میرے ہر کسی سے پوشیدہ ہیں یکساں سب ہے اس کی
شرح بیان کے درپے کوئی نہیں ہے۔

(۳)

مسند عزت و خلوت تک وحدت خالیت
از ازل تا بہ ابد در خود آں نیست کسی
ترجمہ: وحدت کی خلوت گاہ (جہاں وحدت کا قیام ہے) اور مسند عزت خالی ہیں ازل سے
ابد تک یہ یونہی رہیں گی کہ ان کے قابل (اہل) کوئی بھی نہیں ہے۔

(۴)

لا جرم عاشق و معشوق زخود ساخت پدید
تا کہ بروی بجز از روی نگراں نیست کسی
ترجمہ: یقیناً یہ عاشق و معشوق خود اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ تا کہ اس کے جمال کا دیکھنے والا
اُس کے سوا کوئی دوسرا نہ ہو۔

(۵)

ہمہ زحرمہ کز سینہ خود میشود
توچہ گوئی کہ دریں خانہ نہاں نیست کسی
ترجمہ: یہ زمرے جو تو اپنے سینے سے سن رہا ہے اس کے باوجود کسی طرح کہتا ہے کہ دل
میں کوئی پنہاں نہیں ہے۔

(۶)

زندہ دل راچہ غم از رفتن جاں روز ازل
زانکہ دل زندہ بایں روح رواں نیست کسی

ترجمہ: زندہ دل کو روز ازل ہی سے موت کا کوئی غم نہیں اس لیے کہ اُس روح رواں کے ہوتے کوئی زندہ دل نہیں ہے۔

(۷)

دل و جاں عاریتم گر بدود عمر تو باد
ای حیات دل من غیر تو جاں نیست کسی

ترجمہ: (۷) اگر عمر نہ بھی ہو۔ مجھے دل و جان عاریتاً درکار ہیں۔ اے میرے دل تیری زندگی جاں کے بغیر تو کسی بھی صورت ممکن نہیں ہے۔

(۸)

دعویٰ عشق دریں معرکہ ہرگز فکد
اگر از جان و دل خویش بجاں نیست کسی

ترجمہ: یہاں کوئی بھی عشق کا دعویٰ ہرگز نہیں کرتا اگر جان و دل کے ساتھ جان کی بازی لگانا مقصد نہ ہوتا۔

(۹)

بار عشق تو معینے بدل و جاں بکشد
کہ ہوا دار تو تنہاں بہ زباں نیست کسی

ترجمہ: اے معین تو عشق کا بوجھ اپنے جان و دل پر اٹھاتا رہا ہے حالانکہ محض زبانی محض باتوں سے کوئی تیرا طلب گار نہیں بن سکتا۔

غزل (۱۲۰)

(۱)

اگر زمستی خود چشم دل فراز کنی
نخست دیدہ بدیدار دوست باز کنی

ترجمہ: (۱) اگر مستی میں آکر تو دل کی آنکھ کھولے تو سب سے پہلے دوست کا دیدار ہی ان آنکھوں کو کھولتا ہے۔

(۲)

دی زہستی خود بگذری یہ از صد سال
کہ روز روزہ بدارى و شب نماز کنى
ترجمہ: ایک لمحے کے لئے اپنی ذات کے ساتھ وقت گزارنا سو سال کی روزہ داری اور نماز
گزارى سے زیادہ بہتر ہے۔

(۳)

چو سز دوست طمع گر کنى ز خود کوتاہ
سزو کہ پاى دریں انجمن دراز کنى
ترجمہ: سرو کے درخت کی مانند اگر تو طمع و لالچ کو دور کر دے تب عین ممکن ہے کہ اس انجمن
(عشق) میں اپنے پاؤں پھیلا لے۔

(۴)

بلندیت بتواضع نہادہ اند بکبر
تو خویش رانتوانى کہ سرفراز کنى
ترجمہ: تیری انفرادی کار از تواضع اور انکساری میں ہے بغیر اس کے تو اپنے آپ کو سر بلند نہیں
رکھ سکتا۔

(۵)

ز کعبتین فلک نقد جاں نخواستى مرد
چو عرض شعبدہ با چرخ حقہ باز کنى
ترجمہ: آسمانوں کی دستوں کے اندر تو اپنی جان نہیں بچا سکتا جب تک تو شعبدہ باز آسمان
سے شعبدہ بازی کرے گا۔

(۶)

بناز کی ہیری پی بمنزل بمقصود
مگر سلوک ریش از سر نیاز کنى

ترجمہ: (۶) اگر ناز و خروہ اور حیل و حجت کرتے رہیں تو منزل مقصود ہاتھ نہیں آتی۔ لیکن اگر سر نیاز جھکا کر عاجزی دکھائی جائے تو یہ منزلیں طے ہو سکتی ہیں۔

(۷)

گرت نیاز برآمد مرد کہ آخر کار

بہد نیاز بخواند تراود ناز کنی

ترجمہ: اگر محبوب ناز و ادا کے ساتھ تجھے دور ہٹائے مت جا کہ آخر کار تیرے نیاز کی بدولت وہ تجھے باز یاب کریگا۔

(۸)

ز بندگی بپیشینی سخت سلطانی

اگر تو خدمت محمود چوں ایاز کنی

ترجمہ: تو بندگی کر لے گا تو بادشاہی تخت پر بیٹھے گا (اور یہ اس وقت ہوگا) جب تو ایاز کی مانند محمود (محبوب) کی خدمت کرتا رہے گا۔

غزل (۱۲۱)

(۱)

مرا ای ساقی وحدت بدادی جرعا زان سے

کہ ہر دم از ہیا ہویش بر آید از دلم ہی ہی

ترجمہ: اے ساقی وحدت تو نے اُس شراب کا ایک گھونٹ مجھے پلایا ہے کہ جس کی سرشاری سے میرا دل ہے پکارا رہا ہے۔

(۲)

گموائ خم چہ میخوشی چو می دردی تو میریزی

گموائ نے چہ مینائی چو ہم خود میدی درد

ترجمہ: جب تو ہی خم میں شراب ڈال رہا ہے تو خم کو جوش سے منع نہ کرنے (بانسری) کے نالے ہی تیری ہی وجہ ہیں پھر اُس کو ملامت کیسی۔

(۳)

چہ بادست این نمیدانم کہ جام دل بیکجہ
چنان از رنگ صافی شد کہ دیدم یار راور دی
ترجمہ: مجھے نہیں معلوم کہ یہ کونسی شراب ہے کہ جس کا ایک گھونٹ پی کے دل ایسا صاف اور
شفاف ہو گیا ہے کہ آنکھ کی صورت محبوب کی مشکل نظر آنے لگی ہے۔

(۴)

بدیم دلبری چوں مہ شدم از حسن او والہ
مرا در بر کشید انگہ کہ از من بچھی تا کے
ترجمہ: میں نے محبوب کو چاند کی مانند دیکھا اور اس کے حسن کا شیدائی ہو گیا پھر وہ اپنے پاس
بٹھا کے کہنے لگا کہ کب تک تو گریز کرے گا۔

(۵)

مقاماتی بدیم من حکایاتی شنیدم من
بھا لاتی رسیدم من کہ کیں آنجا نبرودہ پی
ترجمہ: میں نے بہت سی حکایتیں سنی ہیں اور ایسے ایسے مقام دیکھے ہیں اُن حالات کو پہنچ گیا
کہ وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکا۔

(۶)

ز محل خود بروں رستم بازار جنوں رستم
بھجانہ دروں رستم بدیم خما پری
ترجمہ: میں محل گنوا بیٹھا ہوں اور بازار جنوں میں آ گیا ہے۔ مے خانے میں جا کے دیکھا
ہے کہ صراحیاں شراب سے بھری پڑی ہیں۔

(۷)

رواں یک جاءہ برکردم بیاد لعل او خوردم
نہ از خویش بستر دم بقالی یا فتم زان ی

ترجمہ: اُس کے لبِ تعلیم کی یاد میں ایک جام بھرا اور اُسے پی گیا۔ خود سے بیگانہ ہو گیا اور اس شراب کی بدولت میں نے بقا حاصل کر لی۔

(۸)

نہ عصیاں ماندو فی طاعت شدم نحو اندراں ساعت
چناں گشتم در اں حالت کہ وی من گشت من ہم دے

ترجمہ: پھر نہ عصیاں رہے نہ طاعت رہی میں اس کی ذات میں محو ہو کر ایسا بن گیا کہ وہ میں ہو گیا اور میں وہ بن گیا۔

(۹)

معینی بس کن ایں دعویٰ کہ در دیوان آں مولیٰ
ہنوز از دفتر معنی نکردی یک ورقِ راطی

ترجمہ: اے معین اس دعویٰ کو ختم کر کے اُس مولیٰ کے دیوان میں ابھی تو میں نے معرفت کا ایک ورق بھی نہیں پڑھا ہے۔

غزل (۱۲۲)

(۱)

گہی کہ از رخ تاباں نقاب زلف کشائی
ز عاشقاں بنگاہی ہزار دل بربائی

ترجمہ: اے دوست جب تو اپنے رخ تاباں سے نقاب ہٹا نا ہے تو ہزاروں عاشقوں کے دل ایک نگاہ میں چھین لیتا ہے۔

(۲)

بیاز بادہ بروں در نہ جملہ پردہ بر آفتن
کہ نیست سوختگاں را در گھلیب جدائی

ترجمہ: مجھے شراب دے یا پھر اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دے۔ کہ ہم دل سوختہ اب اس سے زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔

(۳)

چگونہ صبر تو اس کرد در فراق جمالت
کہ ہر زماں بدلم صد ہزار بار در آی
ترجمہ: تیرے حسن سے دوری میں کیسے صبر کیا جائے اے محبوب تو میرے دل میں ہر
لحے ہزاروں بار ڈال رہا ہے۔

(۴)

بیک حجاب کہ برداشتی دلم بہ ربودی
جہاں نمائد و جاں ہم اگر جمال نمای
ترجمہ: اپنے جلوے کے ایک لشکارے۔۔۔ میرے دل کو لوٹ لیا۔ اگر محبوب اپنا جلوہ دکھا
دے تو نہ جان رہے نہ جہاں رہے کوئی بھی جلوے کی تاب نہ لاسکے۔

(۵)

ولا مجلس مستان در آو خاک شو آنجا
کہ جرمہ بتو ریزند از شراب جدای
ترجمہ: اے دل مستوں کی محفل میں آ جا اور وہاں آ کے خاک ہو جانا کہ تیرے جام میں
شراب جدائی کا ایک قطرہ (ایک گھونٹ) تیرے اوپر ڈال دیں۔

(۶)

چو جرمہ خواری مستان حق نصیب تو آید
زہر حجاب کہ شد تمام خود بدرای
ترجمہ: جب مستان حق کی جرمہ خواری تیرے نقش میں آئے گی تو اُس وقت تیرے تمام حجاب
اٹھ جائیں گے۔

(۷)

بہ نیم جرمہ ز دل بر زند ہزار انا الحق
خوش باش معینے بگر بخود تو کجائی

ترجمہ: ایک گھونٹ جام توحید کاپی کر دل ہزار بار انا الحق پکار اٹھے۔ اے معین خاموش ہو جا اور دیکھو تو تم کہاں پہنچ گئے ہو۔

غزل (۱۲۳)

(۱)

دلا چو محرم آں دلبر یگانہ توئی
قضا چو تیر بلا میزند نشانہ توئی

ترجمہ: اے دل جب تو ہی اُس دلبر یگانہ کا واقف و جاننے والا ہے۔ اس سے قضا کا ہر تیر تیرے ہی اوپر آ رہا ہے۔

(۲)

دگر فروزد کانوں عشق آتش شوق
شرارہ کہ بریزد ازاں زبانہ توئی

ترجمہ: عشق کی انگلیٹھی میں محبت آتش شوق بھڑکاتی ہے۔ اس سے جو شرارہ نکل رہا ہے اے دوست تو ہی ہے۔

(۳)

تم چو دائرہ و نقطہ درمیانہ دلم
دلم چو دائرہ و نقطہ درمیانہ توئی

ترجمہ: میرا جسم دائرہ کی طرح ہے اور میرا دل نقطہ کی طرح ہے اور میرے اس دل میں دائرے اور نقطہ کی طرح تو موجود ہے۔

(۴)

بگفتم از چہ بہانہ چو دور حجابے گفت
وجود تست حجاب من و بہانہ توئی

ترجمہ: میں نے اُس دوست سے کہا کہ تو کس بہانے سے پردے میں ہے اُس نے کہا تیرا وجود حجاب ہے اور بہانہ تیری ذات ہے۔

(۵)

ہای عشق بدام حدوث کی گنج
چو مرغ خانگی در قید آب و دانہ توئی
ترجمہ: عشق کا حادثہ کے دام میں کب پھنس نہیں سکتا ہے کہ پالتو مرغ کی طرح تو آب
و دانہ کی قید میں ہے۔

(۶)

چو حلقہ خطری بروز و غمیدانی
کہ طالب خودی در درون خانہ توئی
ترجمہ: مجھے کس چیز نے حلقہ کیا ہوا ہے (چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے) میں نہیں جانتا کہ
میں خود اپنا طالب بن کیف۔ مگر کے اندر گھس کے بیٹھا ہوں۔

(۷)

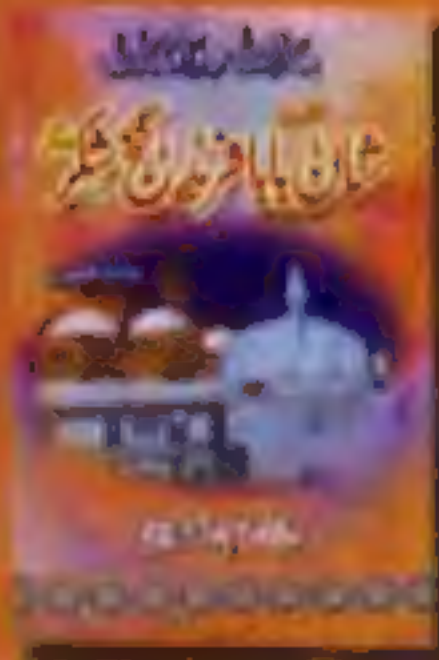
معین بر آئی بسمر بگوی نکستہ عشق
کہ بلبل چمن عشق در زمانہ توئی
ترجمہ: اے معین منبر پر آ کے عشق کے راز بیان کر کہ اس دنیا کے، باغ عشق میں تو صرف
بلبل ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات

اس دیوان کی تیاری کے لیے دیوان معین الدین چشتی "نول شور مثنوی" دیوان معین الدین چشتی
مطبوعہ: بھئی لکھات خواجہ مطبوعہ کراچی

صوفیائے کرام کے حالات و واقعات پر مشتمل بہترین کتب



ادارۃ پیغام القرآن

م. اردو بازار لاہور ☎ 042-7323241

